شیخین رضی اللہ عنھم کی جنگوں میں ثابت قدمی—قسور عباس اور حیدر الرافضی پر رد

قسور عباس اور حیدر الرافضی پر رد

ابو عبد الرحمن السلفی، احمد خلفان، ابو تراب سلفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

إن الْحَمْدَ لِلهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ ، وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا ، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلا مُضِل لَهُ ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أن لا إِلَهَ إلا اللهُ ، وَأَشْهَدُ أن مُحَمدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

قسور عباس اور حیدر الرافضی ناصبیوں نے شیخین رضی اللہ عنھم پر بکواس کرتے ہوئے یہ طعن کیا کہ شیخین رضی اللہ عنھم جنگوں سے فرار ہوگئے تھے۔ یہ ان ناصبیوں کا کالا جھوٹ ہے اور اس پر رد حاظر ہے۔

سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی ثابت قدمی

امام ابن حبان رحمہ اللہ کی تصحیح کا جواب

سب سے پہلے رافضی نے امام ابن حبان رحمہ اللہ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا۔

"امام ابن حبان کا ہی اسکو (یعنی إِسْحَاقَ بْنِ یَحْیَی بْنِ طَلْحَةَ کو) ثقہ قرار دینا اسکی توثیق کی سب سے بڑی دلیل ہے کیونکہ امام ابن حبان اہل سنت میں توثیق کے معاملے میں بہت متشدد مانے جاتے ہیں"

یہ اس رافضی کا کالا جھوٹ ہے کیونکہ امام ابن حبان رحمہ اللہ متشدد نہیں بلکہ توثیق میں متساہل تھے اور اس وجہ سے توثیق میں اکثر علماء اور محدثین نے ان کا تعاقب کیا ہے اور جہاں پر ان کی توثیق جمہور کے خلاف ہوئی تو اس کو رد کر دیا۔

علامہ ذھبی رحمہ اللہ نے امام ابن صلاح رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے اور اس کا اثبات کرتے ہوئے اس کو صحیح مانا۔۔

وقال الامام أبو عمرو بن الصلاح - وذكره في طبقات الشافعية: غلط الغلط الفاحش في تصرفه، وصدق أبو عمرو وله أوهام كثيرة

ترجمہ: امام ابو عمرو بن الصلاح نے ان کو طبقات شافعیہ میں ذکر کرنے کے بعد کہا: وہ بہت شدید غلطیاں کرتے ہیں اور ابو عمرو نے سچ کہا۔ ان کو کثرت سے اوہام ہو جاتے تھے۔ (میزان الاعتدال ج6 ص99)

لہذا اس کلام سے ثابت ہوا کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ زبردست ثقہ امام ہونے کے ساتھ ساتھ غلطیاں کرتے تھے اور ان کو وھم ہو جاتا تھا۔

اسی طرح ذھبی العصر شیخ عبد الرحمن بن یحیی المعلمی رحمہ اللہ نے امام ابن حبان رحمہ اللہ کی توثیق کے پانچ درجے مقرر کئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔۔

الأولى: أن يصرح به كأن يقول «كان متقننا» أو «مستقيم الحديث» أو نحو ذلك

الثانية: أن يكون الرجل من شيوخه الذين جالسهم وخبرهم

الثالثة: أن يكون من المعروفين بكثرة الحديث بحيث يعلم أن ابن حبان وقف له على أحاديث كثيرة

الرابعة: أن يظهر من سياق كلامه أنه قد عرف ذاك الرجل معرفة جيدة

الخامسة: ما دون ذلك

1۔ جنھیں وہ خود صراحتا مستقیم الحدیث اور متقن وغیرہ کہتے تھے۔

2۔ وہ راوی جو ان کے اساتذہ میں سے تھے جن کی مجالس میں ابن حبان بیٹھتے تھے۔

3۔ کثرت حدیث کی وجہ سے مشہور راوی تھے۔

4۔ ابن حبان کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس راوی کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

5۔ جو ان چاروں اقسام کے علاوہ (مثلاً مجہول اور مستور۔۔ میرے الفاظ) تھے۔ (التنکیل بما فی تانیب الکوثری من الاباطیل ص 669)

یعنی امام المعلمی کے حوالے سے ثابت ہوا کہ وہ بعض اوقات مشہور راویوں کی توثیق کر دیتے تھے حالانکہ. بہت سے ایسے مشہور اور کثیر الحدیث راوی ہیں جو ضعیف ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ امام ابن حبان رحمہ اللہ کا مجاہیل کی توثیق کرنا ثابت ہے۔

اس موقع پر امام ابن حبان رحمہ اللہ کی توثیق قبول نہیں کی جاتی اگر وہ جمہور کے خلاف ہو۔

اختصار کے پیش نظر ان دو حوالوں پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

لہذا یہ ثابت ہوا کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ توثیق میں متساہل تھے۔ اور ان کا کسی راوی کی توثیق کرنا جمہور کے مقابلہ میں قابل قبول نہیں۔

اب ہم آتے ہے اس کی روایت کی طرف جس کی تصحیح امام ابن حبان رحمہ اللہ نے کی ہے۔

رافضی نے روایت بیان کی ہے بحوالہ ابن حبان جس کا خلاصہ یہ ہے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جنگ احد میں پہلے واپس آنے والے تھے۔

اس روایت کی سند اس طرح ہے۔۔

أَخْبَرَنَا مُحَمدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ مَوْلَى ثَقِيفٍ، حَدثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي الْحَارِثِ، حَدثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوارٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ، حَدثَنَا عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ

اس کی سند میں اسحاق بن یحیی بن طلحہ متروک الحدیث ہے۔ اختصار کے پیش نظر صرف تین حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے اپنی کتاب المجروحین میں شامل کیا!!!!!(کتاب المجروحین ج1 ص143)۔

یعنی امام ابن حبان رحمہ اللہ کی توثیق ان کے اپنے خلاف ہے کیونکہ ایک طرف وہ اس راوی کی روایت کرتا حدیث کو اپنی صحیح میں شامل کر رہے ہیں اور دوسری طرف اس کو اپنی کتاب المجروحین میں ذکر کرکے اس پر جرح کر رہے ہیں۔ لہذا اس روایت میں امام ابن حبان رحمہ اللہ کی توثیق ان کے تضاد کی وجہ سے ساقط ہو گئی۔

امام عباس الدوری رحمہ اللہ امام جرح و تعدیل یحیی ابن معین رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں۔

سَمِعت يحيى يَقُول إِسْحَاق بن يحيى بن طَلْحَة ضَعِيف

میں نے یحیی کو سناوہ کہتے تھے کہ اسحاق بن یحیی بن طلحہ ضعیف ہے۔ (تاریخ ابن معین روایت الدوری۔ ج3 ص171)۔

اس کے بعد علامہ ذھبی رحمہ اللہ اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وقال أحمد والنسائي: متروك الحديث

وقال البخاري: يتكلمون في حفظ

احمد و نسائی نے اسے متروک الحدیث کہا ہے اور امام بخاری نے کہا ہے کہ اس کے حافظہ پر کلام کیا گیا ہے۔ (میزان الاعتدال ج1 ص360)

ان تین زبردست حوالوں سے ثابت ہوا کہ یہ روایت سخت ضعیف اور مردود ہے کیونکہ اسحاق بن یحیی متروک الحدیث ہے۔

اس کے علاوہ محدث العصر الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو اسحاق بن یحیی کی وجہ سے سخت ضعیف قرار دیا۔ (دیکھیے التعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان للالبانی رحمہ اللہ رقم الحدیث 6941)

اس کے علاوہ شیخ شعیب الارناووط نے بھی اس حدیث کو اسحاق بن یحیی کی وجہ سے ضعیف قرار دیا۔ (دیکھیے صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان تحقیق شعیب الارناووط رقم الحدیث 6980)

یہاں پر رافضی نے ایک بہت بڑی مکاری چلائی۔ رافضی نے جب یہ حدیث لگائی تو نیچے حاشیہ سے شیخ شعیب الارناووط کی تحقیق کو اڑا دیا تاکہ لوگوں کو حقیقت نہ پتا چلے۔

لہذا ثابت ہوا کہ یہ روایت سخت ضعیف اور مردود ہے اور امام ابن حبان رحمہ اللہ کو اس کو صحیح کہنے میں وہم ہوا۔

امام ابو عبداللہ الحاکم رحمہ اللہ کی تصحیح کا جواب

آگے چل کے رافضی نے اسی حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا۔

سب سے پہلی بات امام حاکم رحمہ اللہ بھی روایات کی تصحیح میں متساہل تھے۔ اور یہ اس وجہ سے مشہور تھے۔ اختصار کے پیش نظر صرف ایک حوالے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔۔

علامہ ذھبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔۔

وقسم في مقابلة هؤلاء كأبي عيسى الترمذي وأبي عبد الله الحاكم وأبي بكر البيهقي متساهلون وقسم كالبخاري واحمد بن حنبل وأبي زرعة وابن عدي معتدلون ومنصفون

اور ان کے مقابلہ میں ایک قسم مثلا ابو عیسی الترمذی، ابو عبداللہ الحاکم اور ابو بکر البیھقی متساہل تھے اور ایک قسم مثلا بخاری، احمد بن حنبل، ابو زرعہ اور ابن عدی معتدل اور انصاف کرنے والے تھے۔ (ذکر من یعتمد فی الجرح و تعدیل ص 172)۔

لہذا امام حاکم رحمہ اللہ کے تساہل کی وجہ سے ان کا اس حدیث کو صحیح الاسناد کہنا ان کا سہو ہے۔

اب اگر ہم اس حدیث کی اسناد کی طرف آئیں تو امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کی یہ اسناد لکھیں۔

پہلی سند

1---حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي دَارِمٍ الْحَافِظُ، بِالْكُوفَةِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الرازي، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ

تنبیہ: مستدرک حاکم کے مطبوعہ نسخوں میں سند میں غلطی سے محمد بن اسحاق بن یحیی بن طلحہ چھپ گیا ہے حالانکہ اصل راوی اسحاق بن یحیی بن طلحہ ہے۔ اس کے ثبوت یہ ہے۔۔

1۔ امام ابن حبان جو امام حاکم رحمہ اللہ کے استاد ہیں انہوں نے صحیح ابن حبان میں اسحاق بن یحیی بن طلحہ سے ہی سند نقل کی۔

2۔ علامہ ذھبی رحمہ اللہ نے تلخیص المستدرک میں اسی روایت کو اسحاق بن یحیی پر جرح کر کے ضعیف قرار دیا۔

3۔ امام حاکم نے اسی حدیث کو جب دوسری اور تیسری بار لکھا تو اس کی سند میں اسحاق بن یحیی بن طلحہ ہی ہے۔ جیسے ابھی آرہا ہے۔

4۔ اگر رافضی اس ضد کریں کہ اس کی سند میں محمد بن اسحاق بن یحیی بن طلحہ ہی ہے تو عرض ہے پھر اس راوی کا مکمل ترجمہ اور عدالت ثابت کرنا رافضیوں کے ذمہ ہے ورنہ یہ مجہول الحال ہو جائے گا۔

دوسری سند۔۔

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمدِ بْنِ سَلَمَةَ الْعَنَزِي، ثنا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدارِمِي، ثنا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ مُوسَى بْنِ إِسْمَاعِيلَ، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ، حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ

تیسری سند۔۔۔

أَخْبَرَنَا الشيْخُ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، أَنا مُحَمدُ بْنُ عَالِبٍ، ثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْوَاسِطِي، ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ، حَدثَنِي عَمي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أُم الْمُؤْمِنِينَ

ان تینوں اسناد میں اسحاق بن یحیی بن طلحہ ہے جس پر ہم تفصیلی جرح امام ابن حبان رحمہ اللہ کی تصحیح کے باب میں کر چکے ہیں لہذا امام حاکم رحمہ اللہ کا اس کو صحیح علی شرط مسلم کہنا ان کا وہم ہے۔

ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ امام حاکم رحمہ اللہ تصحیح میں متساہل تھے اور علامہ ذھبی رحمہ اللہ نے تلخیص علی المستدرک میں امام حاکم کا تعاقب کیا اور ان تمام اسناد کو اسحاق بن یحیی بن طلحہ کو متروک کہہ کر ضعیف قرار دیا۔ بلکہ 5610 پر کہا **لا وا للہ** یعنی اللہ کی قسم ایسا نہیں ہے (تلخیص المستدرک حاکم۔ رقم الحدیث 4315 اور 5159 اور 5610)

خلاصہ کلام سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا جنگ احد سے بھاگنا ثابت نہیں ہے اور ان احادیث میں اسحاق بن یحیی بن طلحہ کا تفرد ہے جو متروک الحدیث ہے۔

اب یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اگر اس حدیث کو صحیح مان لیا جائے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنھم معاذاللہ بھاگ گئے تھے جن میں سیدنا علی رضی اللہ

عنہ بھی شامل تھے۔ لہذا رافضی اگر اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں تو رافضیوں کو ماننا پڑے گا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی احد سے بھاگے لیکن ان سے پہلے سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ واپس آئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

دوسرا شیخین رضی اللہ عنھم کا جنگ احد میں ثابت قدم رہنا صحیح سند سے ثابت ہے۔

جنگ احد میں جنگ کے خاتمہ کے موقع پر سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ (جو ابھی اسلام نہ لائے تھے) نے پکارا کیا تمہارے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابو بکر بن ابی قحافہ، اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنھم اجمعین موجود ہیں؟ تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو جوابات دیئے۔ سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے پکارنے سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ سب لوگوں کو معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے قریبی ساتھی سیدنا ابو بکر اور عمر ہیں اور یہ دونوں کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ چھوڑ ہی نہیں سکتے اسی لئے سیدنا ابو سفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کا نام پکارا اور ان کے بارے میں پوچھا۔ سیدنا ابو بکر صدیق نے جواب نہ دیا لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا نام پکارے جانے پر جواب دیا۔ یہ اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ دونوں

حضرات آخر دم تک جنگ میں شامل اور ثاقب قدم تھے۔ (دیکھیے صحیح البخاری رقم الحدیث 4043)۔

لہذا اس ساری بحث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے جنگ احد سے بھاگنے والی حدیث سخت ضعیف ہے اور اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر بھی طعن آتا ہے کیونکہ اس حدیث کے مطابق وہ بھی بھاگ گئے تھے اور ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے واپس آئے یعنی وہ سیدنا علی سے بھی پہلے واپس آ گئے۔ یہ الزامی جواب رافضہ کا ہاضمہ درست کرنے کے لئے کافی ہے۔ ورنہ سیدنا ابوبکر، عمر، اور علی رضی اللہ عنہم اللہ کے شیر تھے اور آخری لمحات تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے جنگ احد میں۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی جنگ احد میں ثابت قدمی

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تفسیر طبری کی تحسین کا جواب

رافضی لکھتا ہے۔۔

تفسیر طبری کے رواۃ پر انکی جرح ہی فضول ہے کیونکہ انکے شیخ ابن تیمیہ نے تفسیر طبری کی مدح کچھ ان الفاظ میں کی ہے۔

وأما " التفاسير " التي في أيدي الناس فأصحها " تفسير محمد بن جرير الطبري " فإنه يذكر مقالات السلف بالأسانيد الثابتة وليس فيه بدعة ولا ينقل عن المتهمين---لكن تفسير ابن جرير أصح من هذه كلها-

تفاسیر میں سے جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں سب سے صحیح تفسیر طبری ہے۔۔۔۔۔جس میں تمام اسانید ثابت یعنی مقدم ہیں اور اس میں کوئی بھی بدعت نہیں اور انہوں نے کسی متہم راوی سے نقل نہیں کیا۔۔(آگے باقی

تفاسیر کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں)لیکن ان میں سب سے زیادہ صحیح تفسیر طبری ہے۔

الجواب: رافضی کی یہ بات بہت بڑا امغالطہ ہے جو اس نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں دیا ہے۔ کیونکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کہنے کا مقصد ہے۔۔

1۔ اکثر تفاسیر میں مکمل اسناد نقل نہیں ہوتی لیکن تفسیر طبری میں مکمل اسناد موجود ہیں۔

2۔ تفاسیر میں اسناد تو لکھی ہوتی ہیں لیکن تفسیر طبری کی اسناد زیادہ صحیح ہیں اور امام طبری رحمہ اللہ نے زیادہ اہتمام سے روایات اکٹھی کی ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بلحاظ صحت اس تفسیر کو تمام دوسری تفاسیر سے بہتر قرار دیا تو اس بات پر تو تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق اور اجماع ہے کہ تفسیر طبری تفاسیر میں سب سے زیادہ صحیح تفسیر ہے اور اس میں اسناد کا مکمل اہتمام کیا گیا ہے۔

لیکن شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کلام کا یہ مطلب نہیں کہ تفسیر طبری کی تمام روایات صحیح ہیں اور نہ ہی انہوں نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔ بلکہ وہ بھی تفسیر طبری کی

روایات پر جرح کیا کرتے تھے اور انہوں نے تفسیر طبری کی اکثر روایات کو ضعیف اور مردود قرار دیا۔ اختصار کے پیش نظر ایک روایت حاظر ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تفسیر طبری کی ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔۔

وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ وَالْبَغوي بِإِسْنَادٍ فِيهِ عَبْدُ الْغفارِ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ فَهْدٍ، أَبُو مَرْيَمَ الْكُوفِي .، وَهُوَ مُجْمَعٌ عَلَى تَرْكِهِ، كَذبَهُ سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَبُو دَاوُد، وَقَالَ أَحْمَدُ: لَيْسَ بِثِقَةٍ، عَامةُ أَحَادِيث بَوَاطِيلُ قَالَ يَحْيَى: لَيْسَ بِشَيْءٍ، قَالَ ابْنُ الْمَدِينِي: كَانَ يَضَعُ الْحَدِيث، وَقَالَ النسَائِي وَأَبُو حَاتِمٍ: مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ، وَقَالَ ابْنُ حِبان الْبُسْتِي: كَانَ عَبْدُ الْغفارِ بْنُ قاسِمٍ يَشْرَبُ الْخَمْرَ حَتى يَسْكَرَ، وَهُوَ مَعَ ذَلِكَ يُقَلبُ الْأَخْبَارَ، لَا يَجُوزُ الِاحْتِجَاجُ بِهِ، وَتَرَكهُ أَحْمَدُ، وَيَحْيَى

پس تحقیق ان اسناد سے جریر (امام طبری) اور بغوی نے روایت کیا ہے اور اس میں عبدالغفار بن القاسم بن فھد ابو مریم کوفی ہے۔ اس کے متروک ہونے پر اجماع ہے۔ اس کو سماک بن حرب اور ابوداود نے جھوٹا کہا ہے۔ اور امام احمد نے کہا ہے یہ ثقہ نہیں ہے اور یہ عام طور پر باطل روایات بیان کرتا ہے۔ امام یحیی نے کہا ہے کہ یہ کوئی

چیز نہیں۔ اور ابن المدینی نے کہا ہے کہ یہ حدیث گڑھا کرتا تھا اور امام نسائی اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے۔ ابن حبان البستی نے کہا ہے کہ عبد الغفار بن قاسم شراب پیتا تھا یہاں تک کہ نشہ میں دھت ہو جاتا۔ اور یہ اس کی روایات کا حال ہے اس سے حجت پکڑنا جائز نہیں اور احمد اور یحیی نے اسے ترک کر دیا۔ (منہاج السنۃ ج7 ص302، 303)۔

اس کے علاوہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی منہاج السنۃ سے ہی مزید کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں کہ انہوں نے تفسیر طبری کی روایات پر جرح کر کے ان کو ضعیف قرار دیا۔

یہ اس بات کی سب سے زبردست دلیل ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کی باقی تفاسیر کے مقابلہ میں تحسین تو فرمائی ہے لیکن اس کی تمام روایات کو صحیح نہیں مانا والحمد للہ ورنہ اس روایت کو ضعیف تو کجا کذب اور موضوع کہتے ہیں۔ لہذا رافضہ کا دھوکہ اور کالا جھوٹ اس بات سے عیاں ہو جاتا ہے۔

محمد بن یزید الرفاعی ضعیف الحدیث ہے

محمد بن یزید الرفاعی کو ثقہ ثابت کرنے کے لئے رافضی نے بہت سے مغالطہ دیئے اور امام ابن حبان رحمہ اللہ کی تناقض والی توثیق اور ابو بکر البر قانی کی توثیق کو جمہور کی جرح پر مقدم کر دیا۔

محمد بن یزید الرفاعی پر مکمل تحقیق حاظر خدمت ہے جس میں ہم ثابت کریں گے کہ یہ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف الحدیث ہے۔ اور پھر امام ابن حبان رحمہ اللہ اور ابو بکر البر قانی رحمہ اللہ کی توثیق کا جواب بھی دیا جائے گا ان شاء اللہ۔ اس بحث کو شروع کرنے سے پہلے ایک بات یاد رکھ لی جائے کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ توثیق میں متساہل تھے جیسے ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

محمد بن یزید الرفاعی پر جرح کرنے والے

1۔ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے کہا: وقد أنكر عَلَى أَبِي هشام الرفاعي أحاديث (الکامل فی الضعفاء الرجال۔ ج7 ص529)

2۔ امام بخاری

امام بخاری نے کہا: يتكلمون فيه (تاریخ الاوسط ج2 ص387)

امام بخاری نے کہا: رأيتهم مجتمعين على ضعفه (تاریخ بغداد۔ ج 4 ص598 وسنده حسن)

3۔ امام ابوحاتم الرازی نے کہا: ضعیف يتكلمون فيه (الجرح و تعدیل لابن ابی حاتم ج8 ص129 وسنده صحیح)

4۔ امام محمد بن عبداللہ بن نمیر نے کہا: كان اضعفنا طلبا واكثرنا غرائب (الجرح و تعدیل لابن ابی حاتم ج8 ص129 وسنده صحیح)

5۔ امام نسائی نے کہا: ضعيف (الضعفاء والمتروکین للامام نسائی۔ ص223)۔

6۔ امام ابن الجوزی نے ذکره في الضعفاء و المتروكين (الضعفاء والمتروکین لابن جوزی ج3 ص107)۔

7۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا: ليس بالقوي (تقریب التہذیب۔ ص909)۔

اختصار کے پیش نظر ان سات محدثین کی جرح پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ کی توثیق کا جواب۔۔

1۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے محمد بن یزید الرفاعی کو اپنی کتاب الثقات میں نقل کیا لیکن ان کی توثیق ان کی جرح سے متناقض ہے۔ مثلا امام ابن حبان رحمہ اللہ اس کو کو کتاب الثقات میں ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ كان يخطئ ويخالف۔ (الثقات لابن حبان ج9 ص109) یعنی ثقہ کہنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے جرح بھی کر دی۔ ان کی تعدیل کا جرح سے تضاد ہو گیا لہذا یہ تعدیل ساقط ہو گئی۔

2۔ اوپر ثابت کیا جا چکا ہے کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ راویوں کی توثیق میں متساہل تھے۔ اس لئے ان کی توثیق جمہور محدثین کی تضعیف کے مقابلہ میں رد کی جائے گی۔

ابو بکر البرقانی رحمہ اللہ کی توثیق کا جواب

امام ابو بکر البرقانی رحمہ اللہ کی توثیق جمہور محدثین کے خلاف ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کی جائے گی۔

ثابت ہوا کہ محمد بن یزید الرفاعی ضعیف الحدیث ہے اور اس کی روایات ضعیف ہیں والحمد للہ۔

رافضی کا دھوکہ کہ محمد بن یزید الرفاعی صحیح مسلم کا راوی ہے

رافضی نے مغالطہ دیتے ہوئے لکھا۔

"اسکے علاوہ یہ صحیح مسلم کا راوی بھی ہے۔ ہم اسکی دو روایات مسلم سے نقل کرتے ہیں۔"

پھر رافضی نے دھوکہ دیتے ہوئے جو اسناد لکھیں وہ اس طرح ہے۔

پہلی سند

حَدثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمدِ بْنِ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ ، وَمُحَمدُ بْنُ يَزِيدَ الرفَاعِي وَاللفْظُ لِابْنِ أَبَانَ قَالَا : حَدثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ ، عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلمَ : " وَالذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدنْيَا حَتى يَمُر الرجُلُ عَلَى الْقَبْرِ ، فَيَتَمَرغُ عَلَيْهِ ، وَيَقُولُ : يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ ، وَلَيْسَ بِهِ الدينُ إِلا الْبَلَاءُ

یہاں پر رافضی نے عوام الناس کو دھوکہ دیا کیونکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث کی ایک نہیں دو اسناد لکھیں ہیں۔ اگر ہم اس سند کو غور سے دیکھیں تو سند اس طرح شروع ہو رہی ہے: عبد اللہ بن عمر بن محمد بن ابان بن صالح و محمد بن یزید الرفاعی یعنی امام مسلم نے دو راویوں سے سنا اور یہ دو اسناد بنتی ہیں۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام مسلم نے ایک صحیح سند جو ثقہ راوی عبد اللہ بن عمر بن محمد بن ابان بن صالح سے شروع ہوتی ہے اس کی متابعت اور شواہد میں ایک ضعیف سند جو محمد بن یزید الرفاعی سے شروع ہوتی ہے وہ لکھی ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم صحیح اسناد کی متابعت میں ضعیف اسناد لکھتے ہیں اور ان کو صحیح سند کا شاہد بناتے ہیں۔ لہذا یہ حدیث بالکل صحیح ہے کیونکہ عبد اللہ بن عمر بن محمد بن ابان بن صالح ثقہ ہیں۔ اور امام مسلم کا محمد بن یزید الرفاعی (ضعیف) کو متابعت والی سند میں لانا اس حدیث کی اسناد کو مزید تقویت پہچانا ہے۔ لہذا یہ رافضی کا بہت بڑا دھوکہ ہے کہ محمد بن یزید الرفاعی صحیح مسلم کی اسناد میں ہونے کی وجہ سے ثقہ ہو جائے گا۔ کیونکہ سند کے ضعیف ہونے سے متن کا ضعیف ہونا لازم نہیں ہوتا کیونکہ وہ متن کسی دوسری صحیح سند سے ثابت ہو سکتا ہے۔

دوسری سند

وحَدثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، وَأَبُو كُرَيْبٍ ، وَمُحَمدُ بْنُ يَزِيدَ الرفَاعِي ، واللفظ لواصل ، قَالُوا : حَدثَنَا مُحَمَدُ بْنُ فُضَيْلٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلمَ : " تَقِيءُ الْأَرْضُ أَفْلَاذَ كَبِدِهَا أَمْثَالَ الْأُسْطُوَانِ مِنَ الذهَبِ وَالْفِضةِ ، فَيَجِيءُ الْقَاتِلُ فَيَقُولُ : فِي هَذَا قَتَلْتُ ، وَيَجِيءُ الْقَاطِعُ فَيَقُولُ : فِي هَذَا قَطَعْتُ رَحِمِي ، وَيَجِيءُ السارِقُ فَيَقُولُ : فِي هَذَا قُطِعَتْ يَدِي ، ثُم يَدَعُونَهُ فَلَا يَأْخُذُونَ مِنْهُ شَيْئًا

یہاں پر بھی اگر غور سے دیکھا جائے تو امام مسلم رحمہ اللہ نے تین اسناد لکھی ہیں۔ ان تین اسناد میں سے دو اسناد صحیح ہیں جو واصل بن عبد الاعلی اور ابو کریب کے طریق سے ہیں۔ اور امام مسلم نے دو صحیح اسناد کی متابعت میں محمد بن یزید الرفاعی کی ضعیف سند لکھی ہے جو ان دو صحیح اسناد کی شاہد ہے۔ لہذا محمد بن یزید الرفاعی کا ضعف مضر نہیں۔

خلاصہ کلام: محمد بن یزید الرفاعی کو امام مسلم رحمہ اللہ متابعت میں لے کر آئے ہیں اور اس کی مثل دوسری صحیح اسناد موجود ہیں۔ لہذا محمد بن یزید الرفاعی کا ضعیف ہونا صحیح مسلم کی روایات کو کچھ مضر نہیں۔

حسین سلیم اسد کی روایات کی تحسین کا جواب

رافضی دھرم کی بنیاد ہی جھوٹ اور بکواس ہے۔ رافضی مذہب کا بانی عبداللہ بن سباء سیدنا علی اور اہل بیت رضوان اللہ علیھم اجمعین کے بارے میں جھوٹ بولا کرتا تھا اور عوام الناس کو دھوکہ دیا کرتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح اس کی رافضی ذریت ہمیشہ آدھی بات کرتی ہے اور دھوکہ بازی ان کی پسندیدہ شیوہ ہے۔ کیونکہ سچ اور ایمانداری سے ان کا دھرم ثابت نہیں ہوتا۔

رافضی نے حسین سلیم اسد محقق کی تحسین بطور دلیل پیش کی کہ انہوں نے محمد بن یزید الرفاعی کی بعض اسناد کی تحسین فرمائی ہے۔ لیکن اس رافضی نے وجہ نہیں بیان کی کہ ان روایات کی تحسین کیوں کی گئی ہے۔ اب ہم حسین سلیم اسد کی ان روایات کی توثیق اور تحسین کا جواب انہی سے پیش کریں گے۔

پہلی روایت: الشیخ والشیخة إذا زنیا فارجموهما

جواب: حسین سلیم اسد نے اس کو محمد بن یزید الرفاعی کی وجہ سے نہیں حسن نہیں کہا بلکہ اس روایت کی دوسری صحیح اسناد مسند احمد، مستدرک حاکم، بیھقی اور دیگر حدیث کی کتب میں موجود ہیں۔ ان صحیح اسناد نے اس ضعیف سند کو تقویت دی اور حسین سلیم اسد نے اس کو حسن کہا۔ (مسند الدارمی بتحقیق حسین سلیم اسد۔ رقم 2368 ص 1497)

دوسری روایت: يا رسول ا لله انه لأناس فقراء فلم يجعل عليه النبي صلى ا لله عليه و سلم شيئا

جواب: حسین سلیم اسد نے اس حدیث کو محمد بن یزید الرفاعی کی وجہ سے حسن نہیں کہا۔ بلکہ اس ضعیف سند کی مثل دوسری صحیح اسناد مسند احمد، سنن ابوداود، سنن البیھقی، سنن النسائی، اور طبرانی کبیر میں موجود ہیں۔ ان صحیح اسناد کی تقویت کی وجہ سے یہ ضعیف سند حسن ہو جاتی ہے۔ (مسند الدارمی بتحقیق حسین سلیم اسد۔ رقم 2419 ص 1533)

تیسری روایت: ما يجد الشهيد من ألم القتل إلا كما يجد أحدكم من ألم القرصة

جواب: حسین سلیم اسد نے اس حدیث کو محمد بن یزید الرفاعی کی وجہ سے حسن نہیں کہا۔ بلکہ اس ضعیف سند کی مثل دوسری حسن اسناد صحیح ابن حبان اور موارد الظمآن میں موجود ہیں۔ ان اسناد کی تقویت کی وجہ سے یہ ضعیف سند حسن ہو جاتی ہے۔ (مسند الدارمی بتحقیق حسین سلیم اسد۔ رقم 2452 ص 1559)

چوتھی روایت: هذا كفارة لما يكون في المجالس

جواب: اس روایت میں رافضی نے ایک دجل کا مظاہرہ کیا۔ اس روایت میں ابو ھشام نہیں بلکہ ابو ھاشم یحیی بن دینار ہے۔ یہ سند صحیح ہے اور اس کی مثل دوسری سند مسند الموصلی میں موجود ہے اور اس کا صحیح شاہد صحیح ابن حبان اور موارد الظمآن میں ہے۔ (مسند الدارمی بتحقیق حسین سلیم اسد۔ رقم 2700 ص 1739)۔

پانچویں روایت: أهل الجنة شباب جرد مرد كحل لا تبلى ثيابهم ولا يفنى شبابهم

جواب: حسین سلیم اسد نے اس حدیث کو محمد بن یزید الرفاعی کی وجہ سے حسن نہیں کہا۔ بلکہ اس ضعیف سند کی مثل دوسری صحیح اسناد سنن الترمذی، صفة الجنة لابي نعیم، اور طبرانی صغیر، سنن البیھقی، اور حلیہ الاولیاء میں موجود ہیں۔ ان اسناد کی تقویت کی وجہ سے یہ ضعیف سند حسن ہو جاتی ہے۔ (مسند الدارمی بتحقیق حسین سلیم اسد۔ رقم 2868 ص 1866)

ششم روایت: يقرأ فيه القرآن كل ثلاث

جواب: حسین سلیم اسد نے اس حدیث کو محمد بن یزید الرفاعی کی وجہ سے حسن نہیں کہا۔ بلکہ اس ضعیف سند کی مثل دوسری صحیح اسناد المعرفہ والتاریخ للفسوی اور حلیہ الاولیاء میں موجود ہیں۔ ان اسناد کی تقویت کی وجہ سے یہ

ضعیف سند حسن ہو جاتی ہے۔ (مسند الدارمی بتحقیق حسین سلیم اسد۔ رقم 3378 ص 2101)

خلاصہ کلام: اوپر والی تحقیق سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ حسین سلیم اسد نے کل پانچ روایات کی تحسین محمد بن یزید الرفاعی کی وجہ سے نہیں کی بلکہ اس کی تحسین کی وجہ اسناد کی مثل دوسری صحیح اسناد دوسری کتابوں میں موجود ہیں۔ اور رافضی نے ایک روایت پر جھوٹ بولا اس میں محمد بن یزید الرفاعی موجود ہی نہیں ہے۔

نتیجہ

محمد بن یزید الرفاعی ضعیف الحدیث ہے اور تفسیر طبری کی یہ روایت سخت ضعیف اور مردود ہے۔ نیز اسد اللہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا جنگ احد سے بھاگنا ثابت نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس صحیح بخاری کی صحیح حدیث (4043) سے یہ بات ثابت ہو جاتی

ہے کہ سیدنا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنھم جنگ کے آخری لمحات تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور ثابت قدم رہے۔ اللہ کی لعنت ہو رافضہ کذابوں پر

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مغفرت

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن کا جواب

آخر میں رافضی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر بکواس کرتے ہوئے لکھتا ہے۔۔

"یہ حضرت تو احد سے ایسے بھاگے کہ تین دن بعد واپس آئے۔ مدارج النبوۃ جلد ۲"

الجواب: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مدارج النبوۃ کی روایت بے سند ہے اور بے سند بات اہل سنت والجماعت پر حجت نہیں ہے۔ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا۔

حدثني محمد بن عبد الله بن قهزاد من أهل مرو قال سمعت عبدان بن عثمان يقول سمعت عبد الله بن المبارك يقول الإسناد من الدين ولولا الإسناد لقال من شاء ما شاء

بحذف سند۔ امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا: اسناد دین میں سے ہیں۔ اگر دین میں سند نہ ہوتی تو ہر شخص جو چاہتا کہہ دیتا۔ (صحیح مسلم۔ مقدمہ۔ باب أن الإسناد من الدين والرواية لا تكون إلا عن الثقات وجواز جرح الرواة وأنه ليس من الغيبة المحرمة- ج1 ص15)۔

لہذا یہ طعن کرنے سے پہلے رافضی کو چاہیے تھا کہ اس طعن کی بنیاد کی اصل سند پیش کرتا۔ لیکن یہ رافضی دھرم نہیں ہے جہاں بے سند نہج البلاغہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا کلام سمجھ کر اندھادھند عمل کیا جاتا ہے چاہے وہ کتاب سید الرضی یا شریف المرتضی کی گھڑی ہوئی ہو۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور ان جیسے باقی صحابہ سے جو خطاء ہوئی اس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے۔

إن الذين تولوا منكم يوم التقى الجمعان إنما استزلهم الشيطان ببعض ما كسبوا ولقد عفا الله عنهم إن الله غفور حليم

ترجمہ: جو لوگ تم میں سے (اُحد کے دن) جبکہ (مومنوں اور کافروں کی) دو جماعتیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں (جنگ سے) بھاگ گئے تو ان کے

بعض افعال کے سبب شیطان نے ان کو پھسلا دیا مگر اللہ نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک اللہ بخشنے والا اور بردبار ہے۔ (سورۃ آل عمران آیت 155)

لہذا جنگ احد میں تمام صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کی بخشش ہو گئی تھی۔ لہذا جب اللہ نے معاف کر دیا تو رافضہ کے بھونکنے سے ستاروں پر کوئی فرق نہیں پڑنے والا اور رافضہ جو قرآن کے منکر ہیں وہ جھنم کا ایندھن ہے ان شاء اللہ۔

اب قرآن نے معاف کر دیا اور یہی بات سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہے جنھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر تمام اعتراضات کا جواب دیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

حدثنا موسى بن إسماعيل، حدثنا أبو عوانة، حدثنا عثمان ـ هو ابن موهب ـ قال جاء رجل من أهل مصر حج البيت فرأى قوما جلوسا، فقال من هؤلاء القوم قال هؤلاء قريش. قال فمن الشيخ فيهم قالوا عبد الله بن عمر. قال يا ابن عمر إني سائلك عن شىء فحدثني هل تعلم أن عثمان فر يوم أحد قال نعم. قال تعلم أنه تغيب عن بدر ولم يشهد قال نعم. قال تعلم أنه تغيب

عن بيعة الرضوان فلم يشهدها قال نعم. قال الله أكبر. قال ابن عمر تعال أبين لك أما فراره يوم أحد فأشهد أن الله عفا عنه وغفر له، وأما تغيبه عن بدر، فإنه كانت تحته بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت مريضة، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم " إن لك أجر رجل ممن شهد بدرا وسهمه ". وأما تغيبه عن بيعة الرضوان فلو كان أحد أعز ببطن مكة من عثمان لبعثه مكانه فبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم عثمان وكانت بيعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان إلى مكة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده اليمنى " هذه يد عثمان ". فضرب ا على يده، فقال " هذه لعثمان ". فقال له ابن عمر اذهب ا الآن معك. حدثنا مسدد: حدثنا يحيى، عن سعيد، عن قتادة: أن أنسا رضي الله عنه حدثهم قال: صعد النبي صلى الله عليه وسلم أحدا، ومعه أبو بكر وعمر وعثمان، فرجف، فقال: (اسكن أحد - أظنه: ضربه برجله - فليس عليك إلا نبي، وصديق، وشهيدان)

ترجمہ:ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا ، کہا ہم سے ابوعوانہ نے ، کہا ہم سے عثمان بن موہب نے بیان کیا کہ مصر والوں میں سے ایک نام نامعلوم آدمی آیا اور حج بیت اللہ کیا، پھر کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کسی نے کہا کہ یہ قریشی ہیں۔ اس نے

پوچھا کہ ان میں بزرگ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ عبداللہ بن عمر ہیں۔ اس نے پوچھا۔ اے ابن عمر! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ مجھے بتائیں گے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے احد کی لڑائی سے راہ فرار اختیار کی تھی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ پھر انہوں نے پوچھا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ جواب دیا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان میں بھی شریک نہیں تھے۔ جواب دیا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ یہ سن کر اس کی زبان سے نکلا اللہ اکبر تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قریب آ جاؤ، اب میں تمہیں ان واقعات کی تفصیل سمجھاؤں گا۔ احد کی لڑائی سے فرار کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور اس وقت وہ بیمار تھیں اور حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہیں (مریضہ کے پاس ٹھہرنے کا) اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا اس شخص کو جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو گا اور اسی کے مطابق مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا اور بیعت رضوان میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس موقع پر وادی مکہ میں کوئی بھی شخص (مسلمانوں میں سے) عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت والا اور باأثر ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی کو ان کی جگہ وہاں بھیجتے، یہی وجہ ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (قریش سے باتیں کرنے کے لیے) مکہ بھیج دیا تھا اور جب بیعت رضوان ہو رہی تھی تو عثمان رضی اللہ عنہ مکہ جا چکے تھے، اس موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا تھا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا کہ یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔ اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سوال کرنے والے شخص سے فرمایا کہ جا، ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا۔ ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم

سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سعید نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے تو پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ نے اس پر فرمایا احد ٹھہر جا میرا خیال ہے کہ حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا بھی تھا کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث 3699)

لہذا جب اللہ نے معاف کر دیا تو رافضہ کی بکواس اور کتے کے بھونکنے میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔

شیطان کے بہکانے کا مسئلہ

رافضی لکھتا ہے

"کیا اس آیت سے وہ لوگ مراد ہیں جو لڑتے لڑتے بھاگ گئے؟؟؟ حقیقت میں ایسا نہیں ہے ذرا آیت کو باریکی سے دیکھا جائے تو اس میں الفاظ ہیں

ان کے بعض افعال کے سبب شیطان نے ان کو پھسلا دیااس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ میدان کے بھگوڑوں کی بات نہیں بلکہ یہ ان تیر اندازوں کی بات ہو رہی ہے جو کہ پہاڑ پر تھے جنکو نبی پاک نے اپنی جگہ نا چھوڑنے کی نصیحت کی تھی لیکن جب سفیانی لشکر بھاگا تو وہ اپنی جگہ چھوڑ کر شیطانی بہکاوے میں آگئے اور مال و متاع لوٹنے لگ گئے۔ جس سے سفیانی لشکر دوبارہ حملہ آور ہوا اور وہ تیر انداز بھاگ کھڑے ہوئے۔ میدان میں لڑنا اور ایک سائیڈ پر ہوکر تیر اندازی کرنے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ تیر انداز اسطرح جنگجو نہیں ہوتے جسطرح میدان میں لڑنے والے۔ بس یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ان تیر اندازوں کی غلطی کو معاف کیا اور انہیں بخش دیا"

الجواب: یہ رافضی کی جہالت اور تلبیس کاری ہے اس کا جواب حاظر ہے۔

1۔ اگر سورۃ ال عمران کی پچھلی دو آیات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو وہاں پر تمام مسلمانوں سے خطاب ہے جو جنگ احد کے دن حاظر تھے۔ جیسے اللہ نے فرمایا۔

إذ تصعدون ولا تلوون على أحد والرسول يدعوكم في أخراكم فأثابكم غما بغم لكيلا تحزنوا على ما فاتكم ولا ما أصابكم وا لله خبير بما تعملون

ترجمہ:(وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب تم لوگ دور بھاگے جاتے تھے اور کسی کو پیچھے پھر کر نہیں دیکھتے تھے اور رسول اللہ تم کو تمہارے پیچھے کھڑے بلا رہے تھے تو اللہ نے تم کو غم پر غم پہنچایا تاکہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی یا جو مصیبت تم پر واقع ہوئی ہے اس سے تم اندوہ ناک نہ ہو اور اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔ (سورۃ آل عمران آیت153)

ثم أنزل عليكم من بعد الغم أمنة نعاسا يغشى طائفة منكم وطائفة قد أ هم تهم أنفسهم يظنون با لله غير الحق ظن الجاهلية يقولون هل لنا من الأمر من شيء قل إن الأمر كله لله يخفون في أنفسهم ما لا يبدون لك يقولون لو كان لنا من الأمر شيء ما قتلنا هاهنا قل لو كنتم في بيوتكم لبرز الذين كتب عليهم القتل إلى مضاجعهم وليبتلي ا لله ما في صدوركم وليمحص ما في قلوبكم وا لله عليم بذات الصدور

ترجمہ: پھر اللہ نے غم ورنج کے بعد تم پر تسلی نازل فرمائی (یعنی) نیند کہ تم میں سے ایک جماعت پر طاری ہو گئی اور کچھ لوگ جن کو جان کے لالے پڑ رہے تھے اللہ کے بارے میں ناحق (ایام) کفر کے سے گمان کرتے تھے اور کہتے تھے بھلا ہمارے اختیار کی کچھ بات ہے؟ تم کہہ دو کہ بےشک سب باتیں اللہ ہی کے اختیار میں ہیں یہ لوگ (بہت سی باتیں) دلوں میں مخفی رکھتے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے تھے کہتے تھے کہ ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم یہاں قتل ہی نہ کیے جاتے کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی تقدیر میں مارا جانا لکھا تھا وہ اپنی اپنی قتل گاہوں کی طرف ضرور نکل آتے اس سے غرض یہ تھی کہ اللہ تمہارے سینوں کی باتوں کو آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اس کو خالص اور صاف کر دے اور اللہ دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے۔ (سورۃ آل عمران آیت (154

پھر اللہ نے فرمایا ان سب کو خطاب کرتے ہوئے

إن الذين تولوا منكم يوم التقى الجمعان إنما استز لھ م الشيطان ببعض ما كسبوا ولقد عفا ا الله عنهم إن ا الله غفور حليم

ترجمہ: جو لوگ تم میں سے (اُحد کے دن) جبکہ (مومنوں اور کافروں کی) دو جماعتیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں (جنگ سے) بھاگ گئے تو ان کے بعض افعال کے سبب شیطان نے ان کو پھسلا دیا مگر اللہ نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک اللہ بخشنے والا اور بردبار ہے۔ (سورۃ آل عمران آیت 155)

اس سے ثابت ہوا کہ یہ خطاب سب بھاگنے والوں کو ہے جیسے پچھلی آیت سے وضاحت ہو رہی ہے۔ لہذا رافضی کا قیاس باطل ہے اور اس کی قرآن سے نافھی ہے۔

3۔ جب رافضی نے اپنے تمام دلائل نقل کر لیے تو اس نے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 155 بھی لکھی۔ یہ آیت اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ جنگ احد میں بھاگنے والوں کی اللہ نے بخشش کر دی تھی۔ اب رافضی کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ میں نے قرآن کی یہ آیت لکھ کر اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار دی ہے کیونکہ اگر بھاگنا ثابت بھی ہو جائے تو

صحابہ رضی اللہ عنھم کو اللہ نے معاف کر دیا۔ رافضی نے اپنی اس سنگین غلطی اور روشن حق کو چھپانے کے لئے یہ اوپر رافضی ڈھکوسلہ چھوڑا کہ اس سے مراد صرف تیر انداز ہیں۔

اب اس موقع پر میدان جنگ سے بھاگنے کی عمومی آیات یا احادیث پیش کرنا فضول ہے کیونکہ احد سے بھاگنے والوں کو خصوصا اللہ تبارک و تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے۔ لہذا غزوہ احد سے بھاگنا ان آیات اور احادیث سے مستثنیٰ ہے۔

مدارج النبوت کی بلاسند روایات

اب رافضی نے مدارج النبوت کی کچھ بلاسند روایت نقل کی ہیں۔ ہم اوپر اس بات کی وضاحت کر آئے ہیں کہ بلاسند باتیں اہل سنت والجماعت پر حجت نہیں ہیں اور بلاسند باتیں مردود ہیں۔ مدارج النبوت میں جو روایات نقل کی گئی ہیں وہ ضعیف اور مردود ہیں اور سند کا نقل نہ کرنا ان کو جرح و تعدیل سے پہلے ہی مردود کر دیتا ہے۔ لہذا جب رافضی ان روایات کی اصل اسناد نقل کرے گا تو اس پر جرح کر دی جائے گی۔ فی الحال تو وہ

بلاسند ہی ہیں۔ اور یہ اہل سنت کا حق مذہب ہے رافضیوں کا قصہ کہانیوں والا مذہب نہیں۔ والحمد للہ

غـــزوہ حـــنین پر رافضـــہ کا رد

پھر رافضی نے آخر میں غزوہ حنین کے واقعہ کو غلط انداز میں پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جنگ سے بھاگ گئے تھے۔ وہ پوری حدیث اس طرح ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں

وقال الليث حدثني يحيى بن سعيد، عن عمر بن كثير بن أفلح، عن أبي محمد، مولى أبي قتادة أن أبا قتادة، قال لما كان يوم حنين نظرت إلى رجل من المسلمين يقاتل رجلا من المشركين، وآخر من المشركين يختله من ورائه ليقتله، فأسرعت إلى الذي يختله فرفع يده ليضربني، وأضرب يده، فقطعتها، ثم أخذني، فضمني ضما شديدا حتى تخوفت، ثم ترك فتحلل، ودفعته ثم قتلته، وانهزم المسلمون، وانهزمت معهم، فإذا بعمر بن الخطاب في الناس، فقلت له ما شأن الناس قال أمر الله ، ثم تراجع الناس إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله

عليه وسلم " من أقام بينة على قتيل قتله فله سلبه ". فقمت لألتمس بينة على قتيلي، فلم أر أحدا يشهد لي فجلست، ثم بدا لي، فذكرت أمره لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رجل من جلسائه سلاح هذا القتيل الذي يذكر عندي فأرضه منه. فقال أبو بكر كلا لا يعطه أصيبغ من قريش، ويدع أسدا من أسد الله يقاتل عن الله ورسوله صلى الله عليه وسلم قال فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فأداه إلى، فاشتريت منه خرافا فكان أول مال تأثلته في الإسلام

ترجمہ:اور لیث بن سعد نے بیان کیا ، مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا تھا کہ ان سے عمر بن کثیر بن افلح نے ، ان سے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ابو محمد نے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ، غزوہ حنین کے دن میں نے ایک مسلمان کو دیکھاکہ ایک مشرک سے لڑرہا تھا اور ایک دوسرا مشرک پیچھے سے مسلمان کو قتل کرنے کی گھات میں تھا، پہلے تو میں اسی کی طرف بڑھا، اس نے اپنا ہاتھ مجھے مارنے کے لیے اٹھایاتو میں نے اس کے ہاتھ پر وار کر کے کاٹ دیا۔ اس کے بعد وہ مجھ سے چمٹ گیا اور اتنی زور سے مجھے بھینچاکہ میں ڈر گیا۔ آخر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور ڈھیلا پڑ

گیا۔ میں نے اسے دھکا دے کر قتل کر دیا اور مسلمان بھاگ نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ بھاگ پڑا۔ لوگوں میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نظر آئے تو میں نے ان سے پوچھا، کہ لوگ بھاگ کیوں رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے، پھر لوگ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس پر گواہ قائم کر دے گا کہ کسی مقتول کو اسی نے قتل کیا ہے تو اس کا سارا سامان اسے ملے گا۔ میں اپنے مقتول پر گواہ کے لیے اٹھا لیکن مجھے کوئی گواہ دکھائی نہیں دیا۔ آخر میں بیٹھ گیا پھر میرے سامنے ایک صورت آئی۔ میں نے اپنے معاملے کی اطلاع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ایک صاحب (اسود بن خزاعی اسلمی رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ ان کے مقتول کا ہتھیار میرے پاس ہے، آپ میرے حق میں انہیں راضی کر دیں۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہرگز نہیں، اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کو چھوڑ کر جو اللہ اور اس کے رسول کے

لیے جنگ کرتا ہے، اس کا حق قریش کے ایک بزدل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں دے سکتے۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور مجھے وہ سامان عطا فرمایا۔ میں نے اس سے ایک باغ خریدا اور یہ سب سے پہلا مال تھا جسے میں نے اسلام لانے کے بعد حاصل کیا تھا۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث 4322)

1۔ سب سے پہلی بات اس حدیث میں لکھا ہے " مسلمان بھاگ نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ بھاگ پڑا۔ لوگوں میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نظر آئے " اس حدیث میں یہ کہیں بھی نہیں لکھا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھاگے۔ جیسے یہ بھی نہیں لکھا کہ سیدنا علی اور سیدنا سلمان الفارسی رضی اللہ عنھم بھی بھاگے۔ لوگوں میں دیکھنا اور بھاگنے میں بہت فرق ہوتا ہے۔ لوگ بھاگ رہے تھے تو اس بھگدڑ میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نظر آئے۔ لہذا یہ رافضہ کا جھوٹ ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھاگے کیونکہ یہ بات حدیث میں کہیں سے بھی ثابت نہیں ہوتی۔

2۔ لیکن اگر اب بھی رافضہ ضد کرے کہ نہیں دیکھو سیدنا عمر بن خطاب لوگوں میں تھے اور وہ بھاگے تو ہم کہیں گے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عمومی طور پر کہا "مسلمان بھاگے" اور یہ بات ثابت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس جنگ میں شامل تھے۔ تو جب سارے مسلمانوں کے بھاگنے کے عموم کو پکڑا جائے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بھی جنگ سے بھاگنا ثابت ہو جائے گا۔ معاذاللہ

3۔ جب کہ اس حدیث کے عموم کے برعکس مسند احمد میں صحیح سند سے مروی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں

حدثنا يعقوب ثنا أبي عن بن إسحاق عن عاصم بن عمر بن قتادة عن عبد الرحمن بن جابر عن جابر بن عبد الله قال: لما استقبلنا وادي حنين قال انحدرنا في واد من أودية تهامة أجوف حطوط إنما ننحدر فيه انحدارا قال وفي عماية الصبح وقد كان القوم كمنوا لنا في شعابه وفي أجنابه ومضايقه قد أجمعوا وتهيؤوا وأعدوا قال فوالله ما راعنا ونحن منحطون إلا الكتائب قد شدت علينا شدة رجل واحد وانهزم الناس راجعين فاستمروا لا يلوي أحد منهم على أحد وانحاز رسول الله صلى الله عليه و سلم ذات اليمين ثم قال إلي أيها الناس هلم إلي أنا رسول الله أنا محمد بن عبد الله قال فلا شيء احتملت الإبل بعضها بعضا فانطلق

الناس إلا أن مع رسول ا لله صلى ا لله عليه و سلم رهطا من المهاجرين والأنصار وأهل بيته غير كثير وفيمن ثبت معه صلى ا لله عليه و سلم أبو بكر وعمر ومن أهل بيته علي بن أبي طالب والعباس بن عبد المطلب وابنه الفضل بن عباس وأبو سفيان بن الحرث وربيعة بن الحرث وأيمن بن عبيد وهو بن أم أيمن وأسامة بن زيد قال ورجل من هوازن على جمل له أحمر في يده راية له سوداء في رأس رمح طويل له أمام الناس وهوازن خلفه فإذا أدرك طعن برمحه وإذا فاته الناس رفعه لمن وراءه فاتبعوه

ترجمہ: بحذف سند۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم وادی حنین کے سامنے پہنچے تو تہامہ کی ایک جوف دار وادی میں اترے ہم اس میں لڑھکتے ہوئے اترتے جارہے تھے صبح کا وقت تھا دشمن کے لوگ ہماری تاک میں گھاٹیوں، کناروں اور تنگ جگہوں میں گھات لگائے بیٹھے ہوئے تھے وہ لوگ متفق اور خوب تیاری کے ساتھ آئے ہوئے تھے واللہ ابھی ہم لوگ اتر ہی رہے تھے کہ انہوں نے ہمیں سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور یکجان ہو کر تمام لشکروں نے ہم پر حملہ کر دیا لوگ شکست کھا کر پیچھے کو پلٹنے لگے اور کسی کو کسی کی ہوش نہ تھی۔ ادھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب

سمٹ گئے اور لوگوں کو آوازیں دینے لگے کہ اے لوگو میرے پاس آؤ
میں اللہ کا رسول ہوں میں محمد بن عبداللہ ہوں اس وقت اونٹ بھی ادھر
ادھر بھاگے پھر رہے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مہاجرین
وانصار اور اہل بیت کے افراد بہت کم رہ گئے تھے ان ثابت قدم رہنے
والوں میں حضرت ابوبکر، عمر بھی تھے اور اہل بیت میں حضرت علی اور
حضرت عباس ان کے صاجزادے فضل ابوسفیان بن حارث ، ربیعہ بن
حارث، ایمن بن عبید جو ام ایمن کے صاجزادے تھے اور حضرت اسامہ بن
زید تھے جبکہ بنو ہوازن کا یک آدمی سرخ اونٹ پر سوار تھا اس کے ہاتھ
میں ایک سیاہ رنگ کا جھنڈا تھا جو ایک لمبے نیزے کے سر پر بندھا ہوا تھا
وہ لوگوں سے آگے تھے اور بقیہ ہوازن اس کے پیچھے پیچھے تھے جب وہ کسی
کو پاتا تو اپنے نیزے سے اسے مار دیتا جب کوئی نظر نہ آتا تو وہ اسے
اپنے پیچھے والوں کے لئے بلند کردیتا اور وہ اس کے پیچھے چلنے لگتے۔ (مسند

احمد۔ رقم الحدیث 15091 وسندہ حسن۔ امام ابن اسحاق رحمہ اللہ کے سماع کی تصریح ان کی کتاب سیرۃ النبویہ ص 553 اور پر موجود ہے)

اس حسن حدیث نے ثابت کر دیا کہ سیدنا ابوبکر، عمر، اور علی رضی اللہ عنھم غزوہ حنین میں آخری لمحات تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ لہذا صحیح بخاری کی حدیث کی وضاحت اس حسن سند سے ہوتی ہے۔ اس حسن سند سے ثابت ہوا کہ رافضی نے اپنی جہالت کی بنا پر سیدنا عمر پر الزام لگایا یا پھر اس نے قصدا جھوٹ بولا۔

اصل بھگوڑا کون؟ رافضہ کا بارھواں امام

آئیے اب ہم آپ کو اصل بھگوڑے سے ملواتے ہیں جو ایسا ڈر کر بھاگا کہ آج تک غار سے باہر نہیں نکلا۔ اہل سنت والجماعت فتنہ پسند لوگ نہیں ہیں اور نہ کسی پر طعن کرنا اہل سنت والجماعت کا منہج ہے لیکن رافضہ کو جب تک ان کی زبان میں بات نہ سمجھائی جائے

ان کو بات سمجھ نہیں آتی۔ وہ کہتے ہیں نالاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔

اختصار کے پیش نظر دو حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے

کلینی رافضی لکھتا ہے۔۔

بحذف سند۔۔ زرارہ سے مروی ہے کہ مجھ سے ابو عبداللہ نے فرمایا حضرت حجت کی غیبت لڑکپن ہی سے شروع ہو گی۔ میں نے کہا یہ کیوں؟ فرمایا۔ دشمن کے خوف سے (کتاب المستطاب الشافی ترجمہ اصول کافی۔ جلد 2۔ ص293)

ابن بابویہ قمی المعروف شیخ صدوق (کذاب) لکھتا ہے۔۔

بحذف سند۔۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے موسیٰ کاظم علیہ سلام سے صاحب امر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہ دشمنوں کے خوف سے پوشیدہ اور اپنے اہل سے غائب رہے گا اور اپنے شہید باپ کا وارث ہو گا۔ (کمال الدین اردو از شیخ صدوق۔ جلد 2۔ صفحہ 364)

اور پھر آگے چل کے شیخ کذاب یعنی صدوق عند الرافضہ صراحت سے کہتا ہے کہ غیبت کی ایک وجہ خوف بھی ہے۔ (کمال الدین اردو از شیخ صدوق۔ جلد 2۔ صفحہ 364)

ان دو رافضی روایات سے قارئین پر حقیقت کھل گئی ہوگی کہ اصل بھگوڑا کون ہے۔

الحمد للہ! رافضی کذابوں کا رد مکمل ہوا۔ اللہ سے دعاء ہے کہ اللہ اس رد کے بدلے ہمیں جنت الفردوس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدنا ابو بکر، عمر، عثمان، اور علی رضی اللہ عنھم کی غلامی نصیب فرمائے۔

وماعلینا الا البلاغ

51

ابو عبد الرحمن سلفی

احمد خلفان

ابو تراب سلفی

امام ابن حبان رحمہ اللہ کا تساہل

ترجمہ : امام ابو عمرو بن الصلاح نے ان کو طبقات شافعیہ میں ذکر کرنے کے بعد کہا : وہ بہت شدید غلطیاں کرتے ہیں اور ابو عمرو نے سچ کہا۔ ان کو کثرت سے اوہام ہو جاتے تھے۔

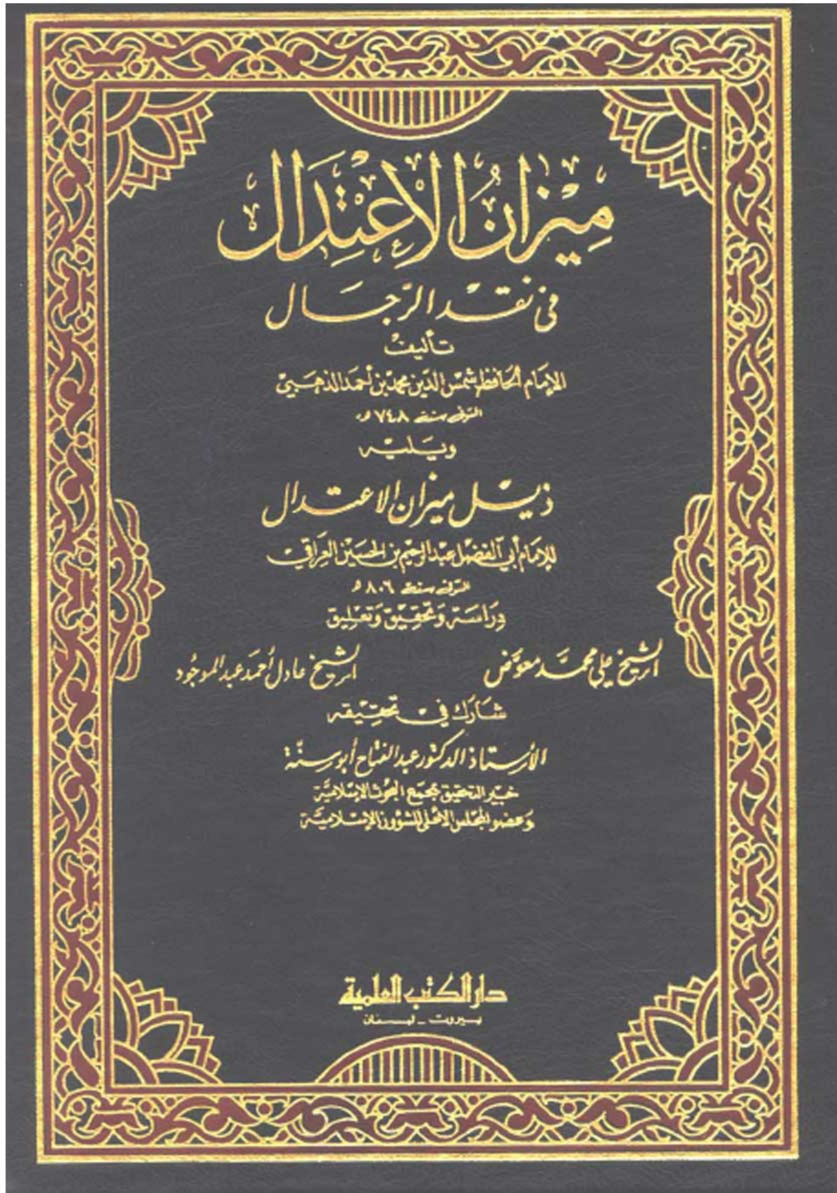
ميزان الاعتدال
في نقد الرجال
تأليف
الإمام الحافظ شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي
المتوفى سنة ٧٤٨ هـ
ويليه
ذيل ميزان الاعتدال
للإمام أبي الفضل عبد الرحيم بن الحسين العراقي
المتوفى سنة ٨٠٦ هـ
دراسة وتحقيق وتعليق
الشيخ علي محمد معوض
الشيخ عادل أحمد عبد الموجود
شارك في تحقيقه
الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنة
خبير التحقيق بمجمع البحوث الإسلامية
وعضو المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

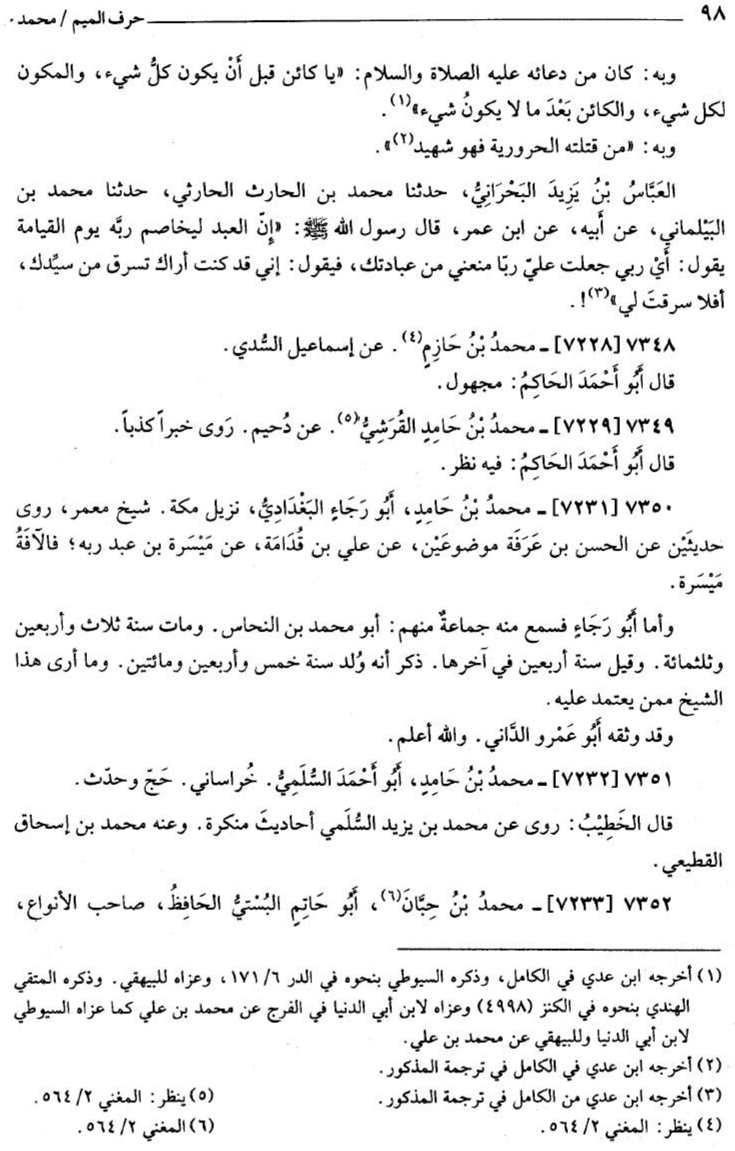

٩٨ حرف الميم / محمد

وبه: كان من دعائه عليه الصلاة والسلام: «يا كائن قبل أَنْ يكون كلُّ شيء، والمكون لكل شيء، والكائن بَعْدَ ما لا يكونُ شيء»(١).

وبه: «من قتلته الحرورية فهو شهيد(٢)».

العَبَّاسُ بْنُ يَزِيدَ البَحْرَانِيُّ، حدثنا محمد بن الحارث الحارثي، حدثنا محمد بن البَيْلماني، عن أَبيه، عن ابن عمر، قال رسول الله ﷺ: «إِنّ العبد ليخاصم ربَّه يوم القيامة يقول: أَيْ ربي جعلت عليّ ربّا منعني من عبادتك، فيقول: إني قد كنت أراك تسرق من سيِّدك، أفلا سرقتَ لي»(٣)!.

٧٣٤٨ [٧٢٢٨] ـ محمدُ بْنُ حَازِمٍ(٤). عن إسماعيل السُّدي.
قال أَبُو أَحْمَدَ الحَاكِمُ: مجهول.

٧٣٤٩ [٧٢٢٩] ـ محمدُ بْنُ حَامِدٍ القُرَشِيُّ(٥). عن دُحيم. رَوى خبراً كذباً.
قال أَبُو أَحْمَدَ الحَاكِمُ: فيه نظر.

٧٣٥٠ [٧٢٣١] ـ محمدُ بْنُ حَامِدٍ، أَبُو رَجَاءِ البَغْدَادِيُّ، نزيل مكة. شيخ معمر، روى حديثَيْن عن الحسن بن عَرَفَة موضوعَيْن، عن علي بن قُدَامَة، عن مَيْسَرة بن عبد ربه؛ فالآفَةُ مَيْسَرة.

وأما أَبُو رَجَاءٍ فسمع منه جماعةٌ منهم: أبو محمد بن النحاس. ومات سنة ثلاث وأربعين وثلثمائة. وقيل سنة أربعين في آخرها. ذكر أنه وُلد سنة خمس وأربعين ومائتين. وما أرى هذا الشيخ ممن يعتمد عليه.
وقد وثقه أَبُو عَمْرو الدَّاني. والله أعلم.

٧٣٥١ [٧٢٣٢] ـ محمدُ بْنُ حَامِدٍ، أَبُو أَحْمَدَ السُّلَمِيُّ. خُراساني. حَجّ وحدّث.

قال الخَطِيْبُ: روى عن محمد بن يزيد السُّلَمي أحاديثَ منكرة. وعنه محمد بن إسحاق القطيعي.

٧٣٥٢ [٧٢٣٣] ـ محمدُ بْنُ حِبَّانَ(٦)، أَبُو حَاتِمِ البُسْتِيُّ الحَافِظُ، صاحب الأنواع،

---

(١) أخرجه ابن عدي في الكامل، وذكره السيوطي بنحوه في الدر ٦/ ١٧١، وعزاه للبيهقي. وذكره المتقي الهندي بنحوه في الكنز (٤٩٩٨) وعزاه لابن أبي الدنيا في الفرج عن محمد بن علي كما عزاه السيوطي لابن أبي الدنيا وللبيهقي عن محمد بن علي.

(٢) أخرجه ابن عدي في الكامل في ترجمة المذكور.

(٣) أخرجه ابن عدي من الكامل في ترجمة المذكور.

(٤) ينظر: المغني ٢/ ٥٦٤.

(٥) ينظر: المغني ٢/ ٥٦٤.

(٦) المغني ٢/ ٥٦٤.

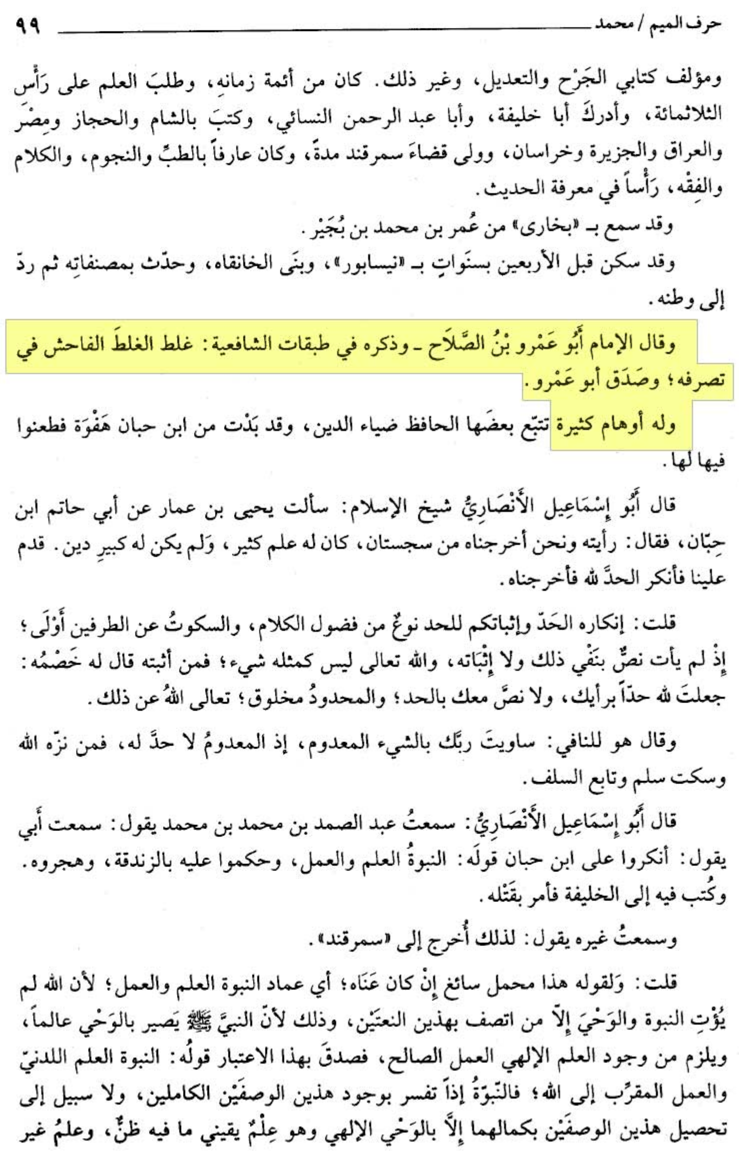

حرف الميم / محمد ٩٩

ومؤلف كتابي الجَرْح والتعديل، وغير ذلك. كان من أئمة زمانِه، وطلبَ العلم على رَأْس الثلاثمائة، وأدركَ أبا خليفة، وأبا عبد الرحمن النسائي، وكتبَ بالشام والحجاز ومِصْر والعراق والجزيرة وخراسان، وولي قضاءَ سمرقند مدةً، وكان عارفاً بالطبِّ والنجوم، والكلام والفِقْه، رَأْساً في معرفة الحديث.
وقد سمع بـ «بخارى» من عُمر بن محمد بن بُجَيْر.
وقد سكن قبل الأربعين بسنَواتٍ بـ «نيسابور»، وبنَى الخانقاه، وحدّث بمصنفاتِه ثم ردّ إلى وطنه.

وقال الإمام أَبُو عَمْرو بْنُ الصَّلَاح ـ وذكره في طبقات الشافعية: غلط الغلطَ الفاحش في تصرفه؛ وصَدَق أبو عَمْرو.

وله أوهام كثيرة تتبّع بعضَها الحافظ ضياء الدين، وقد بَدْت من ابن حبان هَفْوَة فطعنوا فيها لها.

قال أَبُو إِسْمَاعِيل الأَنْصَارِيُّ شيخ الإسلام: سألت يحيى بن عمار عن أبي حاتم ابن حِبّان، فقال: رأيته ونحن أخرجناه من سجستان، كان له علم كثير، وَلم يكن له كبيرِ دين. قدم علينا فأنكر الحدَّ لله فأخرجناه.

قلت: إنكاره الحَدّ وإثباتكم للحد نوعٌ من فضول الكلام، والسكوتُ عن الطرفين أَوْلَى؛ إِذْ لم يأت نصٌّ بنَفْي ذلك ولا إِثْبَاته، والله تعالى ليس كمثله شيء؛ فمن أثبته قال له خَصْمُه: جعلتَ لله حدّاً برأيك، ولا نصَّ معك بالحد؛ والمحدودُ مخلوق؛ تعالى اللهُ عن ذلك.

وقال هو للنافي: ساويتَ ربّك بالشيء المعدوم، إذ المعدومُ لا حدَّ له، فمن نزّه الله وسكت سلم وتابع السلف.

قال أَبُو إِسْمَاعِيل الأَنْصَارِيُّ: سمعتُ عبد الصمد بن محمد بن محمد يقول: سمعت أَبي يقول: أنكروا على ابن حبان قولَه: النبوةُ العلم والعمل، وحكموا عليه بالزندقة، وهجروه. وكُتب فيه إلى الخليفة فأمر بقَتْله.

وسمعتُ غيره يقول: لذلك أُخرج إلى «سمرقند».

قلت: وَلقوله هذا محمل سائغ إِنْ كان عَنَاه؛ أي عماد النبوة العلم والعمل؛ لأن الله لم يُؤْتِ النبوة والوَحْيَ إِلاّ من اتصف بهذين النعتَيْن، وذلك لأنّ النبيَّ ﷺ يَصير بالوَحْي عالماً، ويلزم من وجود العلم الإلهي العمل الصالح، فصدقَ بهذا الاعتبار قولُه: النبوة العلم اللدنيّ والعمل المقرَّب إلى الله؛ فالنّبوّةُ إذاً تفسر بوجود هذين الوصفَيْن الكاملين، ولا سبيل إلى تحصيل هذين الوصفَيْن بكمالهما إِلاّ بالوَحْي الإلهي وهو عِلْمٌ يقيني ما فيه ظنٌّ، وعلمُ غير

امام ابن حبان رحمہ اللہ توثیق متساہل تھے

ذہبی العصر شیخ عبدالرحمن بن یحیی المعلمی رحمہ اللہ نے امام ابن حبان رحمہ اللہ کی توثیق کے پانچ درجے مقرر کئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

جنھیں وہ خود صراحتا مستقیم الحدیث اور متقن وغیرہ کہتے تھے۔

وہ راوی جو ان کے اساتذہ میں سے تھے جن کی مجالس میں ابن حبان بیٹھتے تھے۔

کثرت حدیث کی وجہ سے مشہور راوی تھے۔

ابن حبان کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس راوی کو اچھی طرح جانتے ۔

جو ان چاروں اقسام کے علاوہ (مثلا مجہول اور مستور۔۔ میرے الفاظ) تھے۔

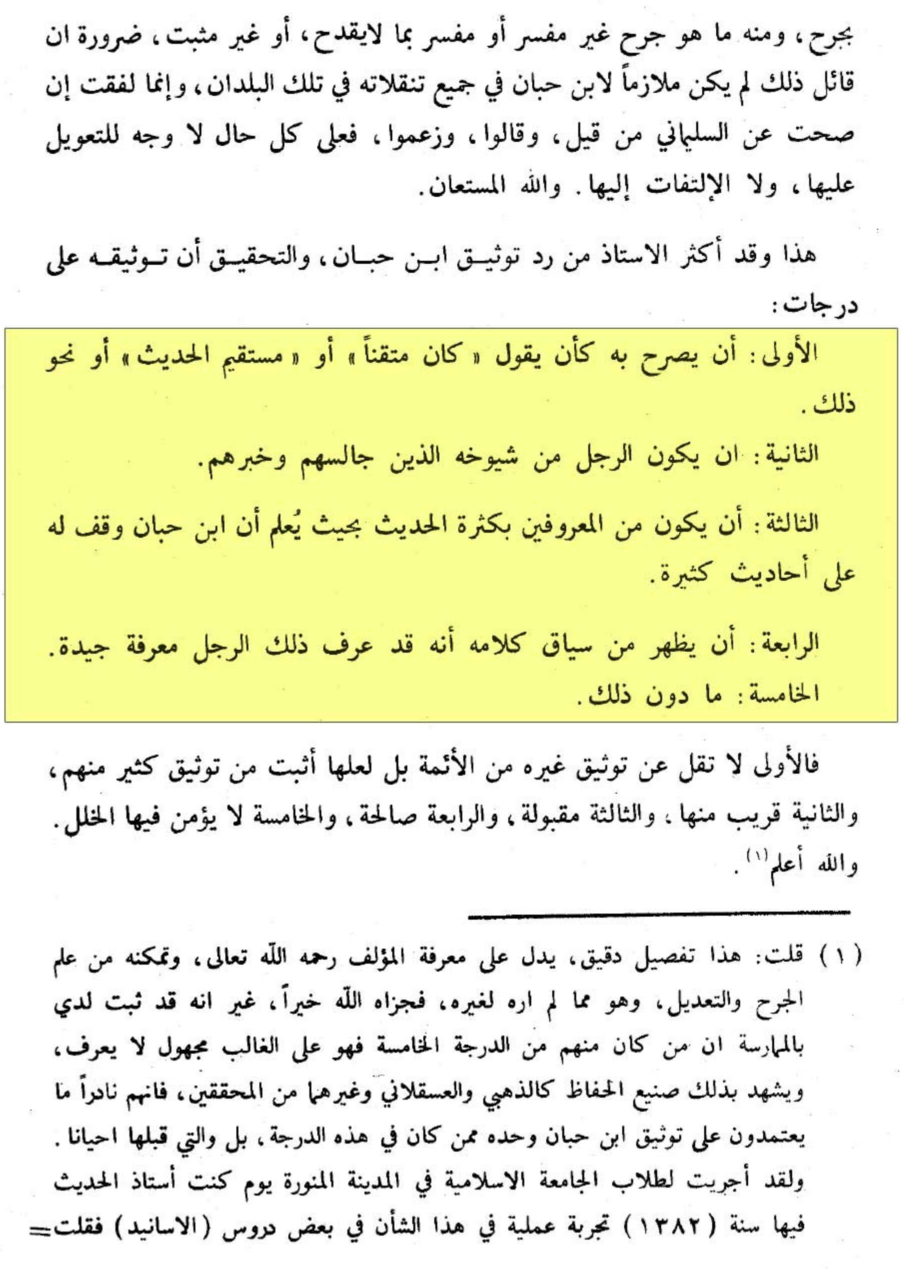

بجرح، ومنه ما هو جرح غير مفسر أو مفسر بما لايقدح، أو غير مثبت، ضرورة ان قائل ذلك لم يكن ملازماً لابن حبان في جميع تنقلاته في تلك البلدان، وإنما لفقت إن صحت عن السليماني من قيل، وقالوا، وزعموا، فعلى كل حال لا وجه للتعويل عليها، ولا الإلتفات إليها. والله المستعان.

هذا وقد أكثر الاستاذ من رد توثيق ابن حبان، والتحقيق أن توثيقه على درجات:

الأولى: أن يصرح به كأن يقول «كان متقناً» أو «مستقيم الحديث» أو نحو ذلك.

الثانية: ان يكون الرجل من شيوخه الذين جالسهم وخبرهم.

الثالثة: أن يكون من المعروفين بكثرة الحديث بحيث يُعلم أن ابن حبان وقف له على أحاديث كثيرة.

الرابعة: أن يظهر من سياق كلامه أنه قد عرف ذلك الرجل معرفة جيدة.

الخامسة: ما دون ذلك.

فالأولى لا تقل عن توثيق غيره من الأئمة بل لعلها أثبت من توثيق كثير منهم، والثانية قريب منها، والثالثة مقبولة، والرابعة صالحة، والخامسة لا يؤمن فيها الخلل. والله أعلم(١).

---

(١) قلت: هذا تفصيل دقيق، يدل على معرفة المؤلف رحمه الله تعالى، وتمكنه من علم الجرح والتعديل، وهو مما لم اره لغيره، فجزاه الله خيراً، غير انه قد ثبت لدي بالممارسة ان من كان منهم من الدرجة الخامسة فهو على الغالب مجهول لا يعرف، ويشهد بذلك صنيع الحفاظ كالذهبي والعسقلاني وغيرهما من المحققين، فانهم نادراً ما يعتمدون على توثيق ابن حبان وحده ممن كان في هذه الدرجة، بل والتي قبلها احيانا. ولقد أجريت لطلاب الجامعة الاسلامية في المدينة المنورة يوم كنت أستاذ الحديث فيها سنة (١٣٨٢) تجربة عملية في هذا الشأن في بعض دروس (الاسانيد) فقلت=

٦٦٩

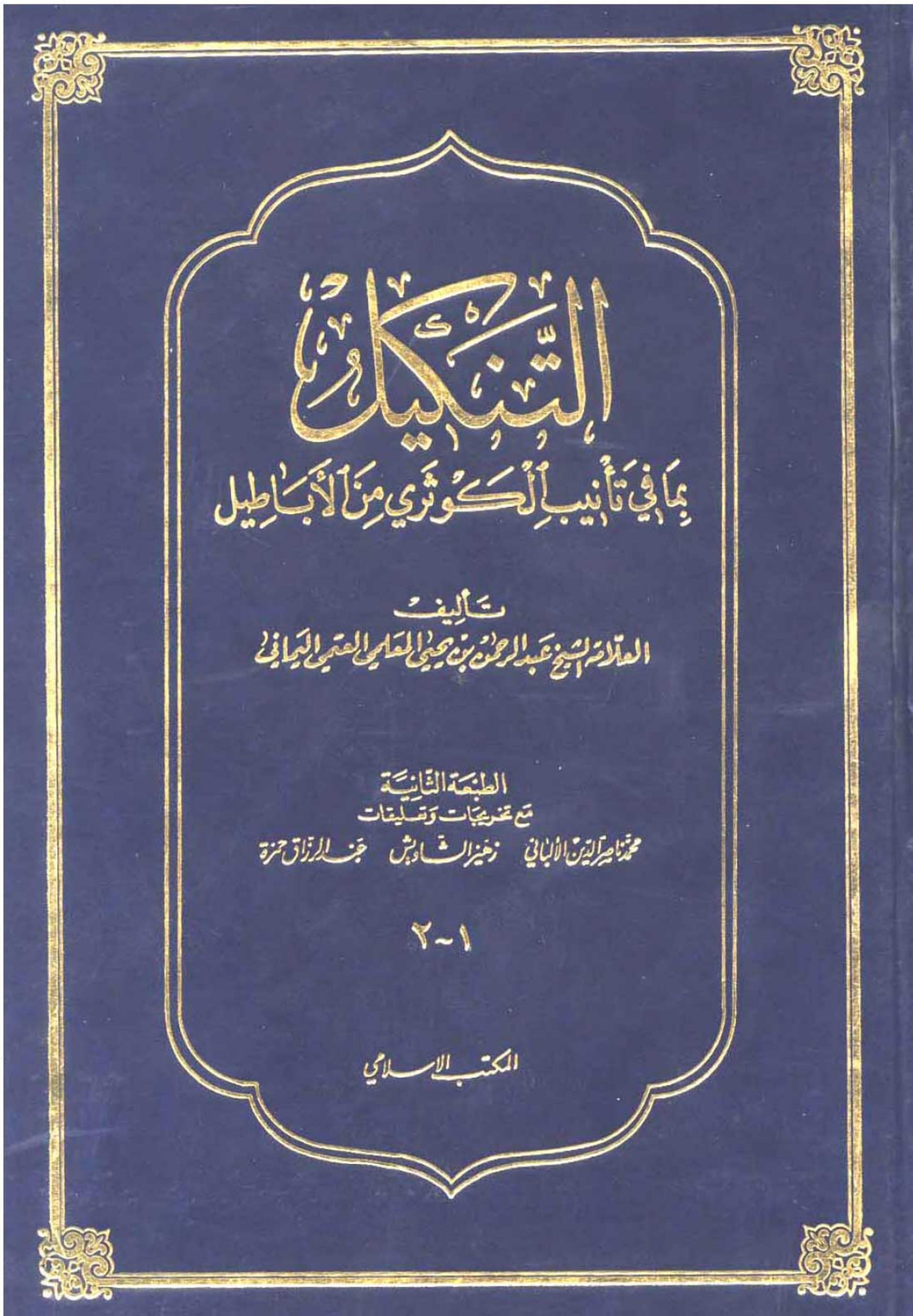

التنكيل

بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل

تأليف

العلامة الشيخ عبدالرحمن بن يحيى المعلمي العتمي اليماني

الطبعة الثانية

مع تخريجات وتعليقات

محمد ناصر الدين الألباني زهير الشاويش عبدالرزاق حمزة

١ - ٢

المكتب الاسلامي

اسحاق بن یحیی بن طلحہ کی تضعیف

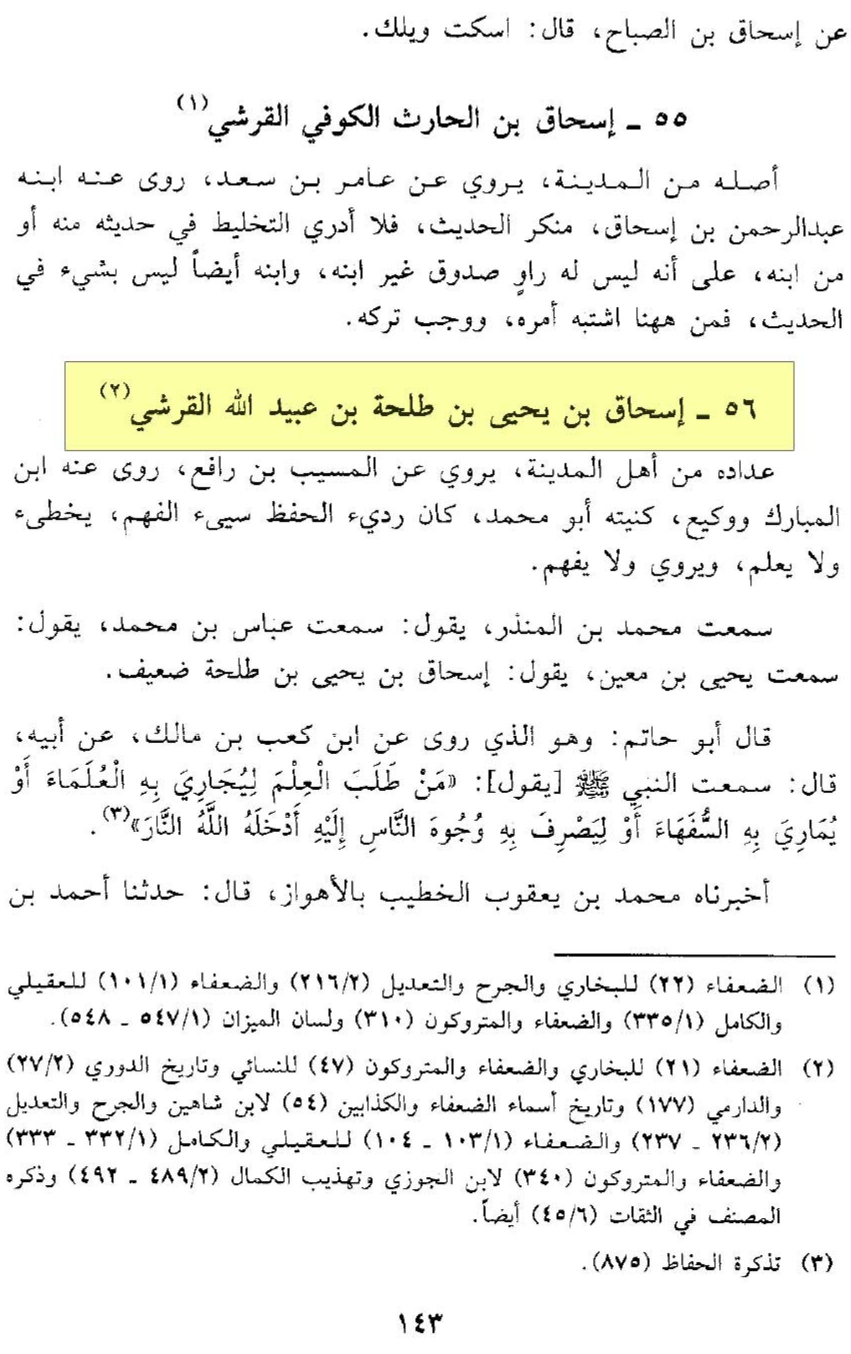

عن إسحاق بن الصباح، قال: اسكت ويلك.

٥٥ ـ إسحاق بن الحارث الكوفي القرشي(١)

أصله من المدينة، يروي عن عامر بن سعد، روى عنه ابنه عبدالرحمن بن إسحاق، منكر الحديث، فلا أدري التخليط في حديثه منه أو من ابنه، على أنه ليس له راوٍ صدوق غير ابنه، وابنه أيضاً ليس بشيء في الحديث، فمن ههنا اشتبه أمره، ووجب تركه.

٥٦ ـ إسحاق بن يحيى بن طلحة بن عبيد الله القرشي(٢)

عداده من أهل المدينة، يروي عن المسيب بن رافع، روى عنه ابن المبارك ووكيع، كنيته أبو محمد، كان رديء الحفظ سيىء الفهم، يخطىء ولا يعلم، ويروي ولا يفهم.

سمعت محمد بن المنذر، يقول: سمعت عباس بن محمد، يقول: **سمعت** يحيى بن معين، يقول: إسحاق بن يحيى بن طلحة ضعيف.

قال أبو حاتم: وهو الذي روى عن ابن كعب بن مالك، عن أبيه، قال: سمعت النبي ﷺ [يقول]: «مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ يُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ لِيَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ»(٣).

أخبرناه محمد بن يعقوب الخطيب بالأهواز، قال: حدثنا أحمد بن

---

(١) الضعفاء (٢٢) للبخاري والجرح والتعديل (٢١٦/٢) والضعفاء (١٠١/١) للعقيلي والكامل (٣٣٥/١) والضعفاء والمتروكون (٣١٠) ولسان الميزان (٥٤٧/١ ـ ٥٤٨).

(٢) الضعفاء (٢١) للبخاري والضعفاء والمتروكون (٤٧) للنسائي وتاريخ الدوري (٢٧/٢) والدارمي (١٧٧) وتاريخ أسماء الضعفاء والكذابين (٥٤) لابن شاهين والجرح والتعديل (٢٣٦/٢ ـ ٢٣٧) والضعفاء (١٠٣/١ ـ ١٠٤) للعقيلي والكامل (٣٣٢/١ ـ ٣٣٣) والضعفاء والمتروكون (٣٤٠) لابن الجوزي وتهذيب الكمال (٤٨٩/٢ ـ ٤٩٢) وذكره المصنف في الثقات (٤٥/٦) أيضاً.

(٣) تذكرة الحفاظ (٨٧٥).

١٤٣

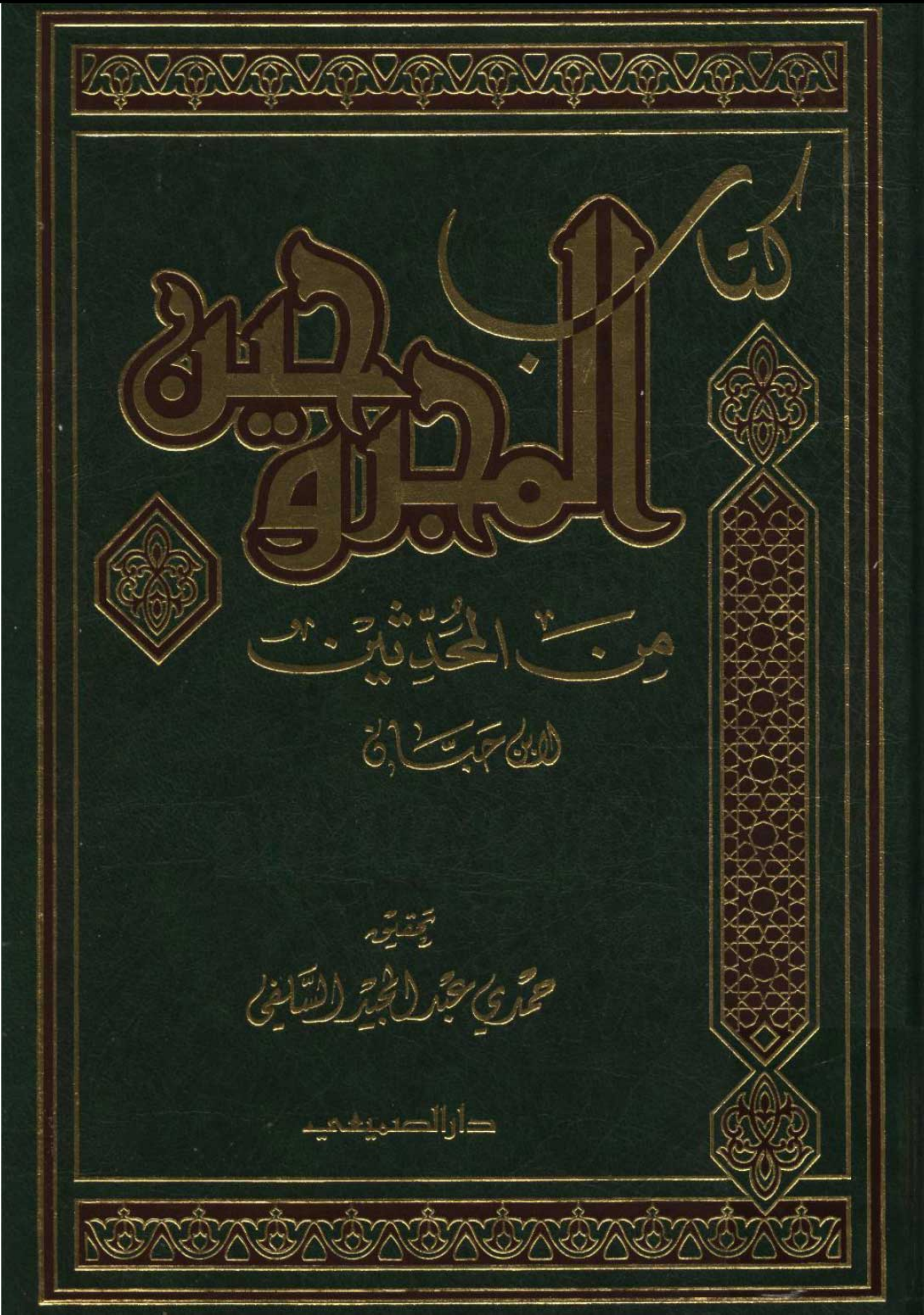

اسحاق بن یحیی بن طلحہ کی تضعیف

امام عباس الدوری رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے یحیی کو سنا وہ کہتے تھے کہ اسحاق بن یحیی بن طلحہ ضعیف ہے۔(تاریخ ابن معین روایت الدوری۔ ج 3 ص 171)۔

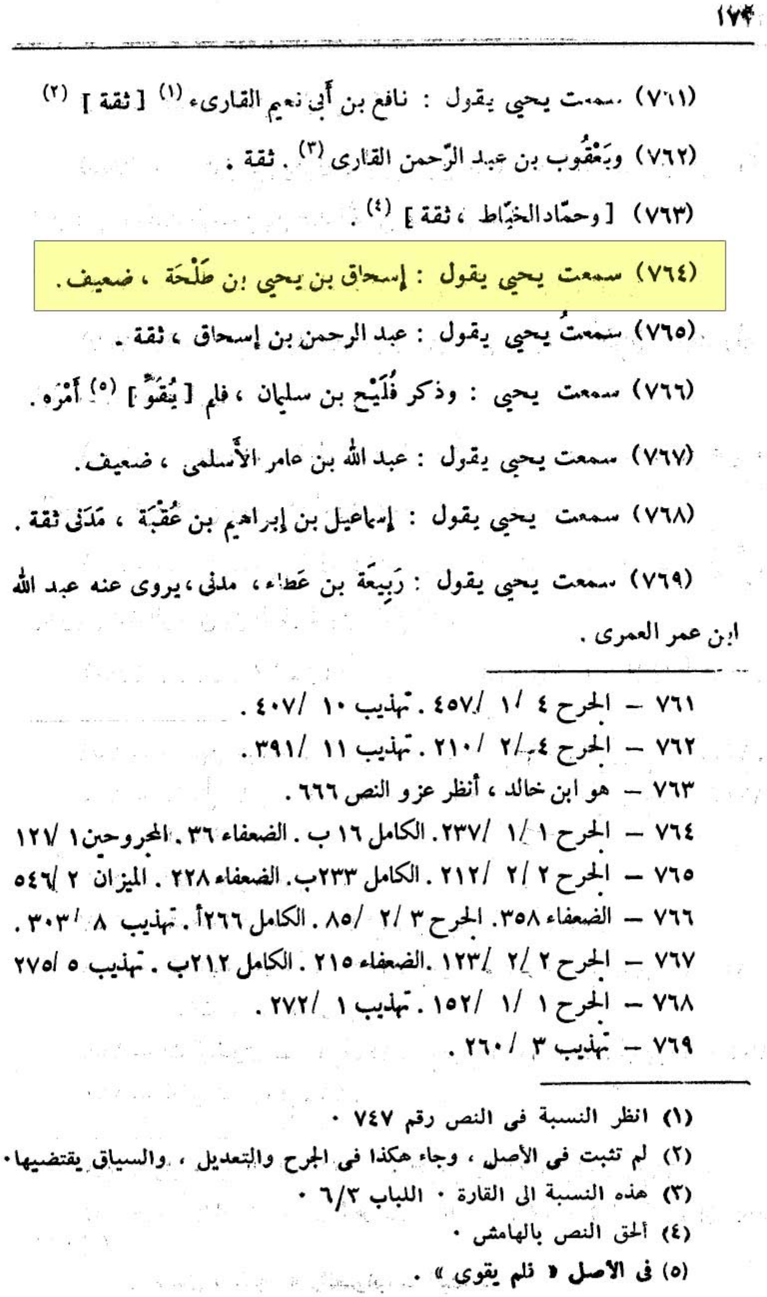

(٧٦١) سمعت يحيي يقول : نافع بن أبي نعيم القارىء[١] [ثقة] [٢]

(٧٦٢) ويَعْقُوب بن عبد الرّحمن القارى[٣] . ثقة .

(٧٦٣) [وحمّاد الخيّاط ، ثقة] [٤] .

(٧٦٤) سمعت يحيي يقول : إسحاق بن يحيي بن طَلْحَة ، ضعيف .

(٧٦٥) سمعتُ يحيي يقول : عبد الرحمن بن إسحاق ، ثقة .

(٧٦٦) سمعت يحيي : وذكر فُلَيْح بن سليمان ، فلم [يُقَوِّ] [٥] أمْرَه .

(٧٦٧) سمعت يحيي يقول : عبد الله بن عامر الأسلمى ، ضعيف .

(٧٦٨) سمعت يحيي يقول : إسماعيل بن إبراهيم بن عُقْبَة ، مَدَنى ثقة .

(٧٦٩) سمعت يحيي يقول : رَبِيعَة بن عَطاء ، مدنى ، يروى عنه عبد الله ابن عمر العمرى .

٧٦١ – الجرح ٤ /١ /٤٥٧ . تهذيب ١٠ /٤٠٧ .
٧٦٢ – الجرح ٤ /٢ /٢١٠ . تهذيب ١١ /٣٩١ .
٧٦٣ – هو ابن خالد ، أنظر عزو النص ٦٦٦ .
٧٦٤ – الجرح ١ /١ /٢٣٧ . الكامل ١٦ ب . الضعفاء ٣٦ . المجروحين ١ /١٢١
٧٦٥ – الجرح ٢ /٢ /٢١٢ . الكامل ٢٣٣ب . الضعفاء ٢٢٨ . الميزان ٢ /٥٤٦
٧٦٦ – الضعفاء ٣٥٨ . الجرح ٣ /٢ /٨٥ . الكامل ٢٦٦أ . تهذيب ٨ /٣٠٣ .
٧٦٧ – الجرح ٢ /٢ /١٢٣ . الضعفاء ٢١٥ . الكامل ٢١٢ب . تهذيب ٥ /٢٧٥
٧٦٨ – الجرح ١ /١ /١٥٢ . تهذيب ١ /٢٧٢ .
٧٦٩ – تهذيب ٣ /٢٦٠ .

---

(١) انظر النسبة فى النص رقم ٧٤٧ .

(٢) لم تثبت فى الأصل ، وجاء هكذا فى الجرح والتعديل ، والسياق يقتضيها .

(٣) هذه النسبة الى القارة . اللباب ٣/٦ .

(٤) ألحق النص بالهامش .

(٥) فى الأصل « فلم يقوى » .

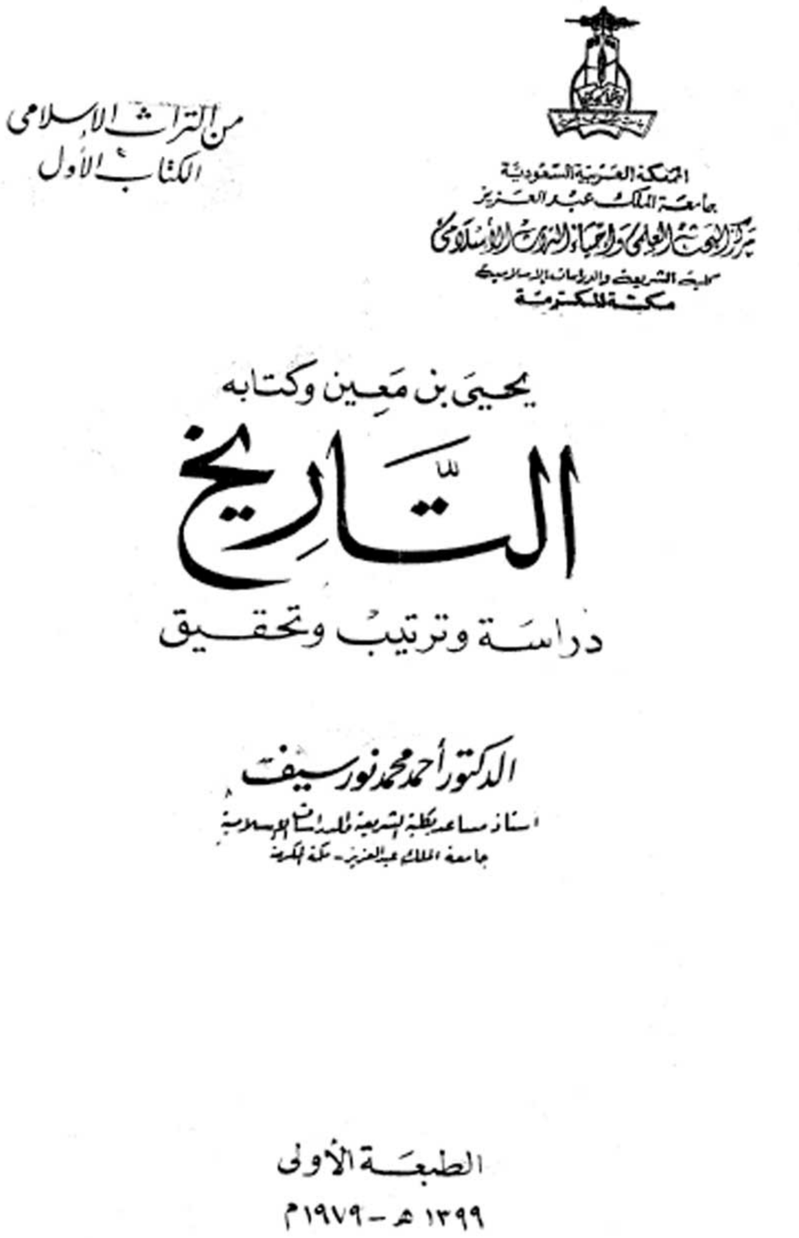
من التراث الإسلامي
الكتاب الأول

المملكة العربية السعودية
جامعة الملك عبد العزيز
مركز البحث العلمي وإحياء التراث الإسلامي
كلية الشريعة والدراسات الإسلامية
مكة المكرمة

يحيى بن مَعِين وكتابه
التاريخ
دراسة وترتيب وتحقيق

الدكتور أحمد محمد نور سيف
أستاذ مساعد بكلية الشريعة والدراسات الإسلامية
جامعة الملك عبد العزيز - مكة المكرمة

الطبعة الأولى
١٣٩٩ هـ - ١٩٧٩م

اسحاق بن یحیی بن طلحہ کی تضعیف

علامہ ذہبی رحمہ اللہ اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔

احمد و نسائی نے اسے متروک الحدیث کہا ہے اور امام بخاری نے کہا ہے کہ اس کے حافظہ پر کلام کیا گیا ہے۔

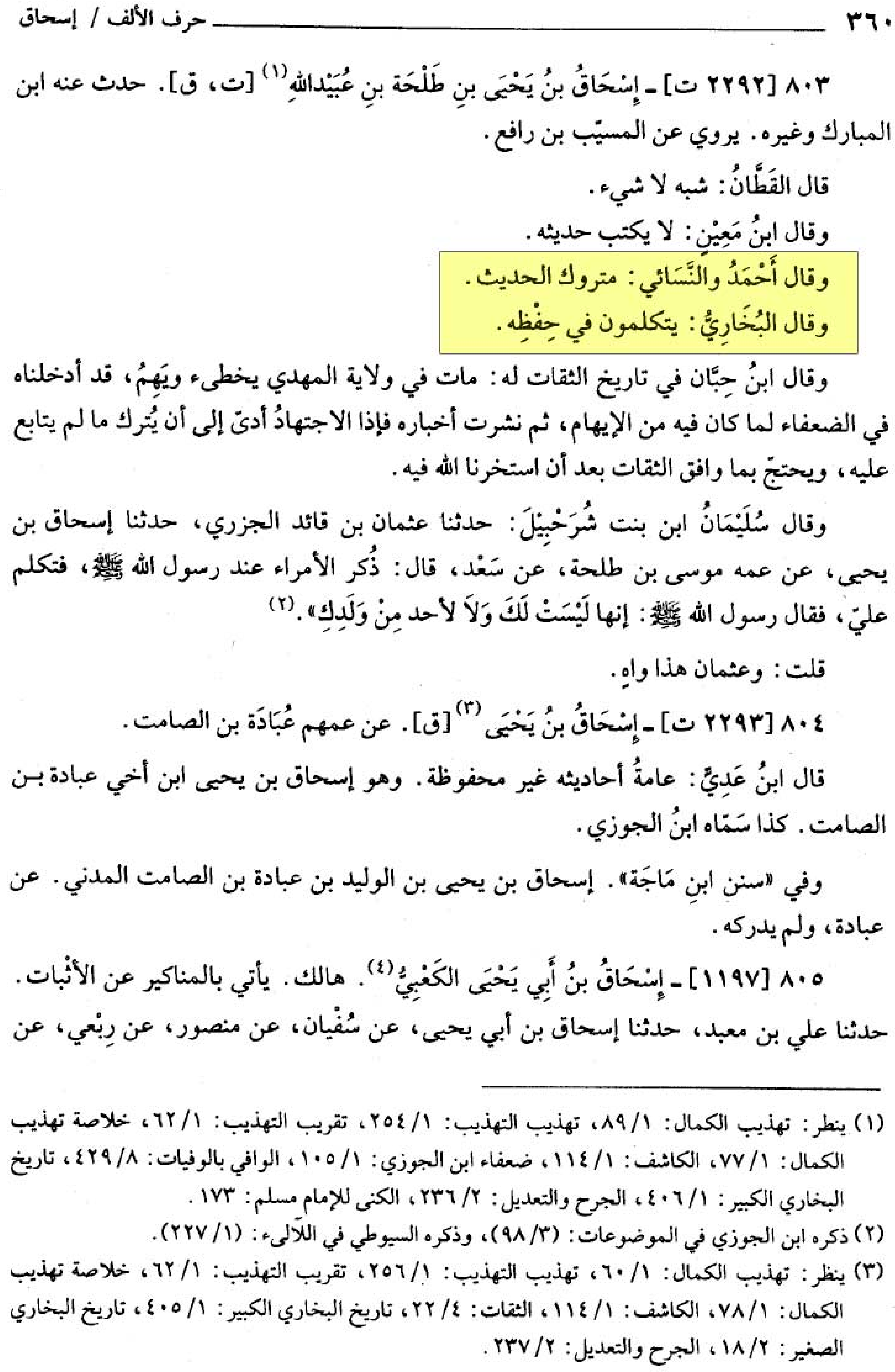

٨٠٣ [٢٢٩٢ ت] - إِسْحَاقُ بنُ يَحْيَى بنِ طَلْحَة بنِ عُبَيْدِاللهِ(١) [ت، ق]. حدث عنه ابن المبارك وغيره. يروي عن المسيّب بن رافع.

قال القَطَّانُ: شبه لا شيء.

وقال ابنُ مَعِيْنٍ: لا يكتب حديثه.

وقال أَحْمَدُ والنَّسَائي: متروك الحديث.

وقال البُخَارِيُّ: يتكلمون في حِفْظِه.

وقال ابنُ حِبَّان في تاريخ الثقات له: مات في ولاية المهدي يخطىء ويَهِمُ، قد أدخلناه في الضعفاء لما كان فيه من الإيهام، ثم نشرت أخباره فإذا الاجتهادُ أدىّ إلى أن يُترك ما لم يتابع عليه، ويحتجّ بما وافق الثقات بعد أن استخرنا الله فيه.

وقال سُلَيْمَانُ ابن بنت شُرَحْبِيْلَ: حدثنا عثمان بن قائد الجزري، حدثنا إسحاق بن يحيى، عن عمه موسى بن طلحة، عن سَعْد، قال: ذُكر الأمراء عند رسول الله ﷺ، فتكلم عليّ، فقال رسول الله ﷺ: إنها لَيْسَتْ لَكَ وَلاَ لأحد مِنْ وَلَدِكِ».(٢)

قلت: وعثمان هذا واهٍ.

٨٠٤ [٢٢٩٣ ت] - إِسْحَاقُ بنُ يَحْيَى(٣) [ق]. عن عمهم عُبَادَة بن الصامت.

قال ابنُ عَدِيّ: عامةُ أحاديثه غير محفوظة. وهو إسحاق بن يحيى ابن أخي عبادة بن الصامت. كذا سَمّاه ابنُ الجوزي.

وفي «سننِ ابنِ مَاجَة». إسحاق بن يحيى بن الوليد بن عبادة بن الصامت المدني. عن عبادة، ولم يدركه.

٨٠٥ [١١٩٧] - إِسْحَاقُ بنُ أَبِي يَحْيَى الكَعْبِيُّ(٤). هالك. يأتي بالمناكير عن الأثبات. حدثنا علي بن معبد، حدثنا إسحاق بن أبي يحيى، عن سُفْيان، عن منصور، عن رِبْعي، عن

---

(١) ينظر: تهذيب الكمال: ١/ ٨٩، تهذيب التهذيب: ١/ ٢٥٤، تقريب التهذيب: ١/ ٦٢، خلاصة تهذيب الكمال: ١/ ٧٧، الكاشف: ١/ ١١٤، ضعفاء ابن الجوزي: ١/ ١٠٥، الوافي بالوفيات: ٨/ ٤٢٩، تاريخ البخاري الكبير: ١/ ٤٠٦، الجرح والتعديل: ٢/ ٢٣٦، الكنى للإمام مسلم: ١٧٣.

(٢) ذكره ابن الجوزي في الموضوعات: (٣/ ٩٨)، وذكره السيوطي في اللآلىء: (١/ ٢٢٧).

(٣) ينظر: تهذيب الكمال: ١/ ٦٠، تهذيب التهذيب: ١/ ٢٥٦، تقريب التهذيب: ١/ ٦٢، خلاصة تهذيب الكمال: ١/ ٧٨، الكاشف: ١/ ١١٤، الثقات: ٤/ ٢٢، تاريخ البخاري الكبير: ١/ ٤٠٥، تاريخ البخاري الصغير: ٢/ ١٨، الجرح والتعديل: ٢/ ٢٣٧.

(٤) ينظر المغني: ١/ ٧٥، الضعفاء والمتروكين: ١/ ١٠٦.

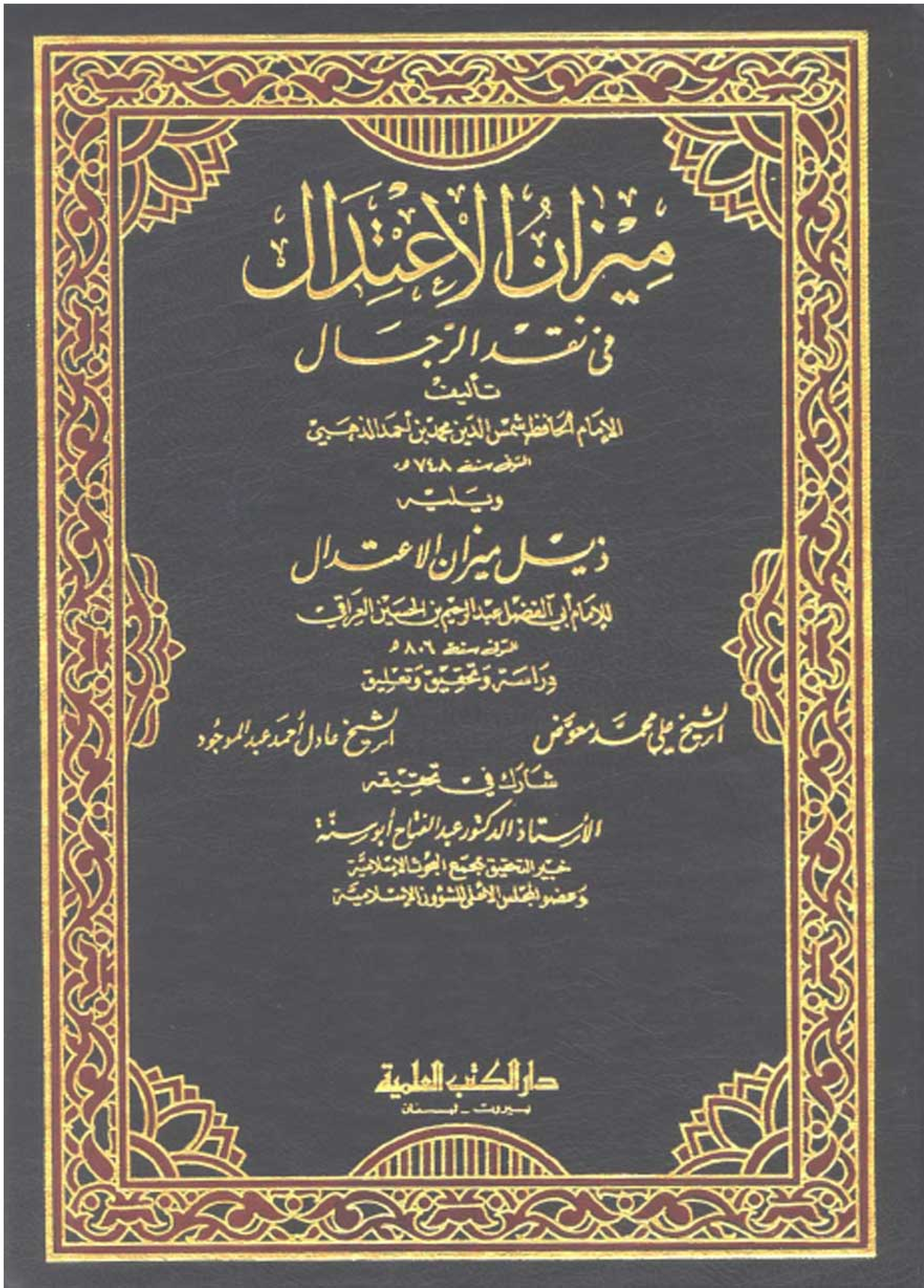

ميزان الاعتدال
في نقد الرجال
تأليف
الإمام الحافظ شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي
المتوفى سنة ٧٤٨ هـ
ويليه
ذيل ميزان الاعتدال
للإمام أبي الفضل عبد الرحيم بن الحسين العراقي
المتوفى سنة ٨٠٦ هـ
دراسة وتحقيق وتعليق
الشيخ علي محمد معوض
الشيخ عادل أحمد عبد الموجود
شارك في تحقيقه
الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنة
خبير التحقيق بمجمع البحوث الإسلامية
وعضو المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

اسحاق بن یحیی بن طلحہ کی تضعیف

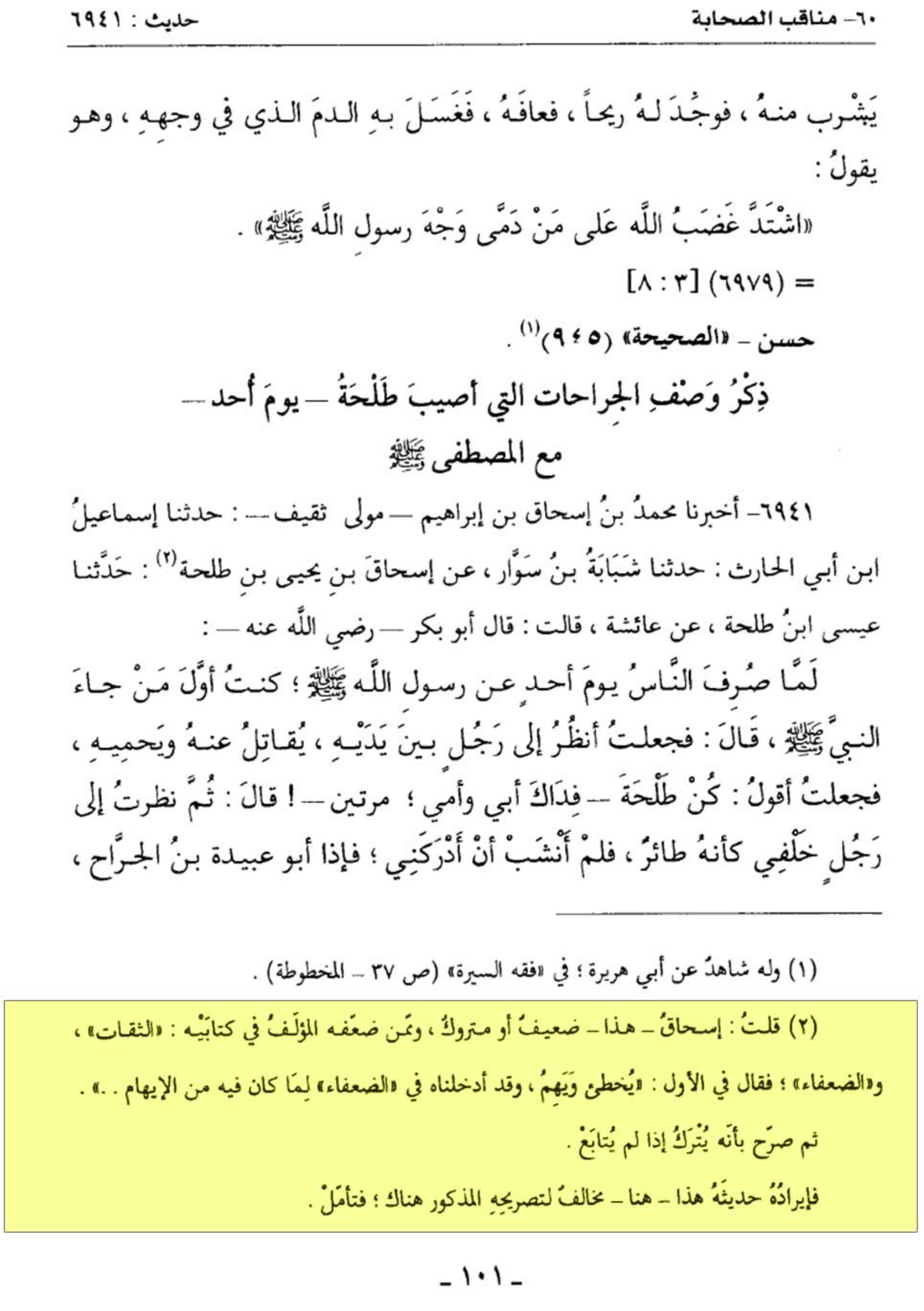

٦٠– مناقب الصحابة
حديث : ٦٩٤١

يَشْرب منهُ ، فوجُدَ لهُ ريحاً ، فعافَهُ ، فَغَسَلَ بهِ الدمَ الذي في وجههِ ، وهو يقولُ :

«اشْتَدَّ غَضَبُ اللَّه عَلى مَنْ دَمَّى وَجْهَ رسولِ اللَّه ﷺ» .

= (٦٩٧٩) [٣ : ٨]

حسن – «الصحيحة» (٩٤٥)[١] .

ذِكْرُ وَصْفِ الجِراحات التي أصيبَ طَلْحَةُ — يومَ أُحد — مع المصطفى ﷺ

٦٩٤١– أخبرنا محمدُ بنُ إسحاق بن إبراهيم — مولى ثقيف — : حدثنا إسماعيلُ ابن أبي الحارث : حدثنا شَبَابَةُ بنُ سَوَّار ، عن إسحاقَ بنِ يحيى بنِ طلحة[٢] : حَدَّثنا عيسى ابنُ طلحة ، عن عائشة ، قالت : قال أبو بكر — رضي اللَّه عنه — :

لَمَّا صُرِفَ النَّاسُ يومَ أحدٍ عن رسول اللَّه ﷺ ؛ كنتُ أوَّلَ مَنْ جاءَ النبيَّ ﷺ ، قَالَ : فجعلتُ أنظُرُ إلى رَجُلٍ بينَ يَدَيْهِ ، يُقاتِلُ عنهُ ويَحميهِ ، فجعلتُ أقولُ : كُنْ طَلْحَةَ — فِداكَ أبي وأمي ؛ مرتين — ! قالَ : ثُمَّ نظرتُ إلى رَجُلٍ خَلْفِي كأنهُ طائرٌ ، فلمْ أنْشَبْ أنْ أدْرَكَنِي ؛ فإذا أبو عبيدة بنُ الجرَّاح ،

---

(١) وله شاهدٌ عن أبي هريرة ؛ في «فقه السيرة» (ص ٣٧ – المخطوطة) .

(٢) قلتُ : إسحاقُ – هذا – ضعيفٌ أو متروكٌ ، ومَّمن ضعّفه المؤلّفُ في كتابَيْه : «الثقات» ، و«الضعفاء» ؛ فقال في الأول : «يُخطئ وَيَهِمُ ، وقد أدخلناه في «الضعفاء» لِمَا كان فيه من الإيهام . .» .

ثم صرّح بأنّه يُتْرَكُ إذا لم يُتابَعْ .

فإيرادُهُ حديثَهُ هذا – هنا – مخالفٌ لتصريحِهِ المذكور هناك ؛ فتأمَّلْ .

- ١٠١ -

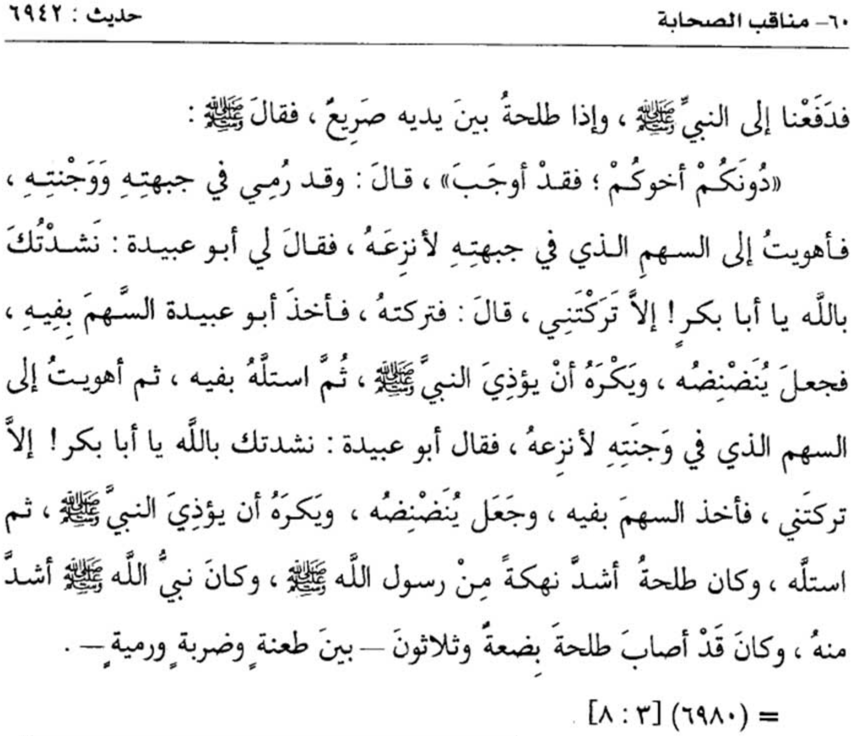

٦٠– مناقب الصحابة
حديث : ٦٩٤٢

فدَفَعْنا إلى النبيِّ ﷺ ، وإذا طلحةُ بينَ يديه صَرِيعٌ ، فقالَ ﷺ :

«دُونَكُمْ أخوكُمْ ؛ فقدْ أوجَبَ» ، قالَ : وقد رُمِي في جبهتِهِ وَوَجْنتِهِ ، فأهويتُ إلى السهمِ الذي في جبهتِهِ لأنزعَهُ ، فقالَ لي أبو عبيدة : نَشَدْتُكَ باللَّه يا أبا بكر ! إلاَّ تَرَكْتَني ، قالَ : فتركتهُ ، فأخذَ أبو عبيدة السَّهمَ بِفِيهِ ، فجعلَ يُنَضْنِضُه ، ويَكْرَهُ أنْ يؤذِيَ النبيَّ ﷺ ، ثُمَّ استلَّهُ بفيه ، ثم أهويتُ إلى السهمِ الذي في وَجنَتِهِ لأنزِعهُ ، فقال أبو عبيدة : نشدتك باللَّه يا أبا بكر ! إلاَّ تركتَني ، فأخذ السهمَ بفيه ، وجَعَل يُنَضْنِضُه ، ويَكرَهُ أن يؤذِيَ النبيَّ ﷺ ، ثم استلَّه ، وكان طلحةُ أشدَّ نهكةً مِنْ رسول اللَّه ﷺ ، وكانَ نبيُّ اللَّه ﷺ أشدَّ منهُ ، وكانَ قَدْ أصابَ طلحةَ بِضعةٌ وثلاثونَ — بينَ طعنةٍ وضربةٍ ورميةٍ — .

= (٦٩٨٠) [٣ : ٨] .

ضعيف جداً .

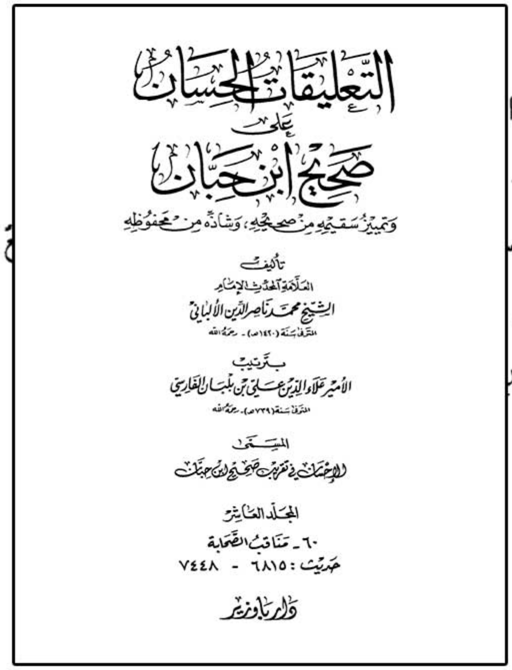

التَّعْلِيقَاتُ الحِسَانُ
عَلَى
صَحِيحِ ابْنِ حِبَّان
وَتَمْيِيزُ سَقِيمِهِ مِنْ صَحِيحِهِ ، وَشَاذِّهِ مِنْ مَحْفُوظِهِ

تأليف
العلّامة المحدّث الإمام
الشيخ محمد ناصر الدين الألباني
المتوفى سنة (١٤٢٠هـ) – رحمه الله

بترتيب
الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي
المتوفى سنة (٧٣٩هـ) – رحمه الله

المسمّى
الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان

المجلد العاشر
٦٠ – مناقب الصحابة
حديث : ٦٨١٥ - ٧٤٤٨

دار باوزير

ذِكْرُ السَّبَبِ ا

—

٦٩٤٢– أخبرنا الحسنُ بنُ س ع ،

عن إسماعيلَ بنِ أبي خالدٍ ، عن

رَأَيْتُ يَدَ طلحة بنِ عُبيد

= [٣ : ٨]

صحيح : خ .

اسحاق بن یحیی بن طلحہ کی تضعیف

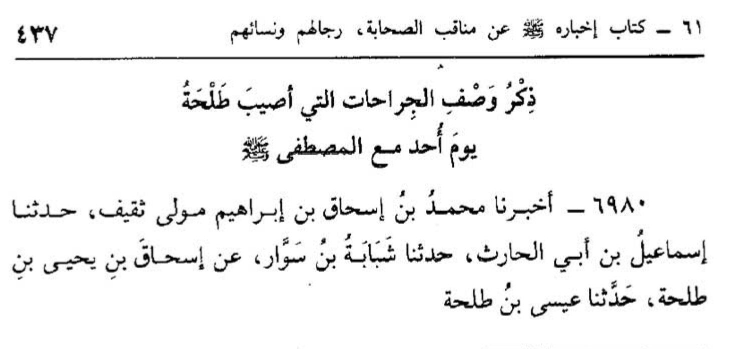

٦١ ـ كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، رجالهم ونسائهم ٤٣٧

ذِكْرُ وَصْفِ الجِراحات التي أصيبَ طَلْحَةُ يومَ أُحد مـع المصطفى ﷺ

٦٩٨٠ ـ أخبرنا محمدُ بنُ إسحاق بن إبراهيم مولى ثقيف، حدثنا إسماعيلُ بن أبي الحارث، حدثنا شَبَابَةُ بنُ سَوَّار، عن إسحاقَ بنِ يحيى بنِ طلحة، حَدَّثنا عيسى بنُ طلحة

= وأخر

«المسند» ١/٥

باب ما جاء في

عبيد الله رضي

والحاكم ٣/٧٣

والبغوي (٩١٥

بعض، ولم يـ

والمهراس، وق

محمد بن إسحا

وأمَّا قصَّة

«سيرته» ص ١٠

وقد رو

رسول الله ﷺ»

و (٤٠٧٦).

وقوله: «أو

والمِهْرَاسُ

المنورة ومؤرخه

قاله المبرّد، وه

كبار وصغار، وا

والدَّرَقة:

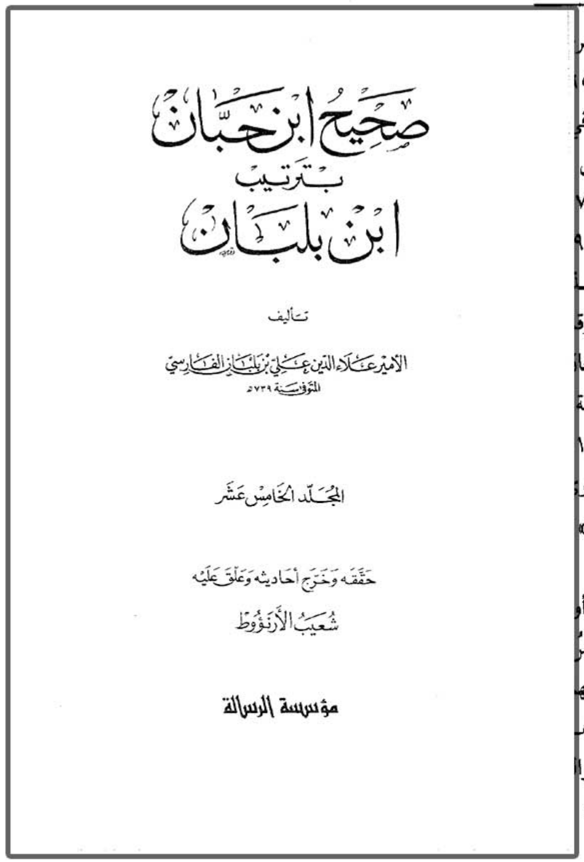

صَحِيحُ ابنِ حِبَّان
بترتيب
ابن بلبان

تأليف

الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي
المتوفى سنة ٧٣٩ هـ

المجلد الخامس عشر

حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه
شعيب الأرنؤوط

مؤسسة الرسالة

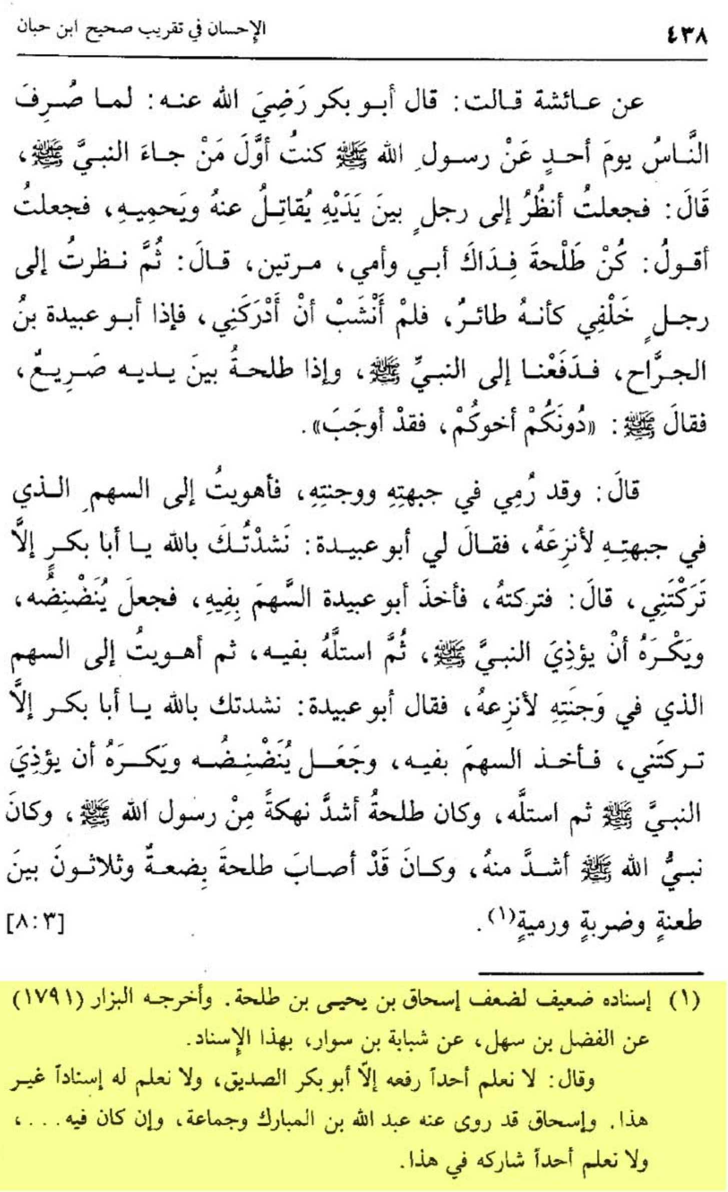

٤٣٨ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان

عن عائشة قالت: قال أبو بكر رَضِيَ الله عنه: لما صُرِفَ النَّاسُ يومَ أحدٍ عَنْ رسولِ الله ﷺ كنتُ أوَّلَ مَنْ جاءَ النبيَّ ﷺ، قَالَ: فجعلتُ أنظُرُ إلى رجلٍ بينَ يَدَيْهِ يُقاتِلُ عنهُ ويَحمِيهِ، فجعلتُ أقولُ: كُنْ طَلْحةَ فِداكَ أبي وأمي، مرتين، قالَ: ثُمَّ نظرتُ إلى رجلٍ خَلْفِي كأنهُ طائرٌ، فلمْ أَنْشَبْ أنْ أَدْرَكَنِي، فإذا أبو عبيدة بنُ الجرَّاح، فدَفَعْنا إلى النبيِّ ﷺ، وإذا طلحةُ بينَ يديه صَرِيعٌ، فقالَ ﷺ: «دُونَكُمْ أخوكُمْ، فقدْ أوجَبَ».

قالَ: وقد رُمِي في جبهتِهِ ووجنتِهِ، فأهويتُ إلى السهمِ الذي في جبهتِهِ لأنزِعَهُ، فقالَ لي أبو عبيدة: نَشدْتُكَ بالله يا أبا بكرٍ إلَّا تَرَكْتَنِي، قالَ: فتركتهُ، فأخذَ أبو عبيدة السَّهمَ بِفِيهِ، فجعلَ يُنَضْنِضُه، ويَكْرَهُ أنْ يؤذِيَ النبيَّ ﷺ، ثُمَّ استلَّهُ بفيه، ثم أهويتُ إلى السهم الذي في وَجنَتِهِ لأنزِعهُ، فقال أبو عبيدة: نشدتك بالله يا أبا بكر إلَّا تركتَني، فأخذ السهمَ بفيه، وجَعَلَ يُنَضْنِضُه ويَكرَهُ أن يؤذِيَ النبيَّ ﷺ ثم استلَّه، وكان طلحةُ أشدَّ نهكةً مِنْ رسول الله ﷺ، وكانَ نبيُّ الله ﷺ أشدَّ منهُ، وكانَ قَدْ أصابَ طلحةَ بِضعةٌ وثلاثونَ بينَ طعنةٍ وضربةٍ ورميةٍ(١). [٨:٣]

---

(١) إسناده ضعيف لضعف إسحاق بن يحيى بن طلحة. وأخرجه البزار (١٧٩١) عن الفضل بن سهل، عن شبابة بن سوار، بهذا الإسناد.

وقال: لا نعلم أحداً رفعه إلاّ أبو بكر الصديق، ولا نعلم له إسناداً غير هذا. وإسحاق قد روى عنه عبد الله بن المبارك وجماعة، وإن كان فيه...، ولا نعلم أحداً شاركه في هذا. =

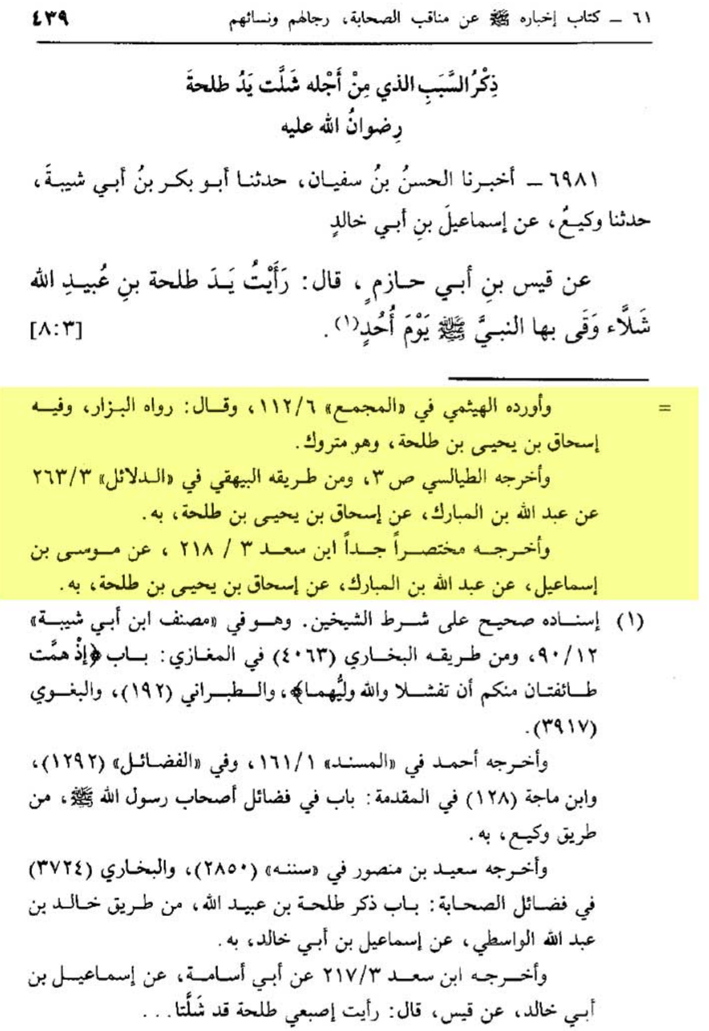

٦١ ـ كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، رجالهم ونسائهم ٤٣٩

ذِكْرُ السَّبَبِ الذي مِنْ أَجْله شَلَّت يَدُ طلحةَ رِضوانُ الله عليه

٦٩٨١ ـ أخبرنا الحسنُ بنُ سفيان، حدثنا أبو بكر بنُ أبي شيبةَ، حدثنا وكيعُ، عن إسماعيلَ بنِ أبي خالدٍ

عن قيس بنِ أبي حازمٍ، قال: رَأَيْتُ يَدَ طلحة بنِ عُبيدِ الله شَلَّاءَ وَقَى بها النبيَّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ(١). [٨:٣]

= وأورده الهيثمي في «المجمع» ٦/١١٢، وقال: رواه البزار، وفيه إسحاق بن يحيى بن طلحة، وهو متروك.

وأخرجه الطيالسي ص ٣، ومن طريقه البيهقي في «الدلائل» ٣/٢٦٣ عن عبد الله بن المبارك، عن إسحاق بن يحيى بن طلحة، به.

وأخرجه مختصراً جداً ابن سعد ٣ / ٢١٨، عن موسى بن إسماعيل، عن عبد الله بن المبارك، عن إسحاق بن يحيى بن طلحة، به.

(١) إسناده صحيح على شرط الشيخين. وهو في «مصنف ابن أبي شيبة» ١٢/٩٠، ومن طريقه البخاري (٤٠٦٣) في المغازي: باب ﴿إِذْ همَّت طائفتان منكم أن تفشلا والله وليُّهما﴾، والطبراني (١٩٢)، والبغوي (٣٩١٧).

وأخرجه أحمد في «المسند» ١/١٦١، وفي «الفضائل» (١٢٩٢)، وابن ماجة (١٢٨) في المقدمة: باب في فضائل أصحاب رسول الله ﷺ، من طريق وكيع، به.

وأخرجه سعيد بن منصور في «سننه» (٢٨٥٠)، والبخاري (٣٧٢٤) في فضائل الصحابة: باب ذكر طلحة بن عبيد الله، من طريق خالد بن عبد الله الواسطي، عن إسماعيل بن أبي خالد، به.

وأخرجه ابن سعد ٣/٢١٧ عن أبي أسامة، عن إسماعيل بن أبي خالد، عن قيس، قال: رأيت إصبعي طلحة قد شَلَّتا...

امام حاکم رحمہ اللہ کا تصحیح میں تساہل

علامہ ذہبی رحمہ اللہ امام حاکم کے بارے میں لکھتے ہیں۔۔

اور ان کے مقابلہ میں ایک قسم مثلا ابو عیسی الترمذی ، ابو عبداللہ الحاکم اور ابو بکر البیہقی متساہل تھے اور ایک قسم مثلا بخاری، احمد بن حنبل، ابو زرعہ اور ابن عدی معتدل اور انصاف کرنے والے تھے۔

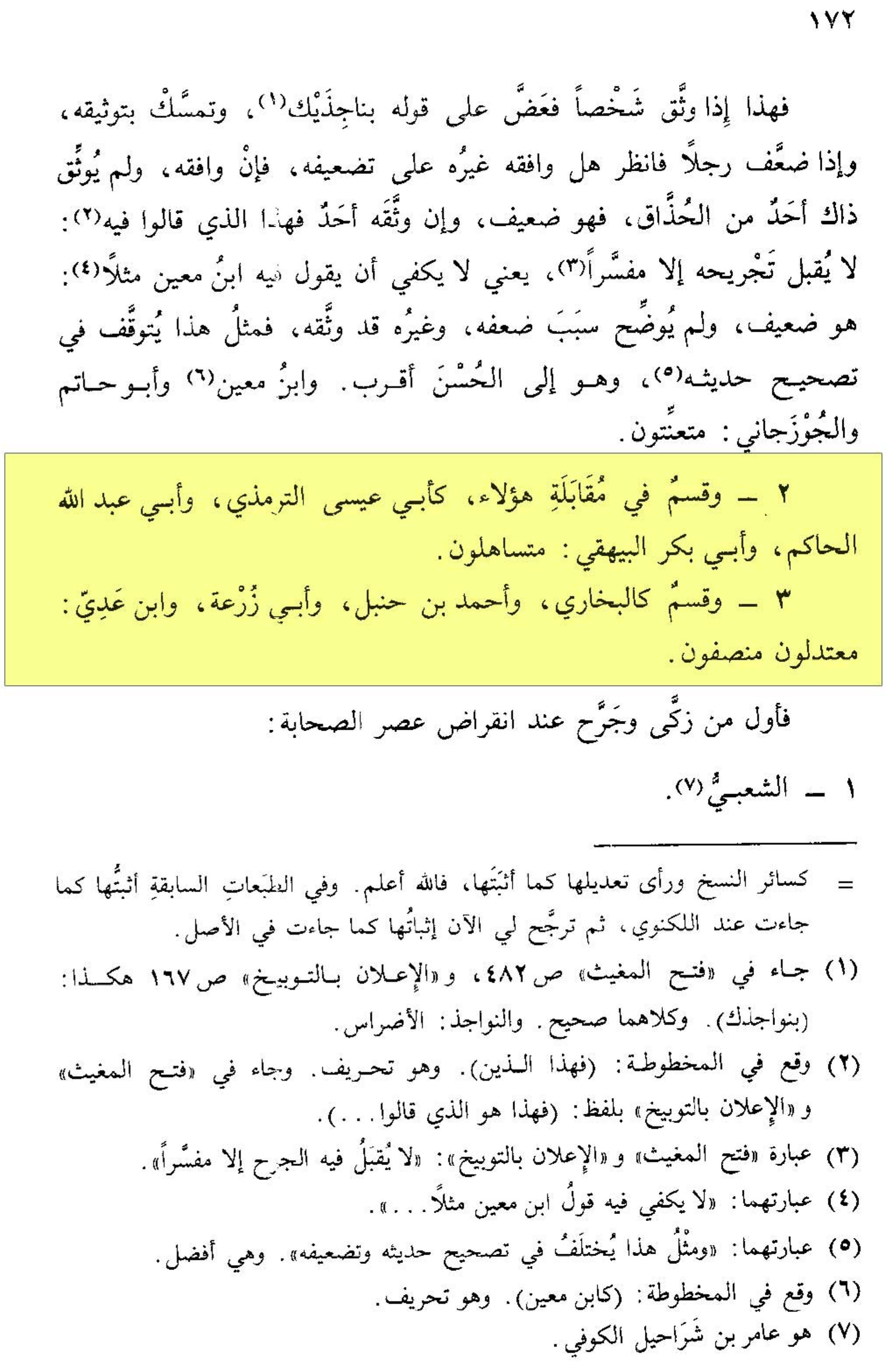

١٧٢

فهذا إِذا وثَّق شَخْصاً فعَضَّ على قوله بناجِذَيْك⁽١⁾، وتمسَّكْ بتوثيقه، وإذا ضعَّف رجلاً فانظر هل وافقه غيرُه على تضعيفه، فإنْ وافقه، ولم يُوثِّق ذاك أَحَدٌ من الحُذَّاق، فهو ضعيف، وإن وثَّقَه أَحَدٌ فهذا الذي قالوا فيه⁽٢⁾: لا يُقبل تَجْريحه إلا مفسَّراً⁽٣⁾، يعني لا يكفي أن يقول فيه ابنُ معين مثلاً⁽٤⁾: هو ضعيف، ولم يُوضِّح سبَبَ ضعفه، وغيرُه قد وثَّقه، فمثلُ هذا يُتوقَّف في تصحيح حديثه⁽٥⁾، وهو إلى الحُسْنَ أقرب. وابنُ معين⁽٦⁾ وأبو حاتم والجُوْزَجاني: متعنِّتون.

٢ ــ وقسمٌ في مُقَابَلَةِ هؤلاء، كأبي عيسى الترمذي، وأبي عبد الله الحاكم، وأبي بكر البيهقي: متساهلون.

٣ ــ وقسمٌ كالبخاري، وأحمد بن حنبل، وأبي زُرْعة، وابن عَدِيّ: معتدلون منصفون.

فأول من زكَّى وجَرَّح عند انقراض عصر الصحابة:

١ ــ الشعبيُّ⁽٧⁾.

= كسائر النسخ ورأى تعديلها كما أثبَتَها، فالله أعلم. وفي الطَبَعاتِ السابقةِ أثبتُّها كما جاءت عند اللكنوي، ثم ترجَّح لي الآن إثباتُها كما جاءت في الأصل.

(١) جاء في «فتح المغيث» ص٤٨٢، و«الإعلان بالتوبيخ» ص١٦٧ هكذا: (بنواجذك). وكلاهما صحيح. والنواجذ: الأضراس.

(٢) وقع في المخطوطة: (فهذا الذين). وهو تحريف. وجاء في «فتح المغيث» و«الإعلان بالتوبيخ» بلفظ: (فهذا هو الذي قالوا...).

(٣) عبارة «فتح المغيث» و«الإعلان بالتوبيخ»: «لا يُقبَلُ فيه الجرح إلا مفسَّراً».

(٤) عبارتهما: «لا يكفي فيه قولُ ابن معين مثلاً...».

(٥) عبارتهما: «ومثْلُ هذا يُختلَفُ في تصحيح حديثه وتضعيفه». وهي أفضل.

(٦) وقع في المخطوطة: (كابن معين). وهو تحريف.

(٧) هو عامر بن شَرَاحيل الكوفي.

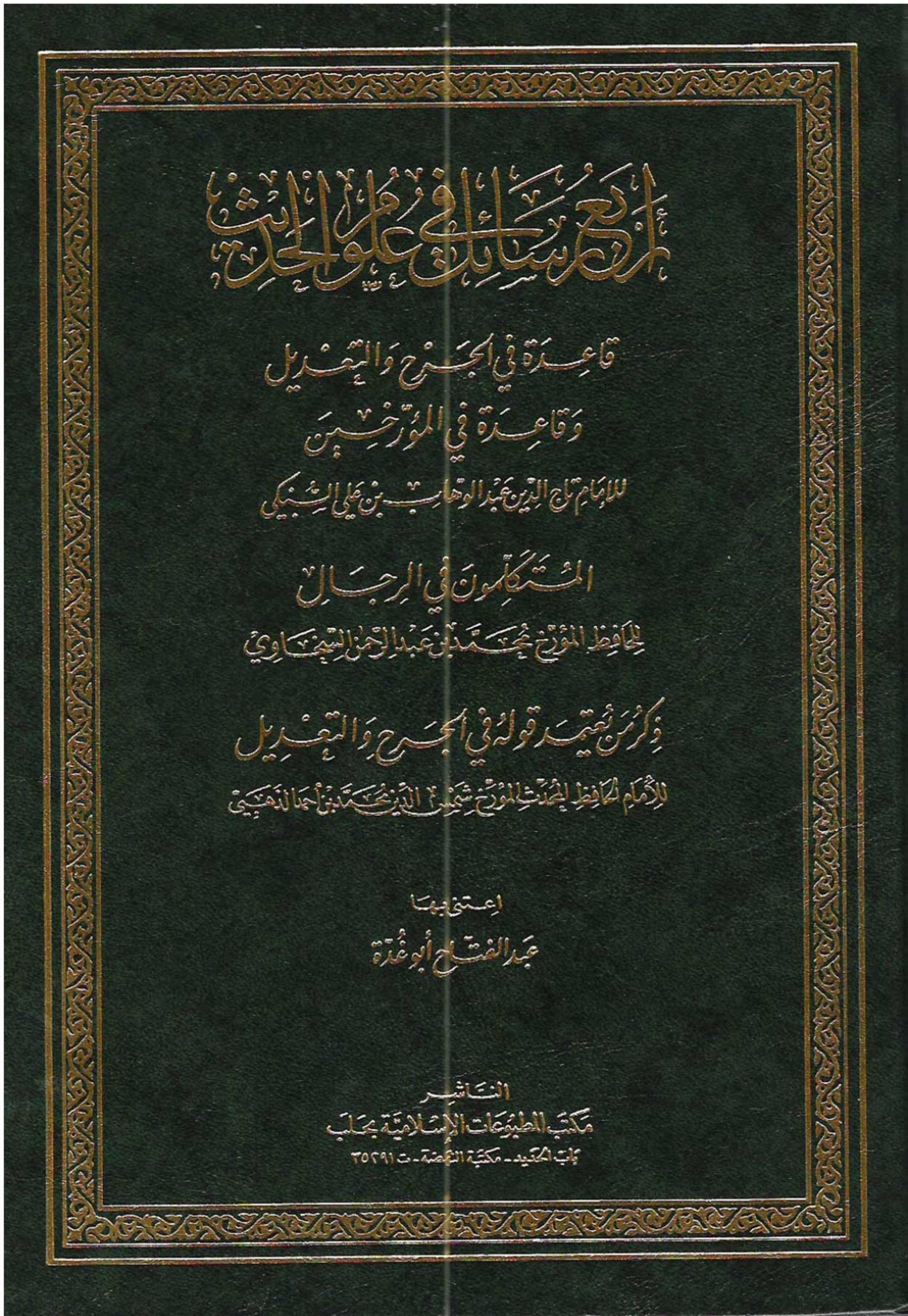

أربع رسائل في علوم الحديث

قاعدة في الجرح والتعديل
وقاعدة في المؤرخين
للإمام تاج الدين عبد الوهاب بن علي السبكي

المتكلمون في الرجال
للحافظ المؤرخ محمد بن عبد الرحمن السخاوي

ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل
للإمام الحافظ المحدث المؤرخ شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي

اعتنى بها
عبد الفتاح أبو غدة

الناشر
مكتب المطبوعات الإسلامية بحلب
باب الحديد - مكتبة النهضة - ت ٣٥٢٩١

اسحاق بن یحیی کی تضعیف

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے امام حاکم کی تصحیح کا تعاقب کیا اور اسحاق بن یحیی بن طلحہ کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔

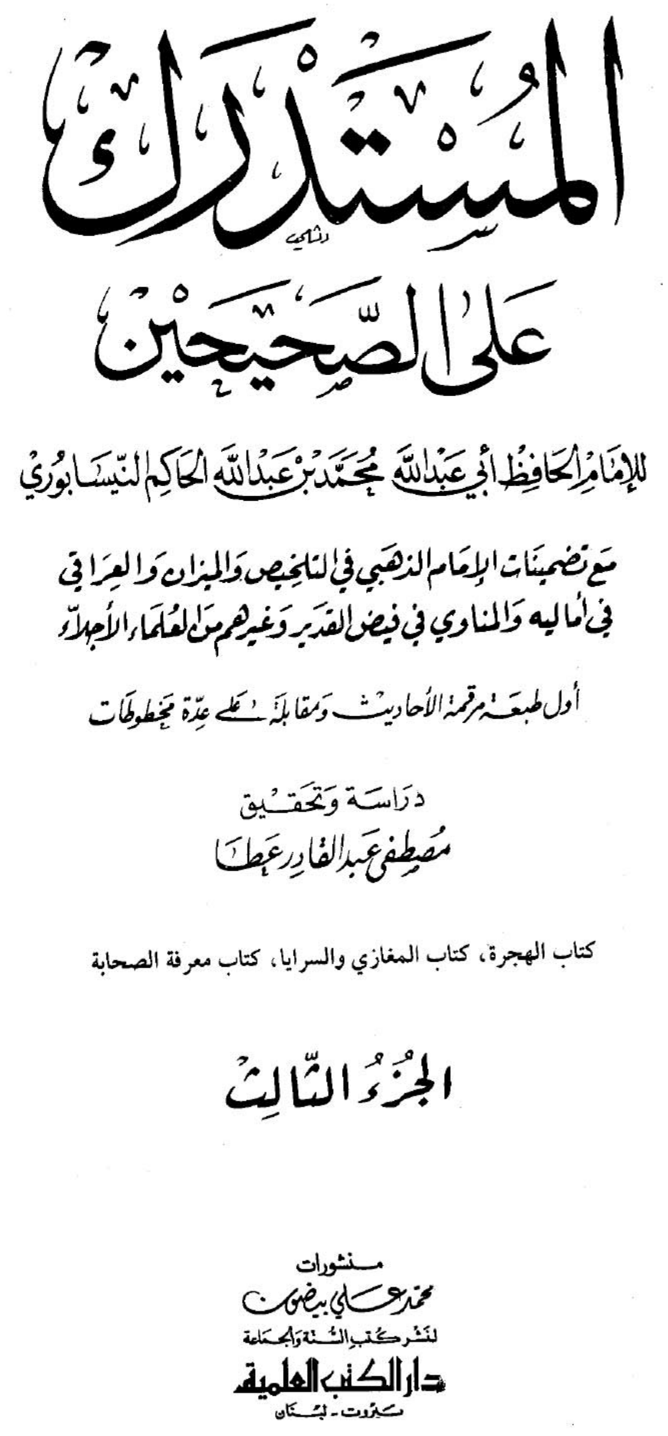

المستدرك
على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبدالله محمد بن عبدالله الحاكم النيسابوري

مع تضمينات الإمام الذهبي في التلخيص والميزان والعراقي
في أماليه والمناوي في فيض القدير وغيرهم من العلماء الأجلاء

أول طبعة مرقمة الأحاديث ومقابلة على عدة مخطوطات

دراسة وتحقيق
مصطفى عبد القادر عطا

كتاب الهجرة، كتاب المغازي والسرايا، كتاب معرفة الصحابة

الجزء الثالث

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

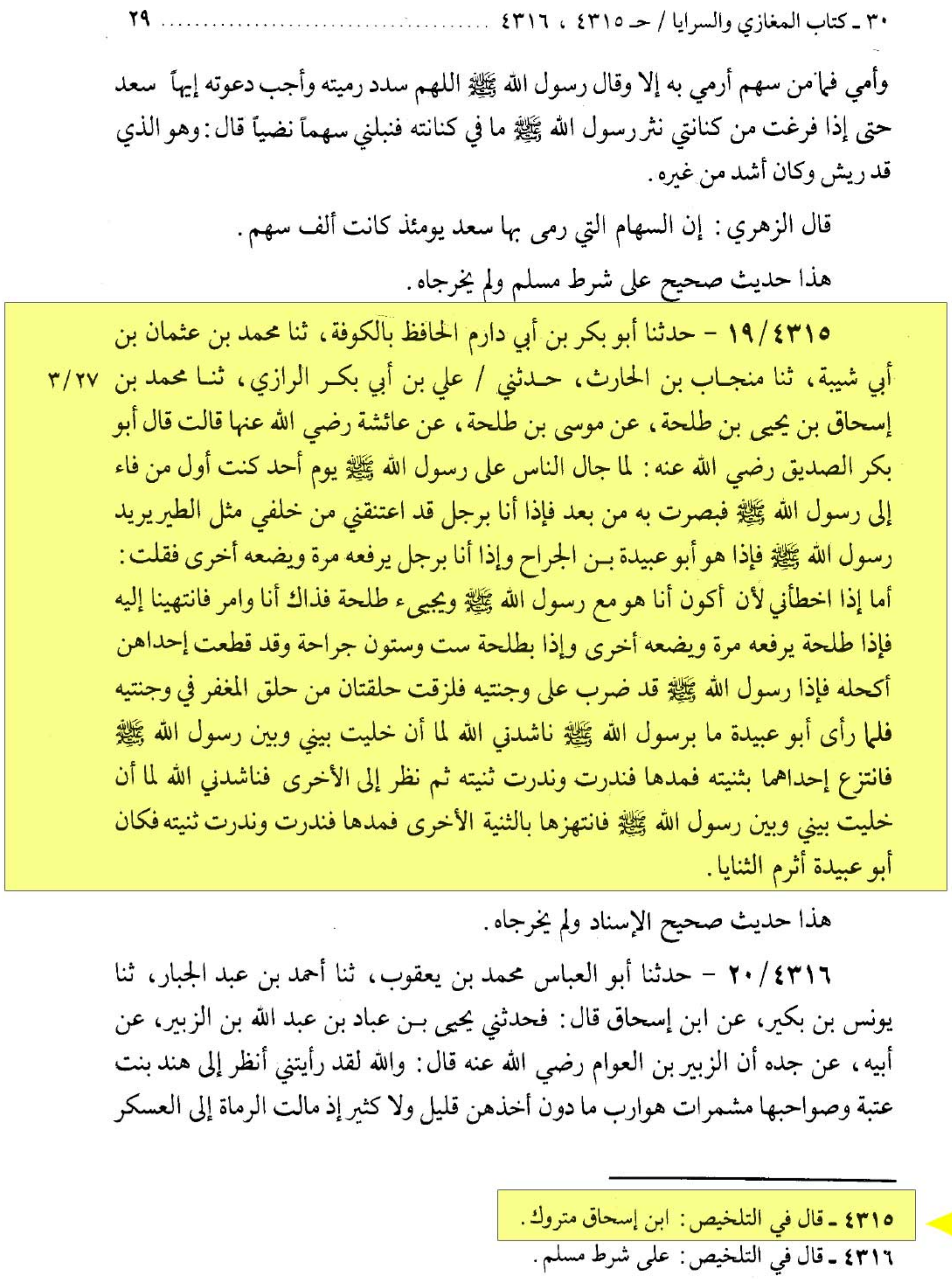

وأمي فما من سهم أرمي به إلا وقال رسول الله ﷺ اللهم سدد رميته وأجب دعوته إيهاً سعد حتى إذا فرغت من كنانتي نثر رسول الله ﷺ ما في كنانته فنبلني سهماً نضياً قال: وهو الذي قد ريش وكان أشد من غيره.

قال الزهري: إن السهام التي رمى بها سعد يومئذ كانت ألف سهم.

هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه.

۱۹/٤٣١٥ - حدثنا أبو بكر بن أبي دارم الحافظ بالكوفة، ثنا محمد بن عثمان بن أبي شيبة، ثنا منجاب بن الحارث، حدثني / علي بن أبي بكر الرازي، ثنا محمد بن ۳/۲۷ إسحاق بن يحيى بن طلحة، عن موسى بن طلحة، عن عائشة رضي الله عنها قالت قال أبو بكر الصديق رضي الله عنه: لما جال الناس على رسول الله ﷺ يوم أحد كنت أول من فاء إلى رسول الله ﷺ فبصرت به من بعد فإذا أنا برجل قد اعتنقني من خلفي مثل الطير يريد رسول الله ﷺ فإذا هو أبو عبيدة بن الجراح وإذا أنا برجل يرفعه مرة ويضعه أخرى فقلت: أما إذا اخطأني لأن أكون أنا هو مع رسول الله ﷺ ويجيء طلحة فذاك أنا وامر فانتهينا إليه فإذا طلحة يرفعه مرة ويضعه أخرى وإذا بطلحة ست وستون جراحة وقد قطعت إحداهن أكحله فإذا رسول الله ﷺ قد ضرب على وجنتيه فلزقت حلقتان من حلق المغفر في وجنتيه فلما رأى أبو عبيدة ما برسول الله ﷺ ناشدني الله لما أن خليت بيني وبين رسول الله ﷺ فانتزع إحداهما بثنيته فمدها فندرت وندرت ثنيته ثم نظر إلى الأخرى فناشدني الله لما أن خليت بيني وبين رسول الله ﷺ فانتهزها بالثنية الأخرى فمدها فندرت وندرت ثنيته فكان أبو عبيدة أثرم الثنايا.

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

۲۰/٤٣١٦ - حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا أحمد بن عبد الجبار، ثنا يونس بن بكير، عن ابن إسحاق قال: فحدثني يحيى بن عباد بن عبد الله بن الزبير، عن أبيه، عن جده أن الزبير بن العوام رضي الله عنه قال: والله لقد رأيتني أنظر إلى هند بنت عتبة وصواحبها مشمرات هوارب ما دون أخذهن قليل ولا كثير إذ مالت الرماة إلى العسكر

٤٣١٥ ـ قال في التلخيص: ابن إسحاق متروك.

٤٣١٦ ـ قال في التلخيص: على شرط مسلم.

اسحاق بن یحیی کی تضعیف

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے امام حاکم کی تصحیح کا تعاقب کیا اور اسحاق بن یحیی بن طلحہ کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔

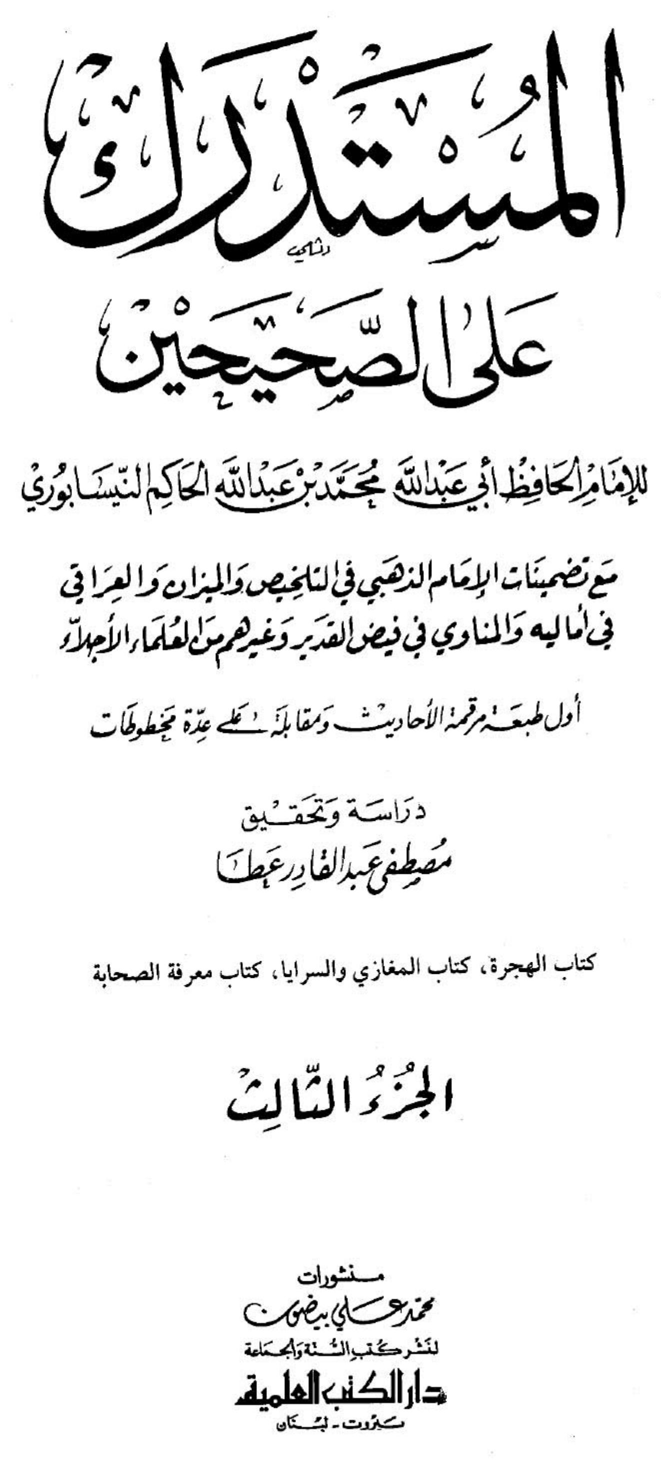

المستدرك
على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

مع تضمينات الإمام الذهبي في التلخيص والميزان والعراقي
في أماليه والمناوي في فيض القدير وغيرهم من العلماء الأجلاء

أول طبعة مرقمة الأحاديث ومقابلة على عدة مخطوطات

دراسة وتحقيق
مصطفى عبد القادر عطا

كتاب الهجرة، كتاب المغازي والسرايا، كتاب معرفة الصحابة

الجزء الثالث

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

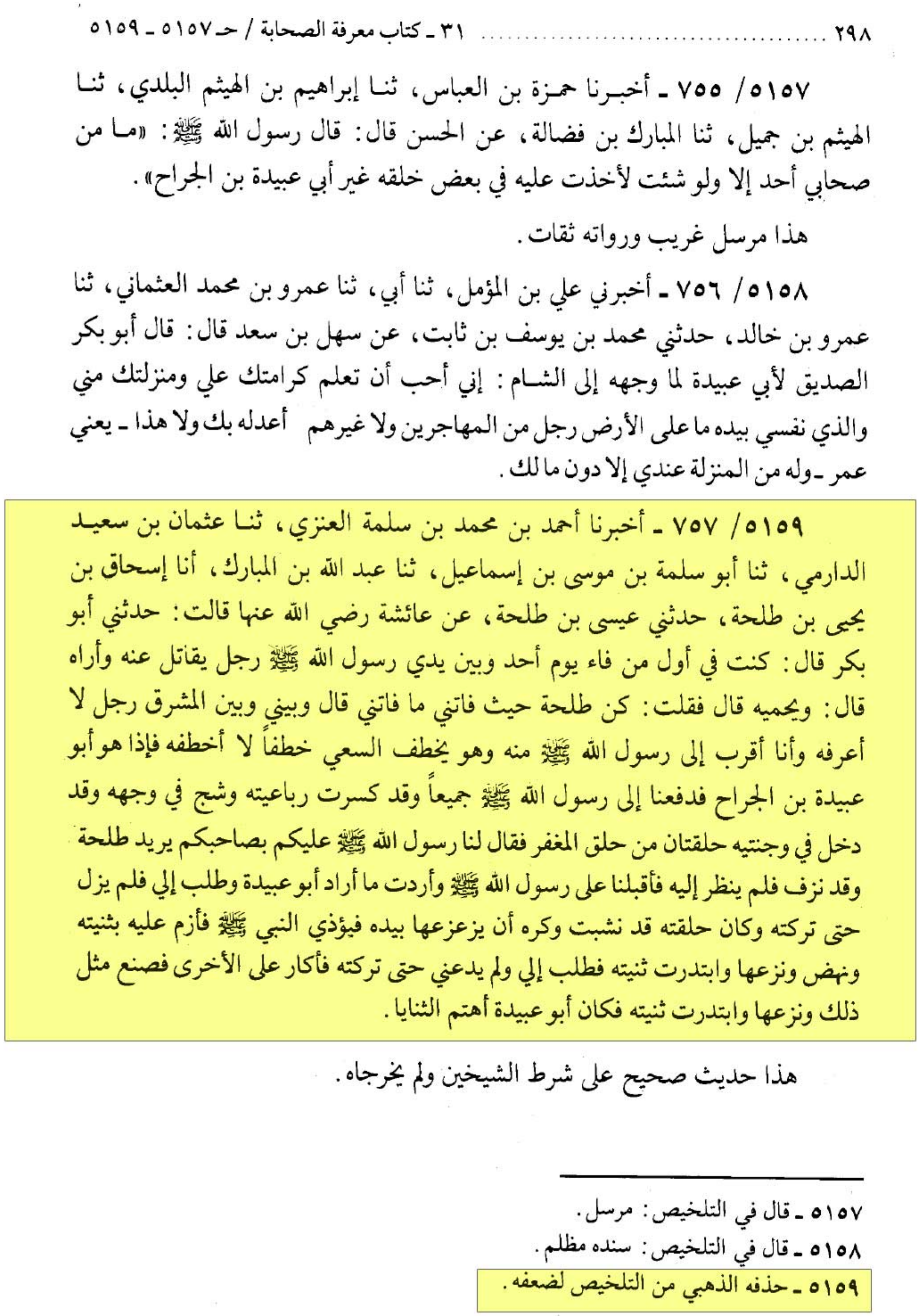

٢٩٨ .... ٣١ - كتاب معرفة الصحابة / حـ٥١٥٧ - ٥١٥٩

٥١٥٧/ ٧٥٥ - أخبرنا حمزة بن العباس، ثنا إبراهيم بن الهيثم البلدي، ثنا الهيثم بن جميل، ثنا المبارك بن فضالة، عن الحسن قال: قال رسول الله ﷺ: «ما من صحابي أحد إلا ولو شئت لأخذت عليه في بعض خلقه غير أبي عبيدة بن الجراح».

هذا مرسل غريب ورواته ثقات.

٥١٥٨/ ٧٥٦ - أخبرني علي بن المؤمل، ثنا أبي، ثنا عمرو بن محمد العثماني، ثنا عمرو بن خالد، حدثني محمد بن يوسف بن ثابت، عن سهل بن سعد قال: قال أبو بكر الصديق لأبي عبيدة لما وجهه إلى الشام: إني أحب أن تعلم كرامتك علي ومنزلتك مني والذي نفسي بيده ما على الأرض رجل من المهاجرين ولا غيرهم أعدله بك ولا هذا - يعني عمر - وله من المنزلة عندي إلا دون ما لك.

٥١٥٩/ ٧٥٧ - أخبرنا أحمد بن محمد بن سلمة العنزي، ثنا عثمان بن سعيد الدارمي، ثنا أبو سلمة بن موسى بن إسماعيل، ثنا عبد الله بن المبارك، أنا إسحاق بن يحيى بن طلحة، حدثني عيسى بن طلحة، عن عائشة رضي الله عنها قالت: حدثني أبو بكر قال: كنت في أول من فاء يوم أحد وبين يدي رسول الله ﷺ رجل يقاتل عنه وأراه قال: ويحميه قال فقلت: كن طلحة حيث فاتني ما فاتني قال وبيني وبين المشرق رجل لا أعرفه وأنا أقرب إلى رسول الله ﷺ منه وهو يخطف السعي خطفاً لا أخطفه فإذا هو أبو عبيدة بن الجراح فدفعنا إلى رسول الله ﷺ جميعاً وقد كسرت رباعيته وشج في وجهه وقد دخل في وجنتيه حلقتان من حلق المغفر فقال لنا رسول الله ﷺ عليكم بصاحبكم يريد طلحة وقد نزف فلم ينظر إليه فأقبلنا على رسول الله ﷺ وأردت ما أراد أبو عبيدة وطلب إلي فلم يزل حتى تركته وكان حلقته قد نشبت وكره أن يزعزعها بيده فيؤذي النبي ﷺ فأزم عليه بثنيته ونهض ونزعها وابتدرت ثنيته فطلب إلي ولم يدعني حتى تركته فأكار على الأخرى فصنع مثل ذلك ونزعها وابتدرت ثنيته فكان أبو عبيدة أهتم الثنايا.

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

٥١٥٧ - قال في التلخيص: مرسل.

٥١٥٨ - قال في التلخيص: سنده مظلم.

٥١٥٩ - حذفه الذهبي من التلخيص لضعفه.

اسحاق بن یحیی کی تضعیف

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے امام حاکم کی تصحیح کا تعاقب کیا اور اسحاق بن یحیی بن طلحہ کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔

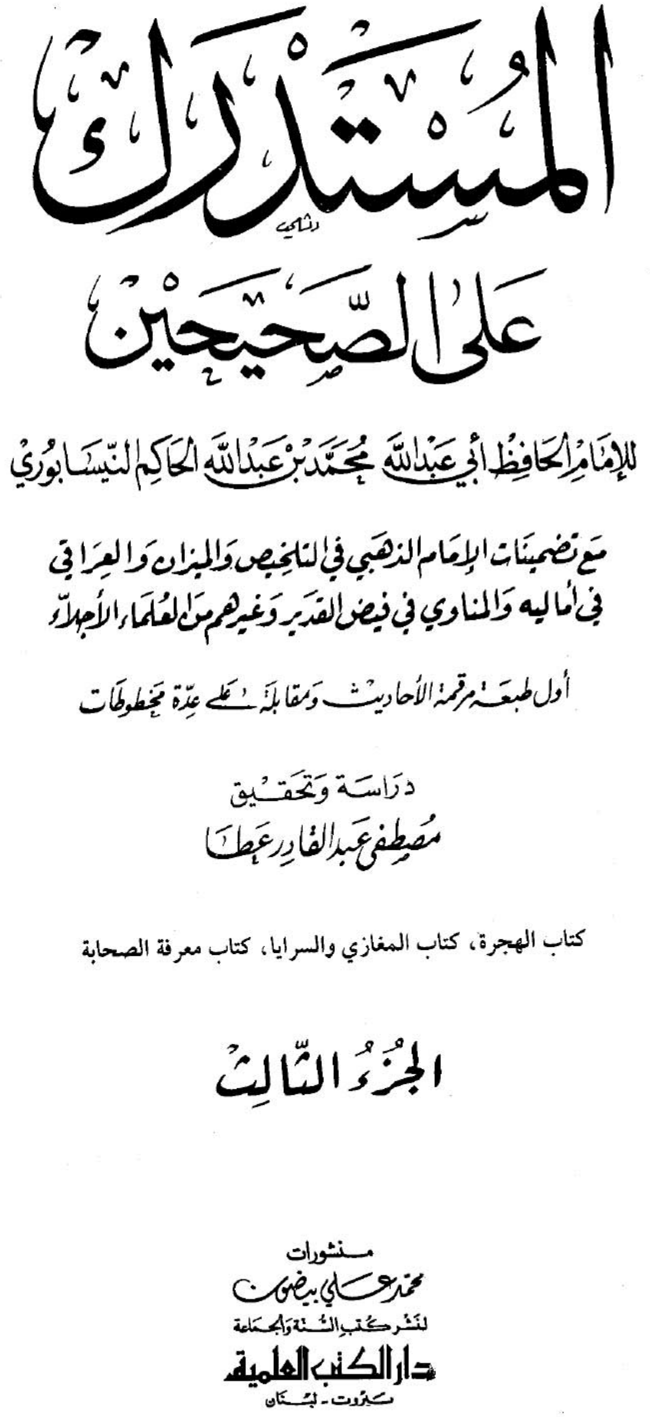

المستدرك
على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

مع تضمينات الإمام الذهبي في التلخيص والميزان والعراقي
في أماليه والمناوي في فيض القدير وغيرهم من العلماء الأجلاء

أول طبعة مرقمة الأحاديث ومقابلة على عدة مخطوطات

دراسة وتحقيق
مصطفى عبد القادر عطا

كتاب الهجرة، كتاب المغازي والسرايا، كتاب معرفة الصحابة

الجزء الثالث

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

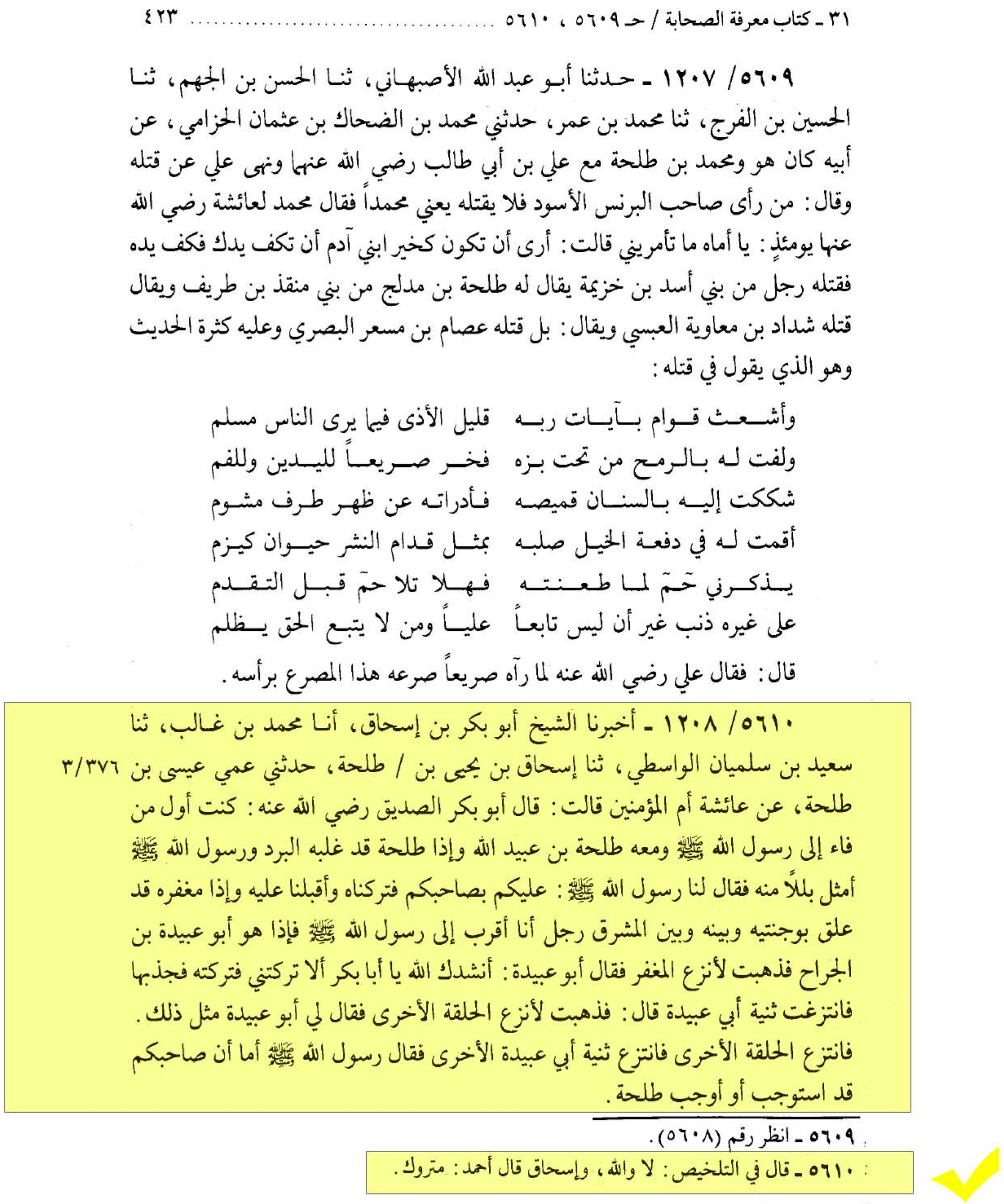

٥٦٠٩/ ١٢٠٧ ـ حدثنا أبو عبد الله الأصبهاني، ثنا الحسن بن الجهم، ثنا الحسين بن الفرج، ثنا محمد بن عمر، حدثني محمد بن الضحاك بن عثمان الحزامي، عن أبيه كان هو ومحمد بن طلحة مع علي بن أبي طالب رضي الله عنهما ونهى علي عن قتله وقال: من رأى صاحب البرنس الأسود فلا يقتله يعني محمداً فقال محمد لعائشة رضي الله عنها يومئذٍ: يا أماه ما تأمريني قالت: أرى أن تكون كخير ابني آدم أن تكف يدك فكف يده فقتله رجل من بني أسد بن خزيمة يقال له طلحة بن مدلج من بني منقذ بن طريف ويقال قتله شداد بن معاوية العبسي ويقال: بل قتله عصام بن مسعر البصري وعليه كثرة الحديث وهو الذي يقول في قتله:

وأشعث قوام بآيات ربه   قليل الأذى فيما يرى الناس مسلم
ولفت له بالرمح من تحت بزه   فخر صريعاً لليدين وللفم
شككت إليه بالسنان قميصه   فأدراته عن ظهر طرف مشوم
أقمت له في دفعة الخيل صلبه   بمثل قدام النشر حيوان كيزم
يذكرني حمّ لما طعنته   فهلا تلا حمّ قبل التقدم
على غيره ذنب غير أن ليس تابعاً   علياً ومن لا يتبع الحق يظلم

قال: فقال علي رضي الله عنه لما رآه صريعاً صرعه هذا المصرع برأسه.

٥٦١٠/ ١٢٠٨ ـ أخبرنا الشيخ أبو بكر بن إسحاق، أنا محمد بن غالب، ثنا سعيد بن سلميان الواسطي، ثنا إسحاق بن يحيى بن / طلحة، حدثني عمي عيسى بن ٣/٣٧٦ طلحة، عن عائشة أم المؤمنين قالت: قال أبو بكر الصديق رضي الله عنه: كنت أول من فاء إلى رسول الله ﷺ ومعه طلحة بن عبيد الله وإذا طلحة قد غلبه البرد ورسول الله ﷺ أمثل بللاً منه فقال لنا رسول الله ﷺ: عليكم بصاحبكم فتركناه وأقبلنا عليه وإذا مغفره قد علق بوجنتيه وبينه وبين المشرق رجل أنا أقرب إلى رسول الله ﷺ فإذا هو أبو عبيدة بن الجراح فذهبت لأنزع المغفر فقال أبو عبيدة: أنشدك الله يا أبا بكر ألا تركتني فتركته فجذبها فانتزغت ثنية أبي عبيدة قال: فذهبت لأنزع الحلقة الأخرى فقال لي أبو عبيدة مثل ذلك. فانتزع الحلقة الأخرى فانتزع ثنية أبي عبيدة الأخرى فقال رسول الله ﷺ أما أن صاحبكم قد استوجب أو أوجب طلحة.

٥٦٠٩ ـ انظر رقم (٥٦٠٨).

٥٦١٠ ـ قال في التلخيص: لا والله، وإسحاق قال أحمد: متروك. ✓

سیدنا ابو بکر اور عمر کی جنگ احد میں ثابت قدمی

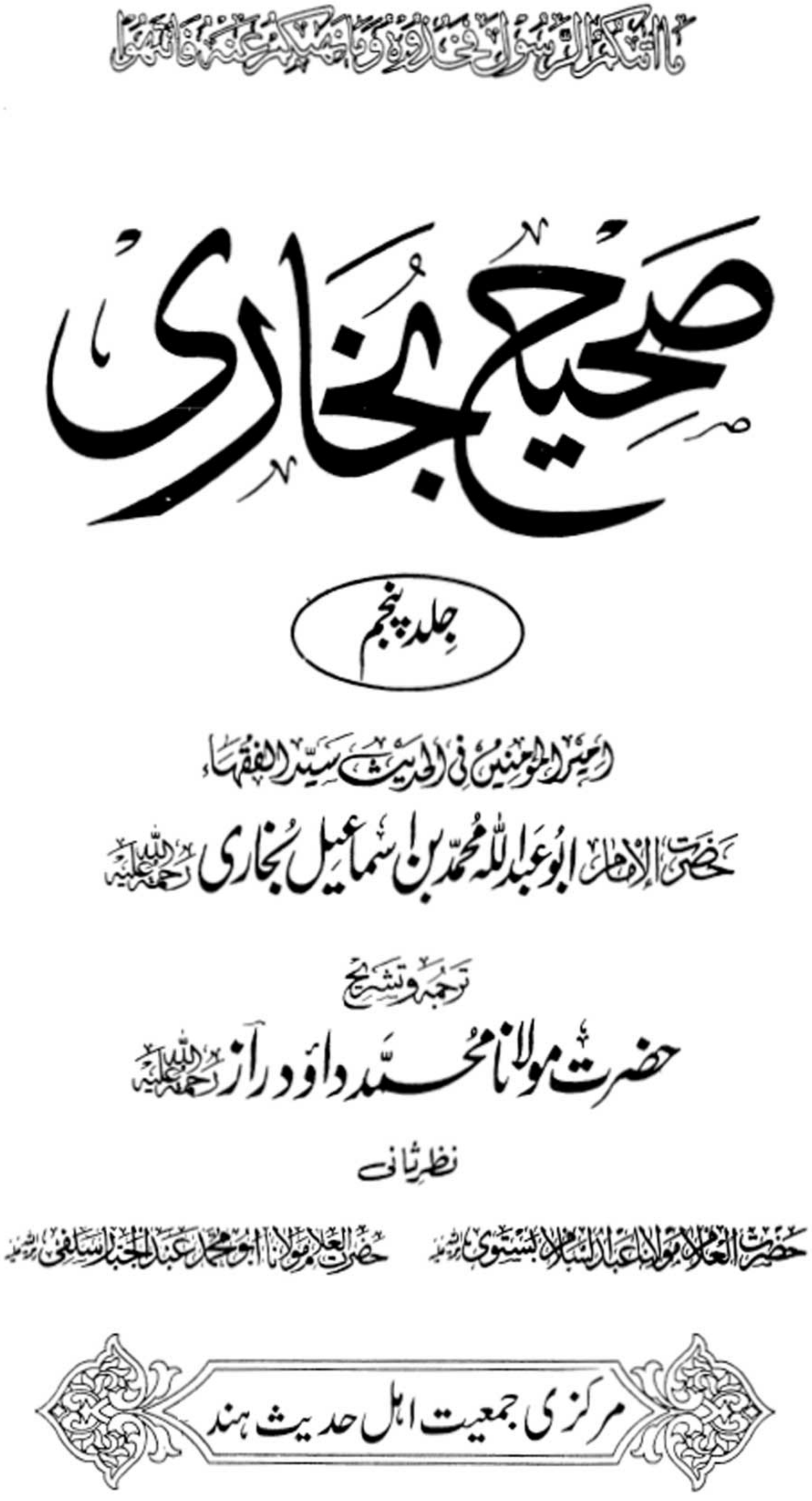

ما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا

صحیح بخاری

جلد پنجم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء
حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تشریح
حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلام مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت العلام مولانا ابو محمد عبدالجبار سلفی رحمۃ اللہ علیہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

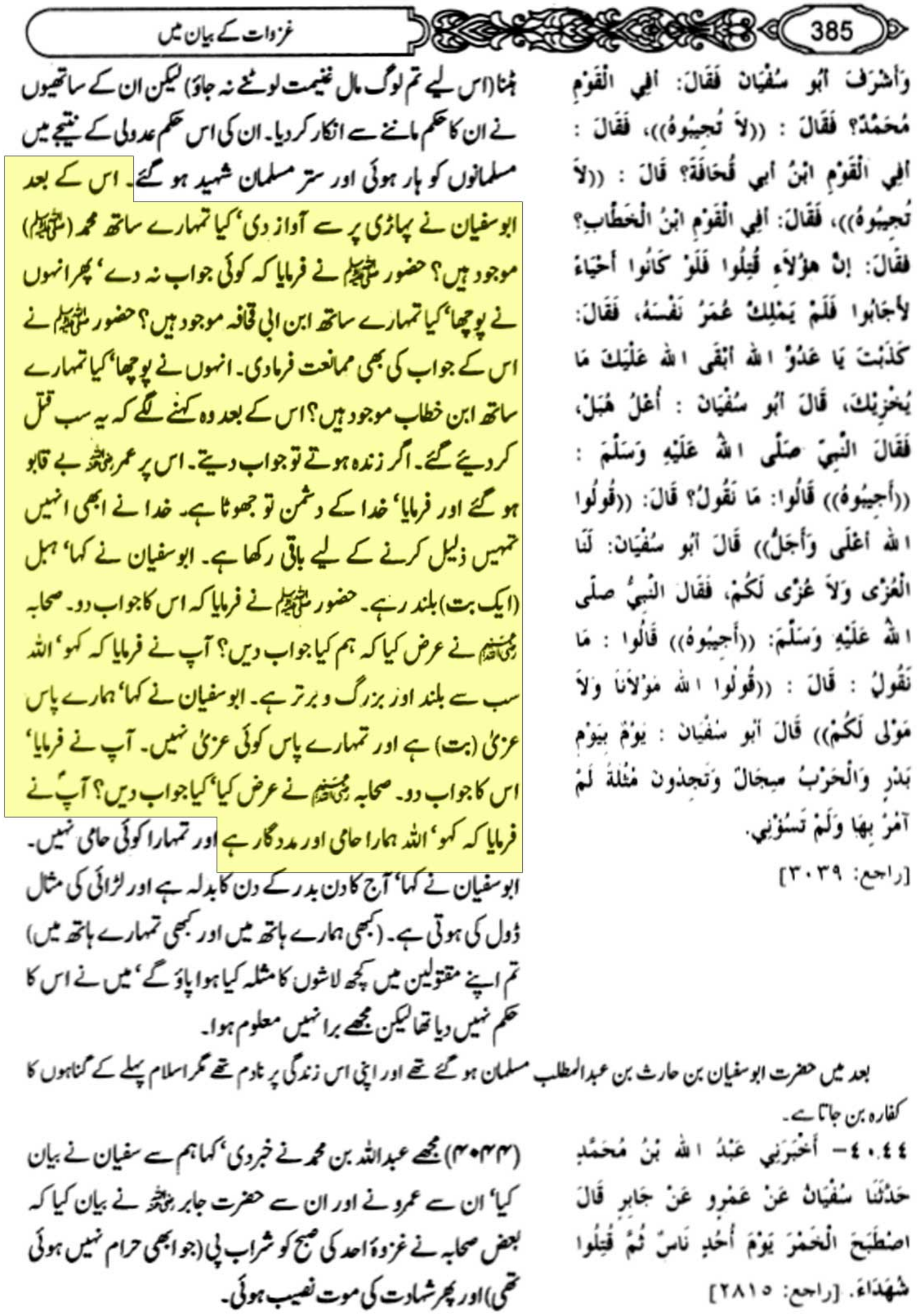

وَأَشْرَفَ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ؟ فَقَالَ: ((لاَ تُجِيبُوهُ))، فَقَالَ: أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ؟ قَالَ: ((لاَ تُجِيبُوهُ))، فَقَالَ: أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ؟ فَقَالَ: إِنَّ هَؤُلاَءِ قُتِلُوا فَلَوْ كَانُوا أَحْيَاءً لأَجَابُوا فَلَمْ يَمْلِكْ عُمَرُ نَفْسَهُ، فَقَالَ: كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللهِ أَبْقَى اللهُ عَلَيْكَ مَا يُخْزِيكَ، قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: أُعْلُ هُبَلُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَجِيبُوهُ)) قَالُوا: مَا نَقُولُ؟ قَالَ: ((قُولُوا اللهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ)) قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: لَنَا الْعُزَّى وَلاَ عُزَّى لَكُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَجِيبُوهُ)) قَالُوا: مَا نَقُولُ: قَالَ: ((قُولُوا اللهُ مَوْلاَنَا وَلاَ مَوْلَى لَكُمْ)) قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ وَتَجِدُونَ مُثْلَةً لَمْ آمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِي.
[راجع: ٣٠٣٩]

ہٹنا (اس لیے تم لوگ مال غنیمت لوٹنے نہ جاؤ) لیکن ان کے ساتھیوں نے ان کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ ان کی اس حکم عدولی کے نتیجے میں مسلمانوں کو ہار ہوئی اور ستر مسلمان شہید ہو گئے۔ اس کے بعد ابو سفیان نے پہاڑی پر سے آواز دی' کیا تمہارے ساتھ محمد (ﷺ) موجود ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی جواب نہ دے' پھر انہوں نے پوچھا' کیا تمہارے ساتھ ابن ابی قحافہ موجود ہیں؟ حضور ﷺ نے اس کے جواب کی بھی ممانعت فرما دی۔ انہوں نے پوچھا' کیا تمہارے ساتھ ابن خطاب موجود ہیں؟ اس کے بعد وہ کہنے لگے کہ یہ سب قتل کر دیئے گئے۔ اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ بے قابو ہو گئے اور فرمایا' خدا کے دشمن تو جھوٹا ہے۔ خدا نے ابھی انہیں تمہیں ذلیل کرنے کے لیے باقی رکھا ہے۔ ابو سفیان نے کہا' ہبل (ایک بت) بلند رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کا جواب دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا کہ کہو' اللہ سب سے بلند اور بزرگ و برتر ہے۔ ابو سفیان نے کہا' ہمارے پاس عزیٰ (بت) ہے اور تمہارے پاس کوئی عزیٰ نہیں۔ آپ نے فرمایا' اس کا جواب دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' کیا جواب دیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ کہو' اللہ ہمارا حامی اور مددگار ہے اور تمہارا کوئی حامی نہیں۔ ابو سفیان نے کہا' آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور لڑائی کی مثال ڈول کی ہوتی ہے۔ (کبھی ہمارے ہاتھ میں اور کبھی تمہارے ہاتھ میں) تم اپنے مقتولین میں کچھ لاشوں کا مثلہ کیا ہوا پاؤ گے' میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا لیکن مجھے برا نہیں معلوم ہوا۔

بعد میں حضرت ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب مسلمان ہو گئے تھے اور اپنی اس زندگی پر نادم تھے مگر اسلام پہلے کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

٤٠٤٤- أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ اصْطَبَحَ الْخَمْرَ يَوْمَ أُحُدٍ نَاسٌ ثُمَّ قُتِلُوا شُهَدَاءَ. [راجع: ٢٨١٥]

(۴۰۴۴) مجھے عبداللہ بن محمد نے خبر دی' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے عمرو نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعض صحابہ نے غزوۂ احد کی صبح کو شراب پی (جو ابھی حرام نہیں ہوئی تھی) اور پھر شہادت کی موت نصیب ہوئی۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تفسیر طبری کی ایک روایت کو کذب اور موضوع قرار دیا

پس تحقیق ان اسناد سے جریر (امام طبری) اور بغوی نے روایت کیا ہے اور اس میں عبدالغفار بن القاسم بن فھد ابو مریم کوفی ہے۔ اس کے متروک ہونے پر اجماع ہے۔ اس کو سماک بن حرب اور ابو داود نے جھوٹا کہا ہے۔ اور امام احمد نے کہا ہےیہ ثقہ نہیں ہے اور یہ عام طور پر باطل روایات بیان کرتا ہے۔ امام یحیی نے کہا ہے کہ یہ کوئی چیز نہیں۔ اور ابن المدینی نے کہا ہے کہ یہ حدیث گڑھا کرتا تھا اور امام نسائی اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے۔ ابن حبان البستی نے کہا ہے کہ عبدالغفار بن قاسم شراب پیتا تھا یہاں تک کہ نشہ میں دھت ہو جاتا۔ اور یہ اس کی روایات کا حال ہے اس سے حجت پکڑنا جائز نہیں اور احمد اور یحیی نے اسے ترک کر دیا۔

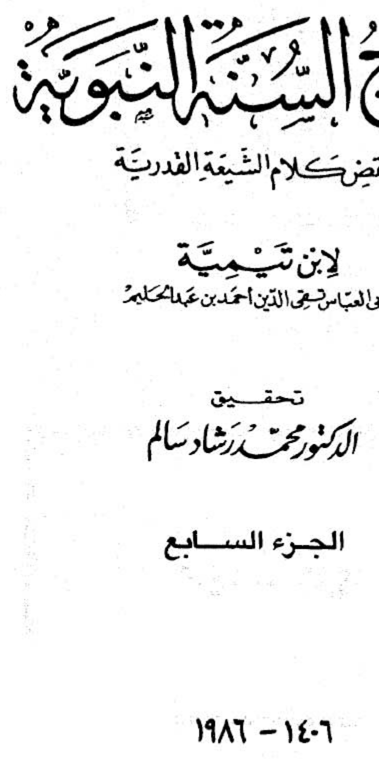

مِنهاجُ السُّنَّةِ النَّبَوِيَّة

فى نقضِ كلامِ الشيعةِ القدريّة

لابن تَيْمِيَّة

أبى العبّاس تقى الدّين أحمد بن عبد الحليم

تحقيق

الدكتور محمّد رشاد سالم

الجزء السابع

١٤٠٦ - ١٩٨٦

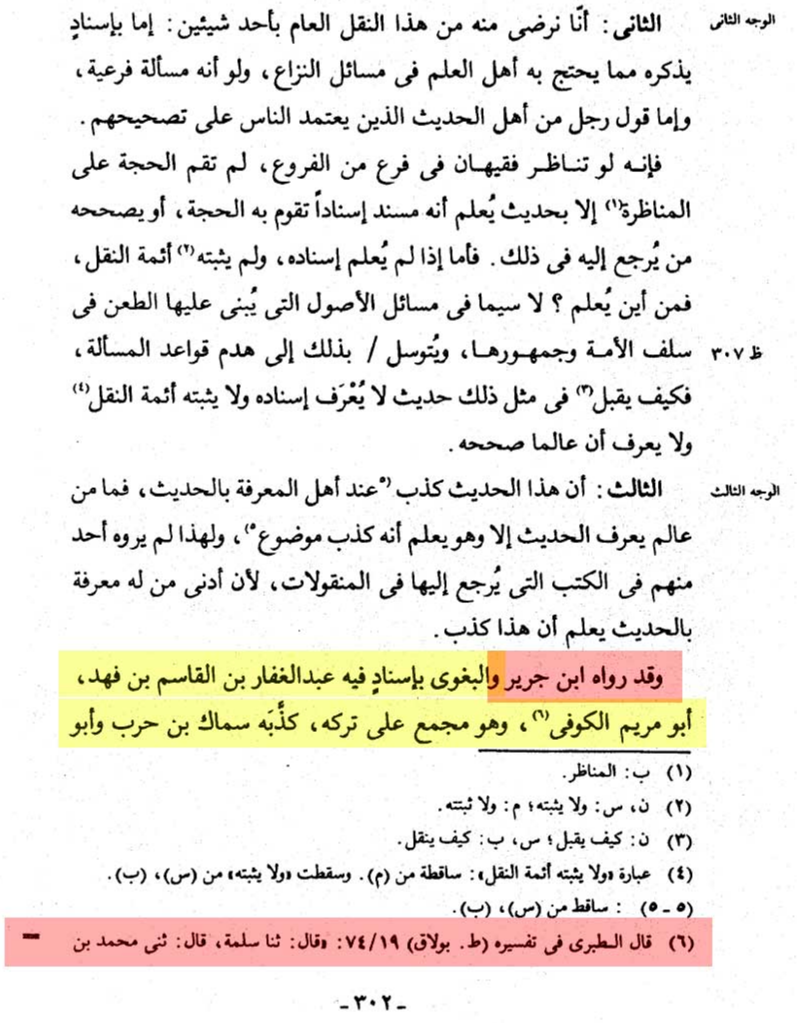

الوجه الثانى **الثانى**: أنّا نرضى منه من هذا النقل العام بأحد شيئين: إما بإسنادٍ يذكره مما يحتج به أهل العلم فى مسائل النزاع، ولو أنه مسألة فرعية، وإما قول رجل من أهل الحديث الذين يعتمد الناس على تصحيحهم.

فإنه لو تناظر فقيهان فى فرع من الفروع، لم تقم الحجة على المناظرة(١) إلا بحديث يُعلم أنه مسند إسناداً تقوم به الحجة، أو يصححه من يُرجع إليه فى ذلك. فأما إذا لم يُعلم إسناده، ولم يثبته(٢) أئمة النقل، فمن أين يُعلم؟ لا سيما فى مسائل الأصول التى يُبنى عليها الطعن فى ظ ٣٠٧ سلف الأمة وجمهورها، ويُتوسل / بذلك إلى هدم قواعد المسألة، فكيف يقبل(٣) فى مثل ذلك حديث لا يُعْرَف إسناده ولا يثبته أئمة النقل(٤) ولا يعرف أن عالما صححه.

الوجه الثالث **الثالث**: أن هذا الحديث كذب (٥عند أهل المعرفة بالحديث، فما من عالم يعرف الحديث إلا وهو يعلم أنه كذب موضوع٥)، ولهذا لم يروه أحد منهم فى الكتب التى يُرجع إليها فى المنقولات، لأن أدنى من له معرفة بالحديث يعلم أن هذا كذب.

وقد رواه ابن جرير والبغوى بإسنادٍ فيه عبدالغفار بن القاسم بن فهد، أبو مريم الكوفى(٦)، وهو مجمع على تركه، كذّبه سماك بن حرب وأبو

---

(١) ب: المناظر.

(٢) ن، س: ولا يثبته؛ م: ولا ثبتته.

(٣) ن: كيف يقبل؛ س، ب: كيف ينقل.

(٤) عبارة «ولا يثبته أئمة النقل»: ساقطة من (م). وسقطت «ولا يثبته» من (س)، (ب).

(٥ - ٥): ساقط من (س)، (ب).

(٦) قال الطبرى فى تفسيره (ط. بولاق) ١٩/٧٤: «وقال: ثنا سلمة، قال: ثنى محمد بن ـ

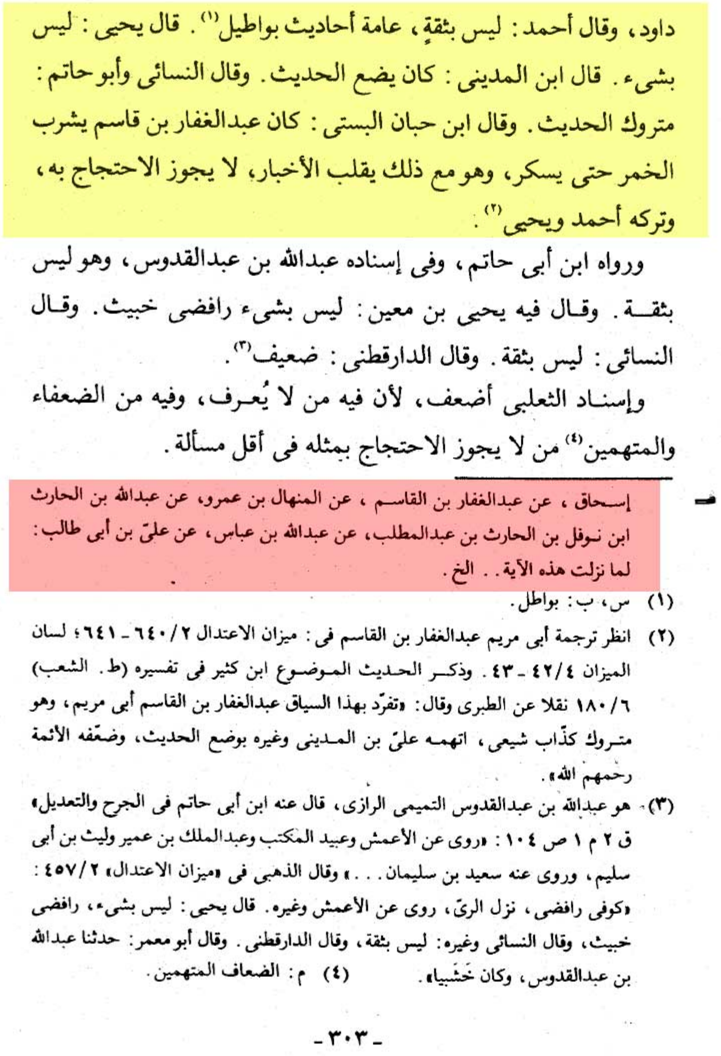

داود، وقال أحمد: ليس بثقةٍ، عامة أحاديث بواطيل(١). قال يحيى: ليس بشىء. قال ابن المدينى: كان يضع الحديث. وقال النسائى وأبو حاتم: متروك الحديث. وقال ابن حبان البستى: كان عبدالغفار بن قاسم يشرب الخمر حتى يسكر، وهو مع ذلك يقلب الأخبار، لا يجوز الاحتجاج به، وتركه أحمد ويحيى(٢).

ورواه ابن أبى حاتم، وفى إسناده عبدالله بن عبدالقدوس، وهو ليس بثقة. وقال فيه يحيى بن معين: ليس بشىء رافضى خبيث. وقال النسائى: ليس بثقة. وقال الدارقطنى: ضعيف(٣).

وإسناد الثعلبى أضعف، لأن فيه من لا يُعرف، وفيه من الضعفاء والمتهمين(٤) من لا يجوز الاحتجاج بمثله فى أقل مسألة.

ـ إسحاق، عن عبدالغفار بن القاسم، عن المنهال بن عمرو، عن عبدالله بن الحارث ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب، عن عبدالله بن عباس، عن علىّ بن أبى طالب: لما نزلت هذه الآية.. الخ.

(١) س، ب: بواطل.

(٢) انظر ترجمة أبى مريم عبدالغفار بن القاسم فى: ميزان الاعتدال ٢/٦٤٠ - ٦٤١؛ لسان الميزان ٤/٤٢ - ٤٣. وذكر الحديث الموضوع ابن كثير فى تفسيره (ط. الشعب) ٦/١٨٠ نقلا عن الطبرى وقال: «تفرّد بهذا السياق عبدالغفار بن القاسم أبى مريم، وهو متروك كذّاب شيعى، اتهمه علىّ بن المدينى وغيره بوضع الحديث، وضعّفه الأئمة رحمهم الله».

(٣) هو عبدالله بن عبدالقدوس التميمى الرازى، قال عنه ابن أبى حاتم فى الجرح والتعديل ق ٢ م ١ ص ١٠٤: «روى عن الأعمش وعبيد المكتب وعبدالملك بن عمير وليث بن أبى سليم، وروى عنه سعيد بن سليمان...» وقال الذهبى فى «ميزان الاعتدال» ٢/٤٥٧: «كوفى رافضى، نزل الرىّ، روى عن الأعمش وغيره. قال يحيى: ليس بشىء، رافضى خبيث، وقال النسائى وغيره: ليس بثقة، وقال الدارقطنى. وقال أبو معمر: حدثنا عبدالله بن عبدالقدوس، وكان خَشَبيا».

(٤) م: الضعاف المتهمين.

محمد بن یزید الرفاعی ابو ھشام ضعیف الحدیث ہے

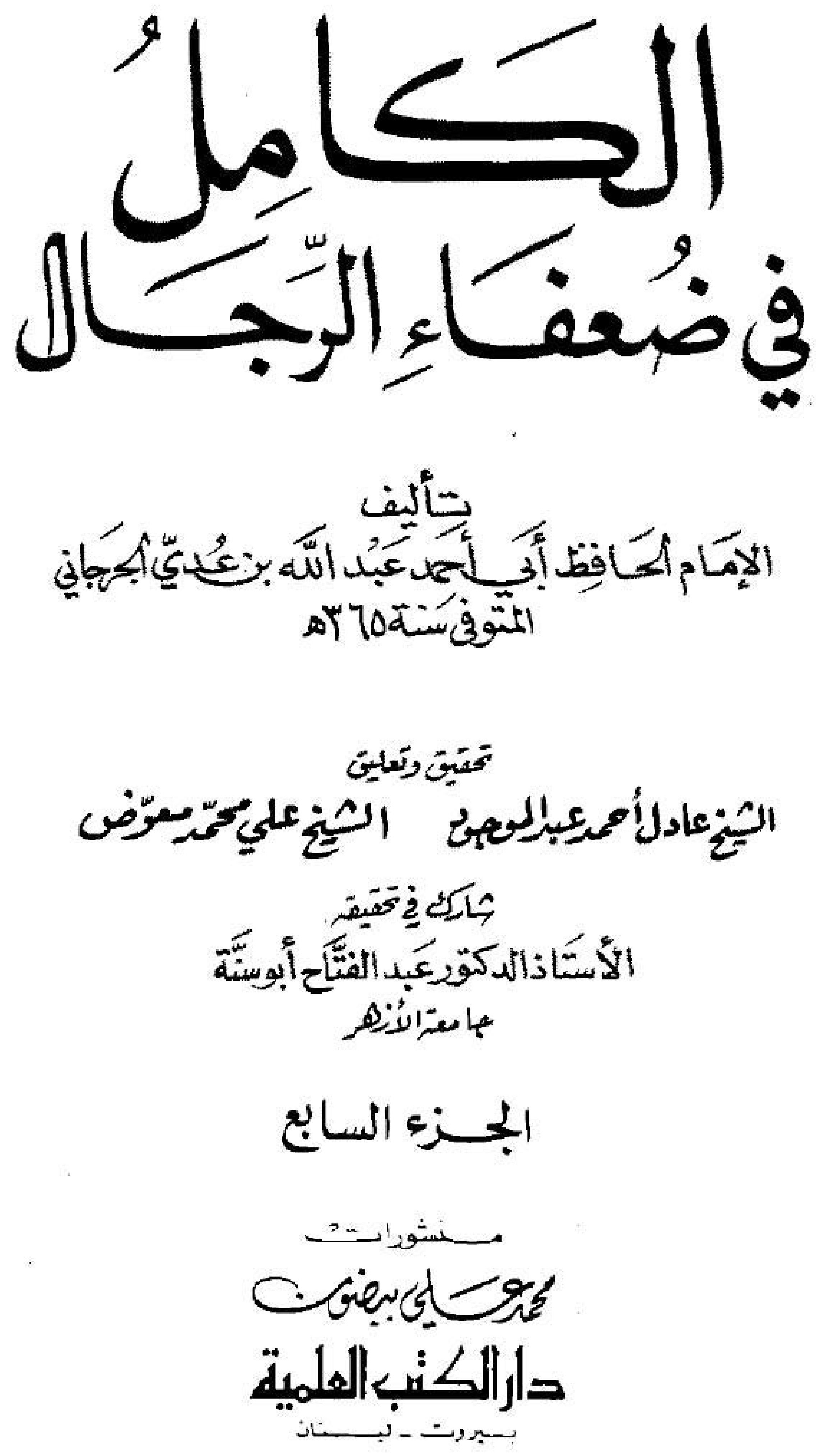

الكامل
في ضعفاء الرجال

تأليف
الإمام الحافظ أبي أحمد عبد الله بن عديّ الجرجاني
المتوفى سنة ٣٦٥هـ

تحقيق وتعليق
الشيخ عادل أحمد عبد الموجود   الشيخ علي محمد معوّض

شارك في تحقيقه
الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنّة
جامعة الأزهر

الجزء السابع

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

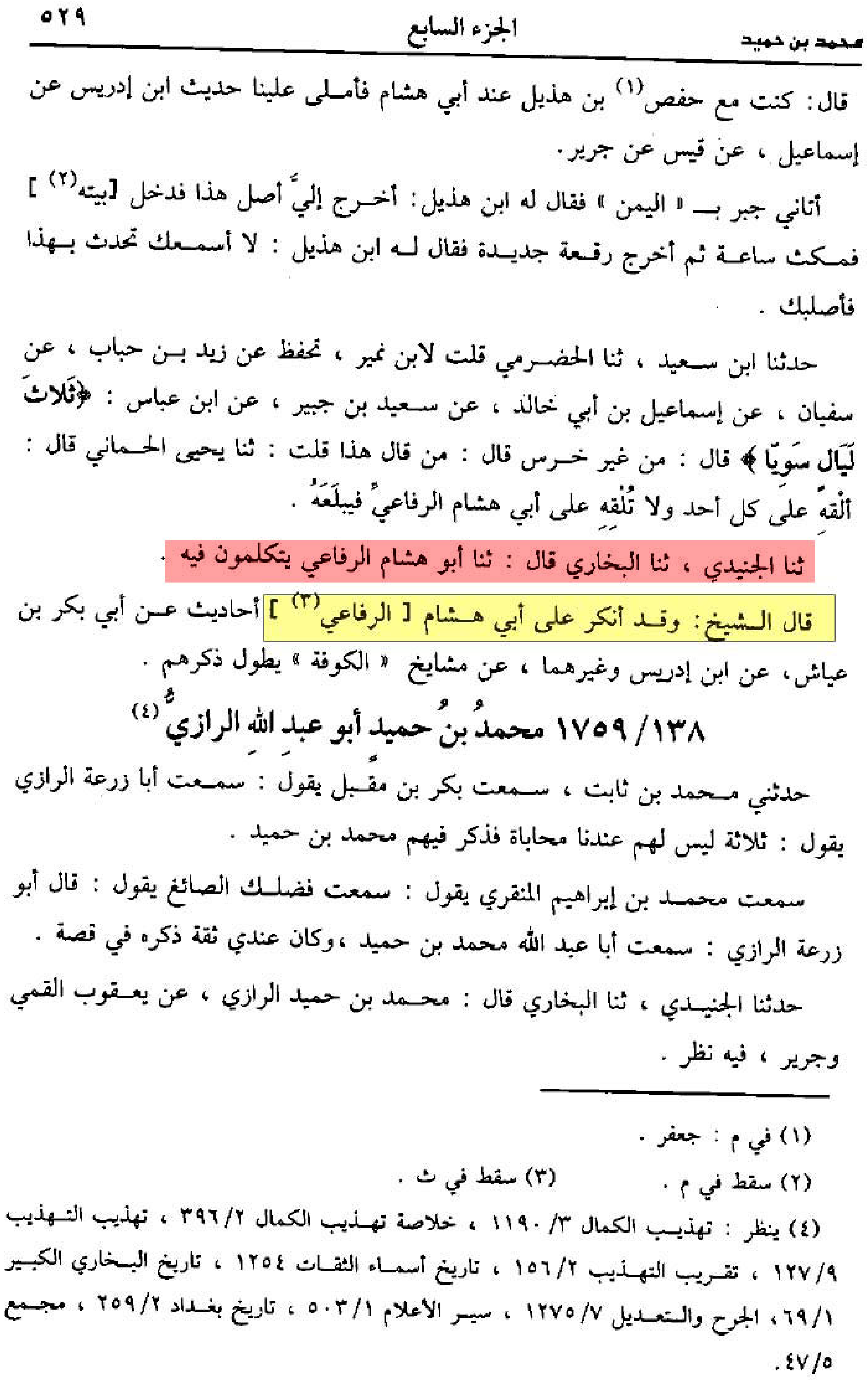

قال: كنت مع حفص(١) بن هذيل عند أبي هشام فأملى علينا حديث ابن إدريس عن إسماعيل، عن قيس عن جرير.

أتاني جبر بـ « اليمن » فقال له ابن هذيل: أخرج إليَّ أصل هذا فدخل [بيته(٢)] فمكث ساعة ثم أخرج رقعة جديدة فقال له ابن هذيل: لا أسمعك تحدث بهذا فأصلبك.

حدثنا ابن سعيد، ثنا الحضرمي قلت لابن نمير، تحفظ عن زيد بن حباب، عن سفيان، عن إسماعيل بن أبي خالد، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس: ﴿ثَلاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا﴾ قال: من غير خرس قال: من قال هذا قلت: ثنا يحيى الحماني قال: أَلْقِهِ على كل أحد ولا تُلْقِهِ على أبي هشام الرفاعيِّ فيبلَعَهُ.

ثنا الجنيدي، ثنا البخاري قال: ثنا أبو هشام الرفاعي يتكلمون فيه.

قال الشيخ: وقد أنكر على أبي هشام [الرفاعي(٣)] أحاديث عن أبي بكر بن عياش، عن ابن إدريس وغيرهما، عن مشايخ « الكوفة » يطول ذكرهم.

١٣٨ / ١٧٥٩ محمدُ بنُ حُميد أبو عبدِ الله الرازي(٤)

حدثني محمد بن ثابت، سمعت بكر بن مقبل يقول: سمعت أبا زرعة الرازي يقول: ثلاثة ليس لهم عندنا محاباة فذكر فيهم محمد بن حميد.

سمعت محمد بن إبراهيم المنقري يقول: سمعت فضلك الصائغ يقول: قال أبو زرعة الرازي: سمعت أبا عبد الله محمد بن حميد، وكان عندي ثقة ذكره في قصة.

حدثنا الجنيدي، ثنا البخاري قال: محمد بن حميد الرازي، عن يعقوب القمي وجرير، فيه نظر.

---

(١) في م: جعفر.

(٢) سقط في م.   (٣) سقط في ث.

(٤) ينظر: تهذيب الكمال ٣/ ١١٩٠، خلاصة تهذيب الكمال ٢/ ٣٩٦، تهذيب التهذيب ٩/ ١٢٧، تقريب التهذيب ٢/ ١٥٦، تاريخ أسماء الثقات ١٢٥٤، تاريخ البخاري الكبير ١/ ٦٩، الجرح والتعديل ٧/ ١٢٧٥، سير الأعلام ١/ ٥٠٣، تاريخ بغداد ٢/ ٢٥٩، مجمع ٥/ ٤٧.

ابو هشام محمد بن یزید الرفاعی ضعیف الحدیث ہے

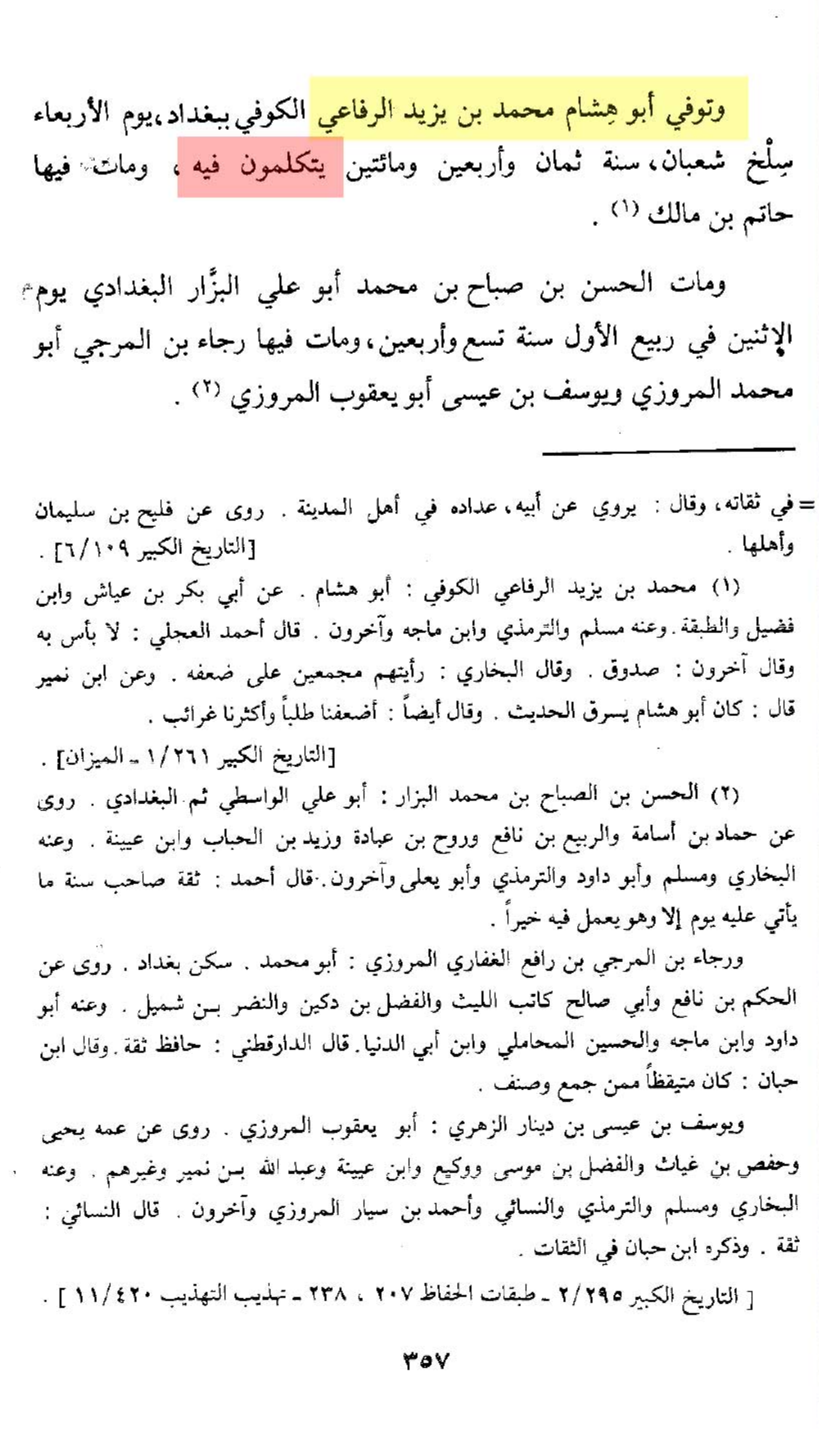

وتوفي أبو هِشام محمد بن يزيد الرفاعي الكوفي ببغداد، يوم الأربعاء سِلْخ شعبان، سنة ثمان وأربعين ومائتين يتكلمون فيه، ومات فيها حاتم بن مالك (١) .

ومات الحسن بن صباح بن محمد أبو علي البزَّار البغدادي يوم الإثنين في ربيع الأول سنة تسع وأربعين، ومات فيها رجاء بن المرجي أبو محمد المروزي ويوسف بن عيسى أبو يعقوب المروزي (٢) .

= في ثقاته، وقال : يروي عن أبيه، عداده في أهل المدينة . روى عن فليح بن سليمان وأهلها . [التاريخ الكبير ٦/١٠٩] .

(١) محمد بن يزيد الرفاعي الكوفي : أبو هشام . عن أبي بكر بن عياش وابن فضيل والطبقة . وعنه مسلم والترمذي وابن ماجه وآخرون . قال أحمد العجلي : لا بأس به وقال آخرون : صدوق . وقال البخاري : رأيتهم مجمعين على ضعفه . وعن ابن نمير قال : كان أبو هشام يسرق الحديث . وقال أيضاً : أضعفنا طلباً وأكثرنا غرائب .

[التاريخ الكبير ١/٢٦١ ـ الميزان] .

(٢) الحسن بن الصباح بن محمد البزار : أبو علي الواسطي ثم البغدادي . روى عن حماد بن أسامة والربيع بن نافع وروح بن عبادة وزيد بن الحباب وابن عيينة . وعنه البخاري ومسلم وأبو داود والترمذي وأبو يعلى وآخرون . قال أحمد : ثقة صاحب سنة ما يأتي عليه يوم إلا وهو يعمل فيه خيراً .

ورجاء بن المرجي بن رافع الغفاري المروزي : أبو محمد . سكن بغداد . روى عن الحكم بن نافع وأبي صالح كاتب الليث والفضل بن دكين والنضر بن شميل . وعنه أبو داود وابن ماجه والحسين المحاملي وابن أبي الدنيا . قال الدارقطني : حافظ ثقة . وقال ابن حبان : كان متيقظاً ممن جمع وصنف .

ويوسف بن عيسى بن دينار الزهري : أبو يعقوب المروزي . روى عن عمه يحيى وحفص بن غياث والفضل بن موسى ووكيع وابن عيينة وعبد الله بن نمير وغيرهم . وعنه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي وأحمد بن سيار المروزي وآخرون . قال النسائي : ثقة . وذكره ابن حبان في الثقات .

[التاريخ الكبير ٢/٢٩٥ ـ طبقات الحفاظ ٢٠٧ ، ٢٣٨ ـ تهذيب التهذيب ١١/٤٢٠] .

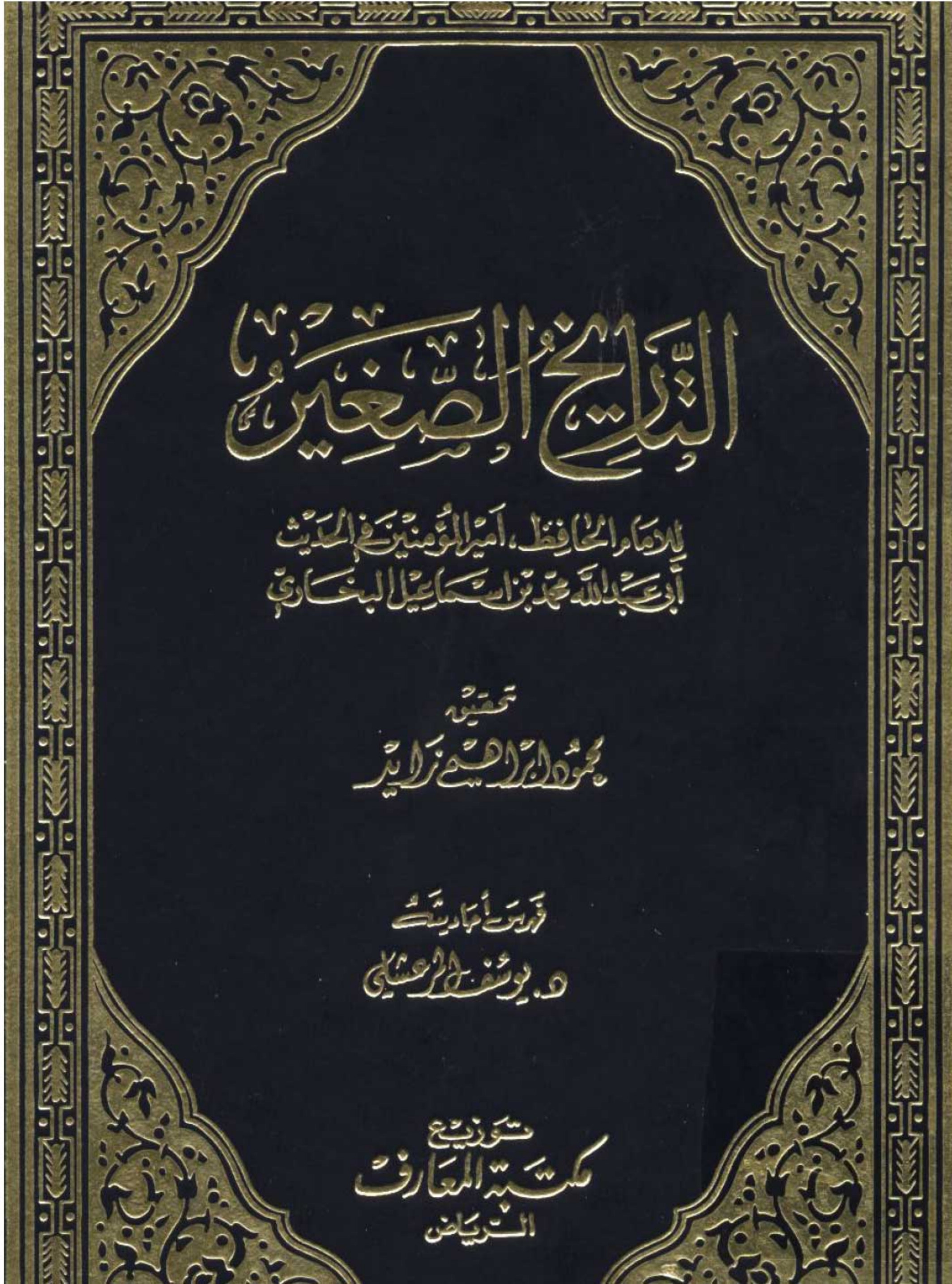

التاريخ الصغير

للإمام الحافظ، أمير المؤمنين في الحديث
أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري

تحقيق
محمود إبراهيم زايد

فهرس أحاديثه
د. يوسف المرعشلي

توزيع
مكتبة المعارف
الرياض

ابو ھشام محمد بن یزید الرفاعی ضعیف الحدیث ہے

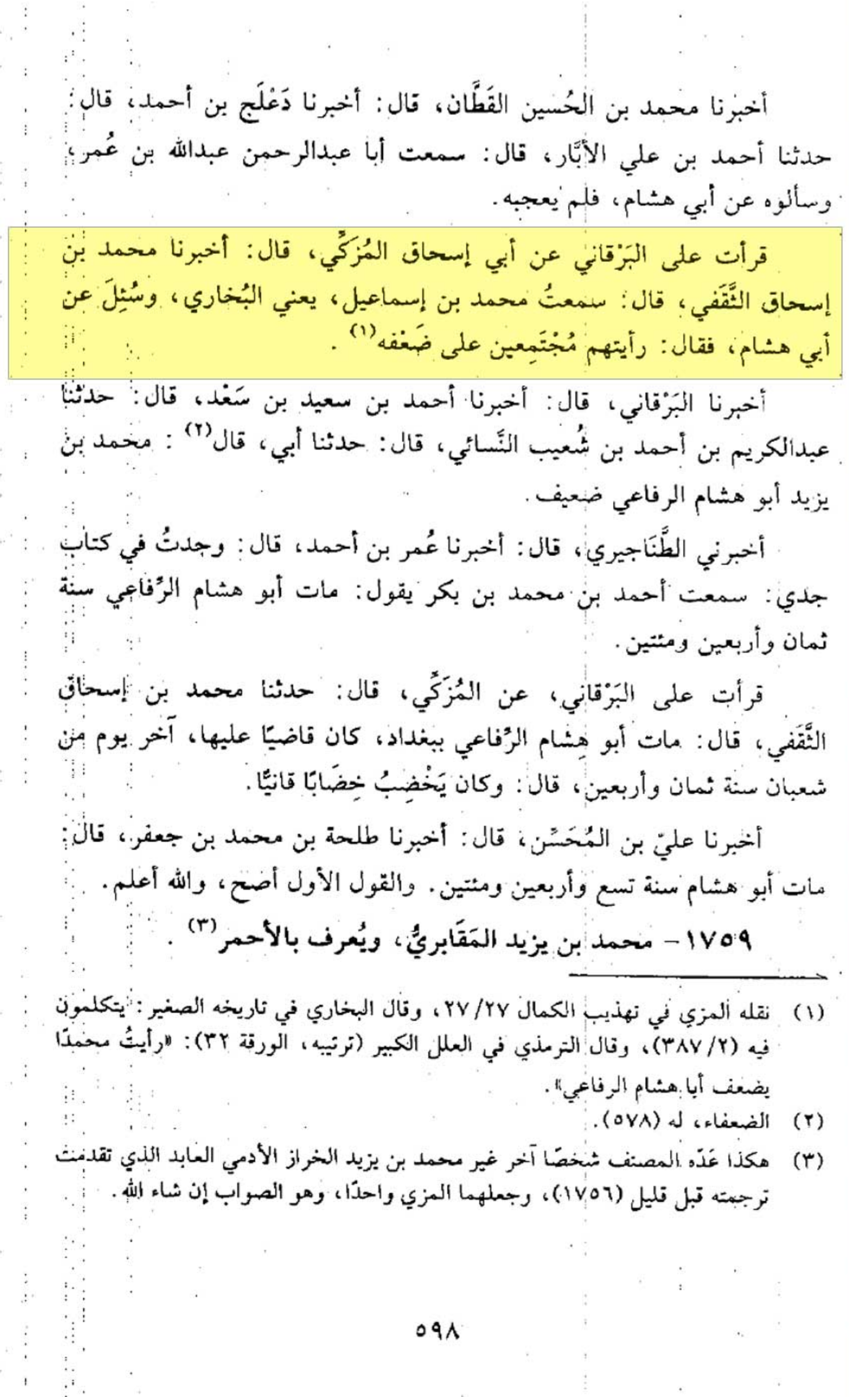

أخبرنا محمد بن الحُسين القَطَّان، قال: أخبرنا دَعْلَج بن أحمد، قال: حدثنا أحمد بن علي الأبَّار، قال: سمعت أبا عبدالرحمن عبدالله بن عُمر، وسألوه عن أبي هشام، فلم يعجبه.

قرأت على البَرْقاني عن أبي إسحاق المُزَكِّي، قال: أخبرنا محمد بن إسحاق الثَّقَفي، قال: سمعتُ محمد بن إسماعيل، يعني البُخاري، وسُئِلَ عن أبي هشام، فقال: رأيتهم مُجْتَمِعين على ضَعْفه(١).

أخبرنا البَرْقاني، قال: أخبرنا أحمد بن سعيد بن سَعْد، قال: حدثنا عبدالكريم بن أحمد بن شُعيب النَّسائي، قال: حدثنا أبي، قال(٢): محمد بن يزيد أبو هشام الرفاعي ضعيف.

أخبرني الطَّنَاجيري، قال: أخبرنا عُمر بن أحمد، قال: وجدتُ في كتاب جدي: سمعت أحمد بن محمد بن بكر يقول: مات أبو هشام الرِّفاعي سنة ثمان وأربعين ومئتين.

قرأت على البَرْقاني، عن المُزَكِّي، قال: حدثنا محمد بن إسحاق الثَّقَفي، قال: مات أبو هِشام الرِّفاعي ببغداد، كان قاضيًا عليها، آخر يوم من شعبان سنة ثمان وأربعين، قال: وكان يَخْضِبُ خِضَابًا قانيًا.

أخبرنا عليّ بن المُحَسِّن، قال: أخبرنا طلحة بن محمد بن جعفر، قال: مات أبو هشام سنة تسع وأربعين ومئتين. والقول الأول أصح، والله أعلم.

١٧٥٩ – محمد بن يزيد المَقَابريُّ، ويُعرف بالأحمر(٣).

---

(١) نقله المزي في تهذيب الكمال ٢٧/٢٧، وقال البخاري في تاريخه الصغير: يتكلمون فيه (٢/٣٨٧)، وقال الترمذي في العلل الكبير (ترتيبه، الورقة ٣٢): «رأيتُ محمدًا يضعف أبا هشام الرفاعي».

(٢) الضعفاء، له (٥٧٨).

(٣) هكذا عَدّه المصنف شخصًا آخر غير محمد بن يزيد الخراز الأدمي العابد الذي تقدمت ترجمته قبل قليل (١٧٥٦)، وجعلهما المزي واحدًا، وهو الصواب إن شاء الله.

٥٩٨

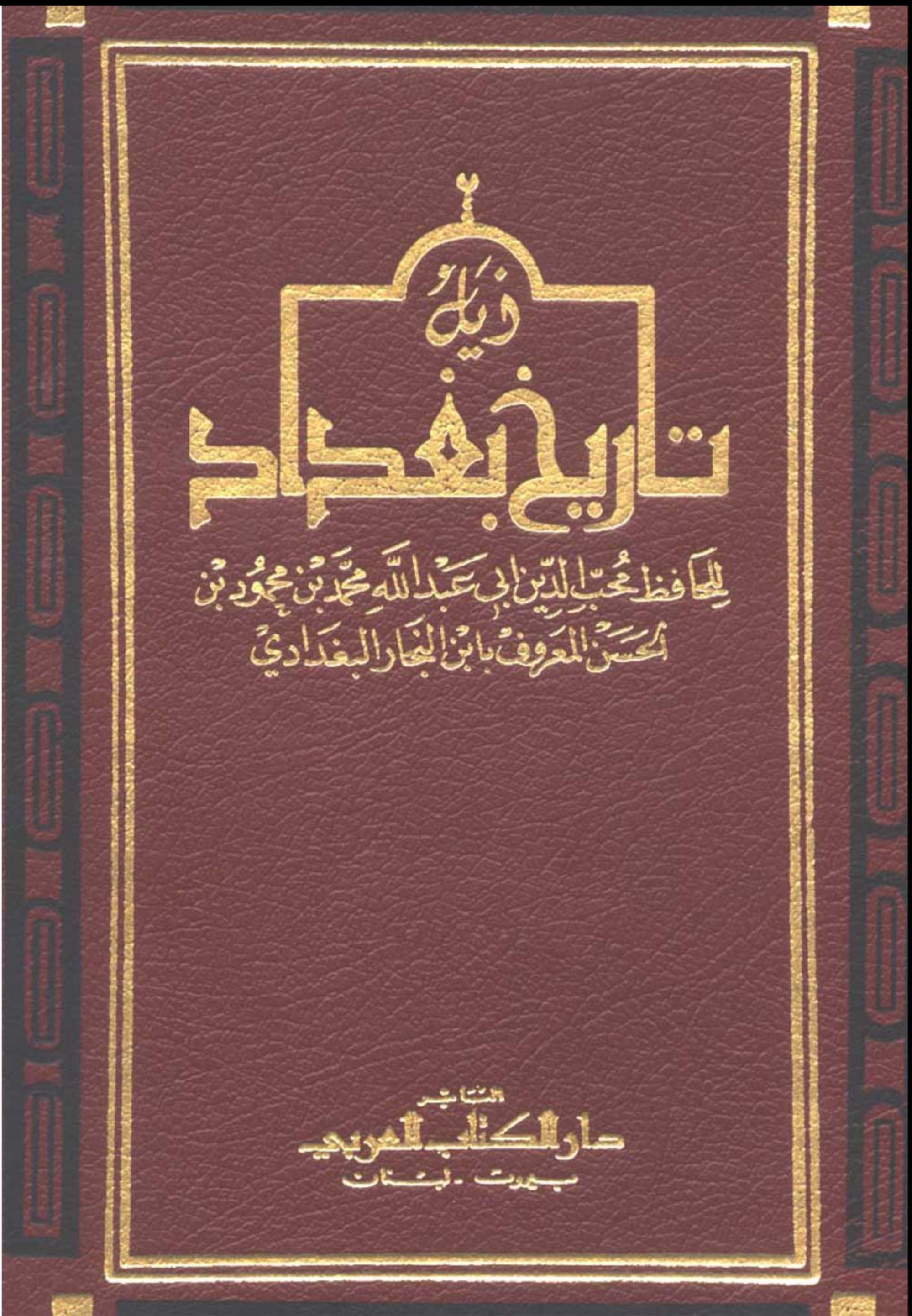

ذيل
تاريخ بغداد
للحافظ محب الدين أبي عبد الله محمد بن محمود بن
الحسن المعروف بابن النجار البغدادي

الناشر
دار الكتاب العربي
بيروت - لبنان

ابو هشام محمد بن يزيد الرفاعی ضعیف الحدیث ہے

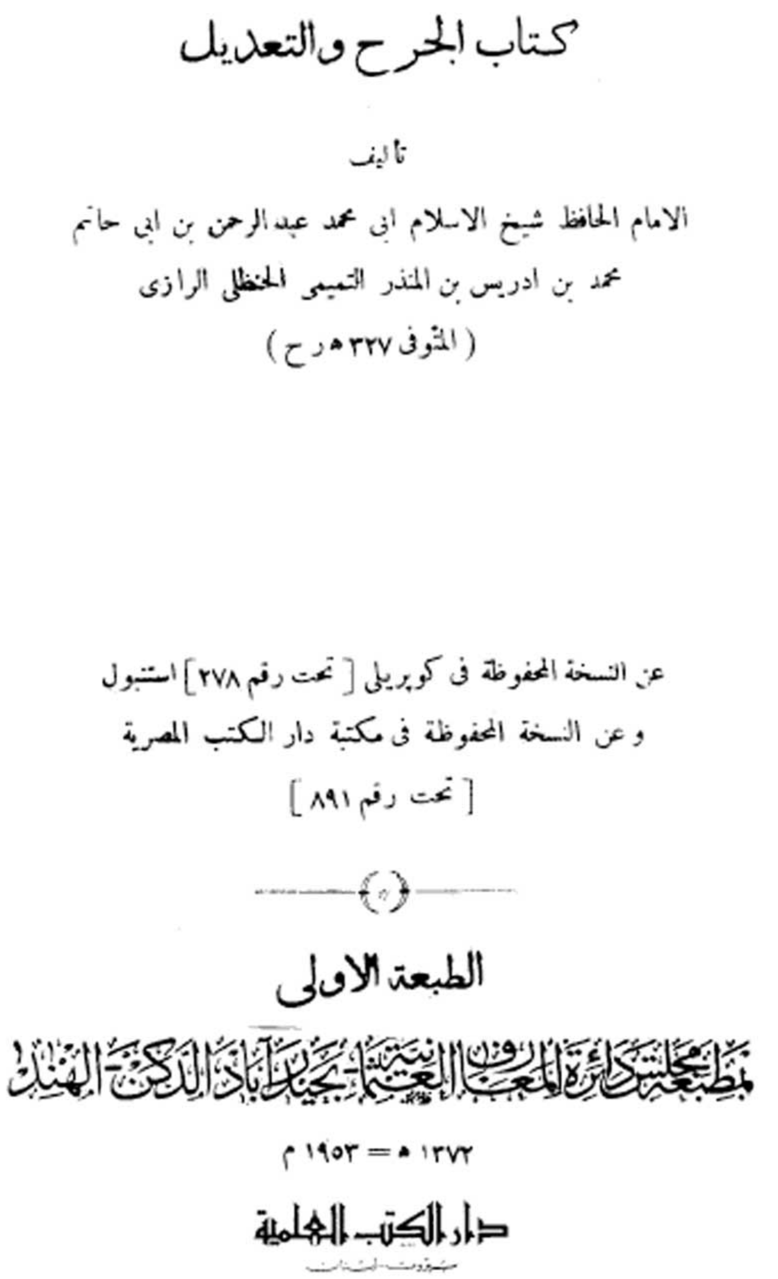

كتاب الجرح والتعديل

تاليف

الامام الحافظ شيخ الاسلام ابى محمد عبدالرحمن بن ابى حاتم
محمد بن ادريس بن المنذر التميمى الحنظلى الرازى
(المتوفى ٣٢٧ هـ رح)

عن النسخة المحفوظة فى كوبريلى [تحت رقم ٢٧٨] استنبول
وعن النسخة المحفوظة فى مكتبة دار الكتب المصرية
[تحت رقم ٨٩١]

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية بحيدرآباد الدكن - الهند

١٣٧٢ هـ = ١٩٥٣ م

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

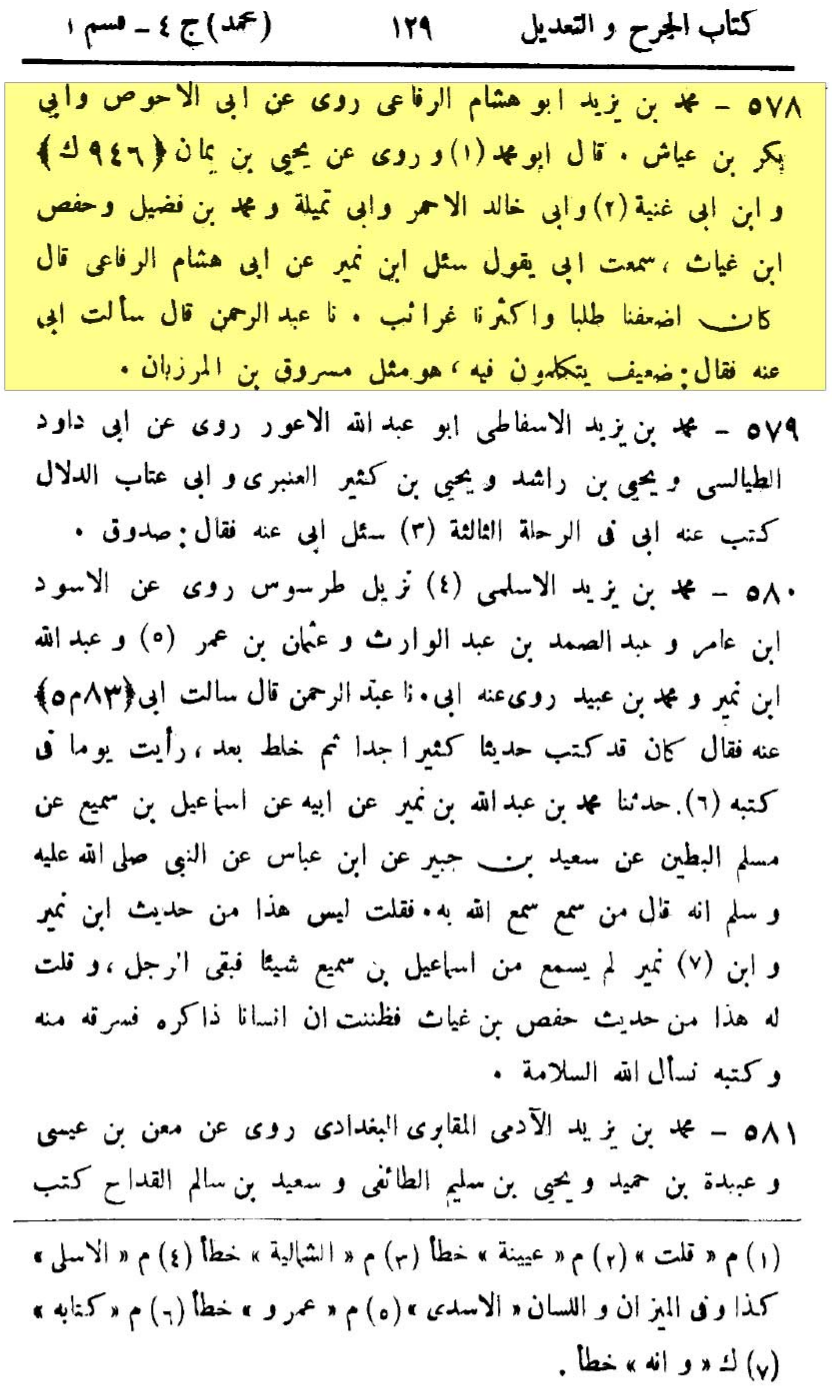

كتاب الجرح و التعديل ١٢٩ (محمد) ج ٤ - قسم ١

٥٧٨ - محمد بن يزيد ابو هشام الرفاعى روى عن ابى الاحوص وابى بكر بن عياش . قال ابو محمد (١) و روى عن يحيى بن يمان {٩٤٦ ك} و ابن ابى غنية (٢) وابى خالد الاحمر وابى تميلة و محمد بن فضيل وحفص ابن غياث ، سمعت ابى يقول سئل ابن نمير عن ابى هشام الرفاعى قال كان اضعفنا طلبا واكثرنا غرائب . نا عبد الرحمن قال سألت ابى عنه فقال: ضعيف يتكلمون فيه ، هومثل مسروق بن المرزبان .

٥٧٩ - محمد بن يزيد الاسفاطى ابو عبد الله الاعور روى عن ابى داود الطيالسى و يحيى بن راشد و يحيى بن كثير العنبرى و ابى عتاب الدلال كتب عنه ابى فى الرحلة الثالثة (٣) سئل ابى عنه فقال: صدوق .

٥٨٠ - محمد بن يزيد الاسلمى (٤) نزيل طرسوس روى عن الاسود ابن عامر و عبد الصمد بن عبد الوارث و عثمان بن عمر (٥) و عبد الله ابن نمير و محمد بن عبيد روى عنه ابى . نا عبد الرحمن قال سالت ابى {٨٣م٥} عنه فقال كان قد كتب حديثا كثيرا جدا ثم خلط بعد ، رأيت يوما فى كتبه (٦). حدثنا محمد بن عبد الله بن نمير عن ابيه عن اسماعيل بن سميع عن مسلم البطين عن سعيد بن جبير عن ابن عباس عن النبى صلى الله عليه و سلم انه قال من سمع سمع الله به . فقلت ليس هذا من حديث ابن نمير و ابن (٧) نمير لم يسمع من اسماعيل بن سميع شيئا فبقى الرجل ، و قلت له هذا من حديث حفص بن غياث فظننت ان انسانا ذاكره فسرقه منه و كتبه نسأل الله السلامة .

٥٨١ - محمد بن يزيد الآدمى المقابرى البغدادى روى عن معن بن عيسى و عبدة بن حميد و يحيى بن سليم الطائفى و سعيد بن سالم القداح كتب

---

(١) م « قلت » (٢) م « عيينة » خطأ (٣) م « الشمالية » خطأ (٤) م « الاسلى » كذا و فى الميزان و اللسان « الاسدى » (٥) م « عمرو » خطأ (٦) م « كتابه » (٧) ك « و انه » خطأ .

ابو ھشام محمد بن یزید الرفاعی ضعیف الحدیث ہے

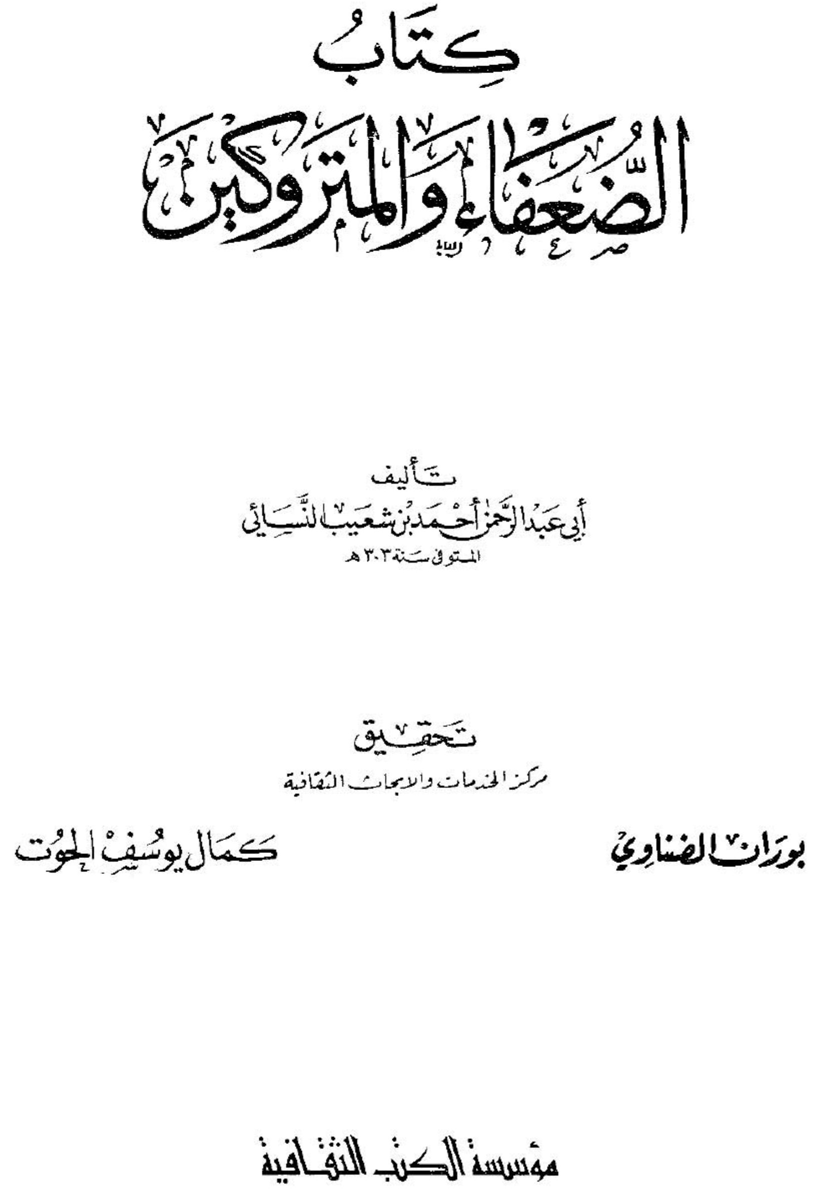

كتاب

الضعفاء والمتروكين

تأليف

أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي

المتوفى سنة ٣٠٣ هـ

تحقيق

مركز الخدمات والأبحاث الثقافية

بوران الضناوي

كمال يوسف الحوت

مؤسسة الكتب الثقافية

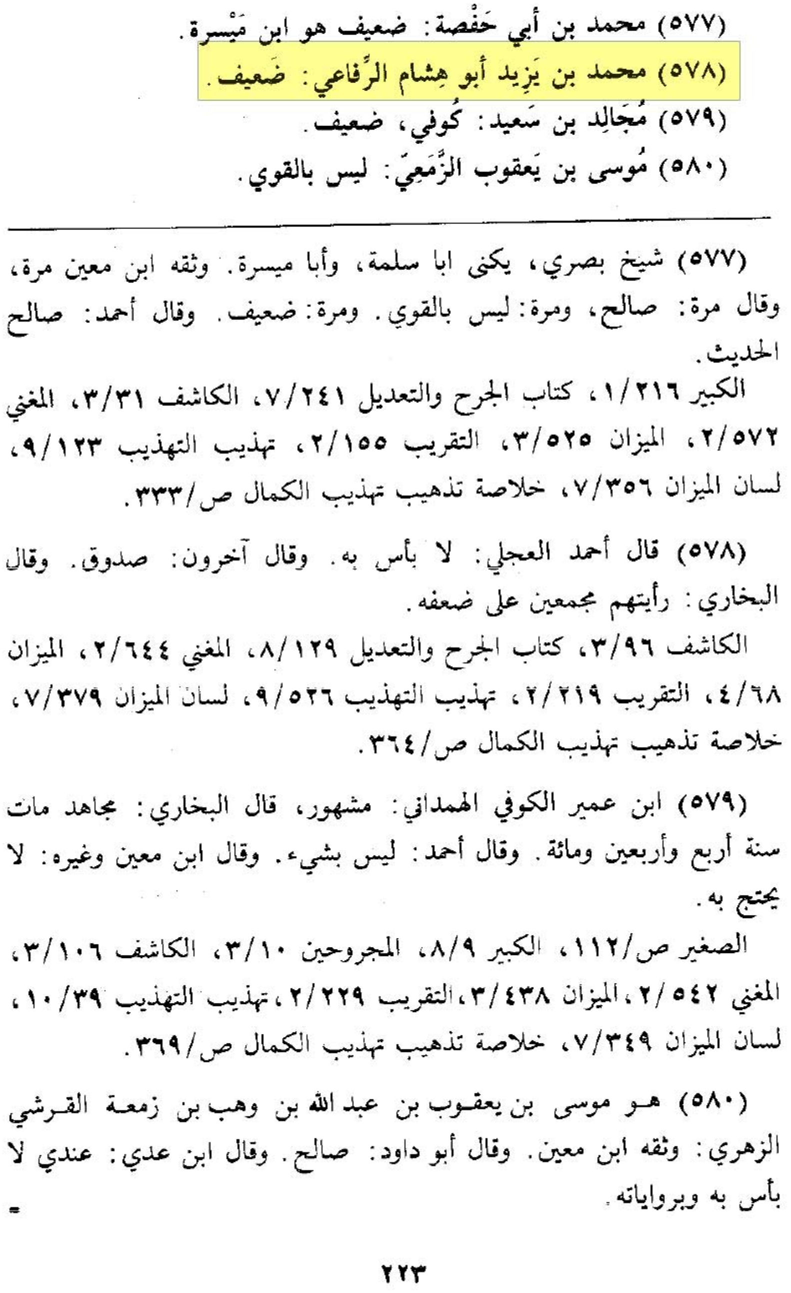

(٥٧٧) محمد بن أبي حَفْصة: ضعيف هو ابن مَيْسرة.

(٥٧٨) محمد بن يَزِيد أبو هِشام الرِّفاعي: ضَعيف.

(٥٧٩) مُجَالِد بن سَعيد: كُوفي، ضعيف.

(٥٨٠) مُوسى بن يَعقوب الزَّمَعِيّ: ليس بالقوي.

---

(٥٧٧) شيخ بصري، يكنى ابا سلمة، وأبا ميسرة. وثقه ابن معين مرة، وقال مرة: صالح، ومرة: ليس بالقوي. ومرة: ضعيف. وقال أحمد: صالح الحديث.

الكبير ١/٢١٦، كتاب الجرح والتعديل ٧/٢٤١، الكاشف ٣/٣١، المغني ٢/٥٧٢، الميزان ٣/٥٢٥، التقريب ٢/١٥٥، تهذيب التهذيب ٩/١٢٣، لسان الميزان ٧/٣٥٦، خلاصة تذهيب تهذيب الكمال ص/٣٣٣.

(٥٧٨) قال أحمد العجلي: لا بأس به. وقال آخرون: صدوق. وقال البخاري: رأيتهم مجمعين على ضعفه.

الكاشف ٣/٩٦، كتاب الجرح والتعديل ٨/١٢٩، المغني ٢/٦٤٤، الميزان ٤/٦٨، التقريب ٢/٢١٩، تهذيب التهذيب ٩/٥٢٦، لسان الميزان ٧/٣٧٩، خلاصة تذهيب تهذيب الكمال ص/٣٦٤.

(٥٧٩) ابن عمير الكوفي الهمداني: مشهور، قال البخاري: مجاهد مات سنة أربع وأربعين ومائة. وقال أحمد: ليس بشيء. وقال ابن معين وغيره: لا يحتج به.

الصغير ص/١١٢، الكبير ٨/٩، المجروحين ٣/١٠، الكاشف ٣/١٠٦، المغني ٢/٥٤٢، الميزان ٣/٤٣٨، التقريب ٢/٢٢٩، تهذيب التهذيب ١٠/٣٩، لسان الميزان ٧/٣٤٩، خلاصة تذهيب تهذيب الكمال ص/٣٦٩.

(٥٨٠) هو موسى بن يعقوب بن عبد الله بن وهب بن زمعة القرشي الزهري: وثقه ابن معين. وقال أبو داود: صالح. وقال ابن عدي: عندي لا بأس به وبرواياته.

ابو ہشام محمد بن یزید الرفاعی ضعیف الحدیث ہے

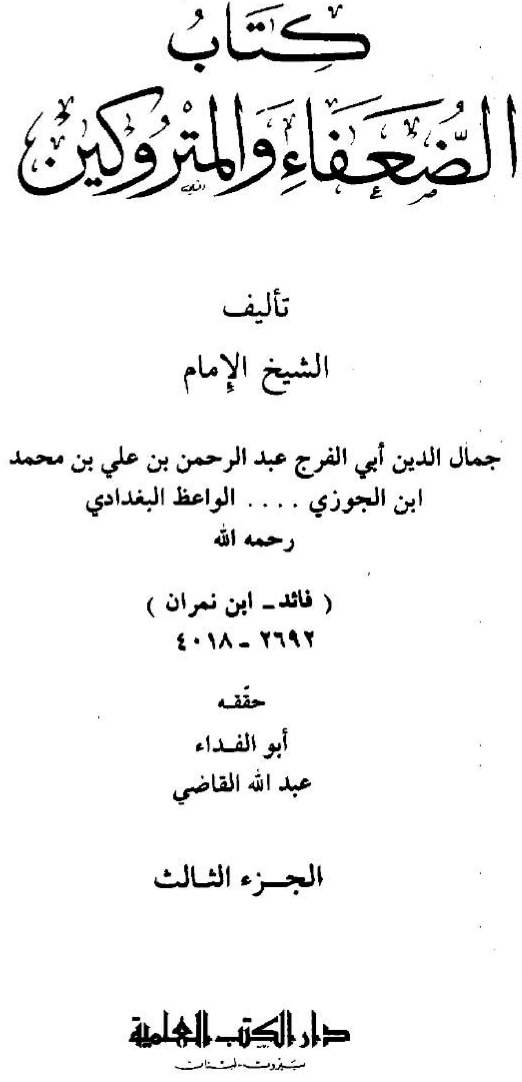

كتاب
الضعفاء والمتروكين

تأليف
الشيخ الإمام

جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد
ابن الجوزي . . . . الواعظ البغدادي
رحمه الله

(فائد ـ ابن نمران)
٢٦٩٢ ـ ٤٠١٨

حققه
أبو الفداء
عبد الله القاضي

الجزء الثالث

دار الكتب العلمية
بيروت ـ لبنان

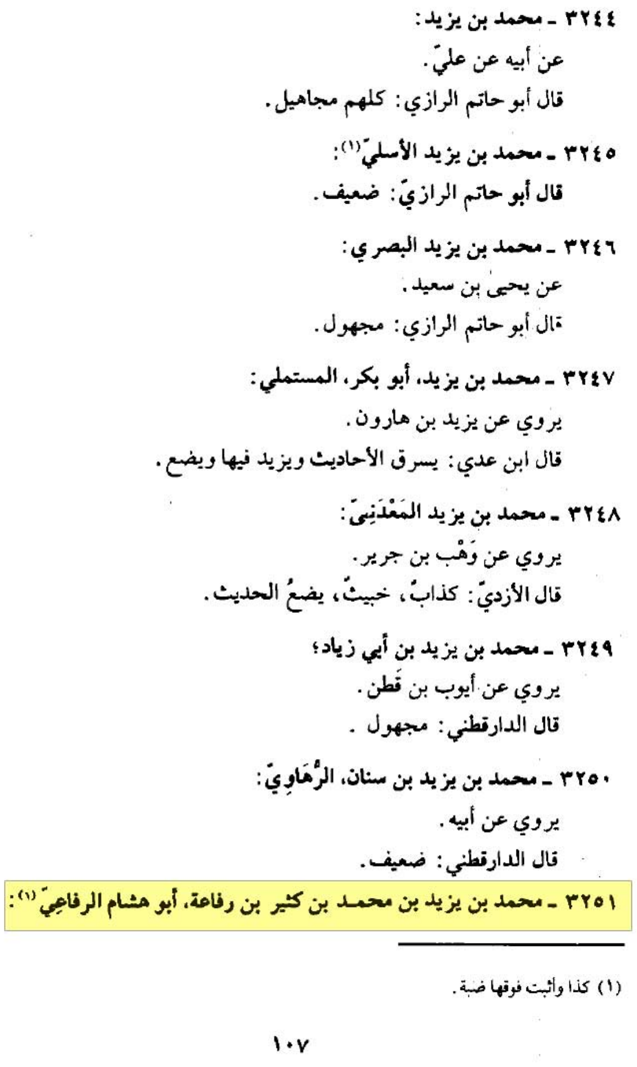

٣٢٤٤ ـ محمد بن يزيد:

عن أبيه عن عليّ.

قال أبو حاتم الرازي: كلهم مجاهيل.

٣٢٤٥ ـ محمد بن يزيد الأسلمي[١]:

قال أبو حاتم الرازيّ: ضعيف.

٣٢٤٦ ـ محمد بن يزيد البصري:

عن يحيى بن سعيد.

قال أبو حاتم الرازي: مجهول.

٣٢٤٧ ـ محمد بن يزيد، أبو بكر، المستملي:

يروي عن يزيد بن هارون.

قال ابن عدي: يسرق الأحاديث ويزيد فيها ويضع.

٣٢٤٨ ـ محمد بن يزيد المَعْدَنِيّ:

يروي عن وَهْب بن جرير.

قال الأزديّ: كذابٌ، خبيثٌ، يضعُ الحديث.

٣٢٤٩ ـ محمد بن يزيد بن أبي زياد:

يروي عن أيوب بن قَطَن.

قال الدارقطني: مجهول.

٣٢٥٠ ـ محمد بن يزيد بن سنان، الرُّهَاوِيّ:

يروي عن أبيه.

قال الدارقطني: ضعيف.

٣٢٥١ ـ محمد بن يزيد بن محمد بن كثير بن رفاعة، أبو هشام الرفاعِيّ[١]:

---

[١] كذا وأثبت فوقها ضبة.

١٠٧

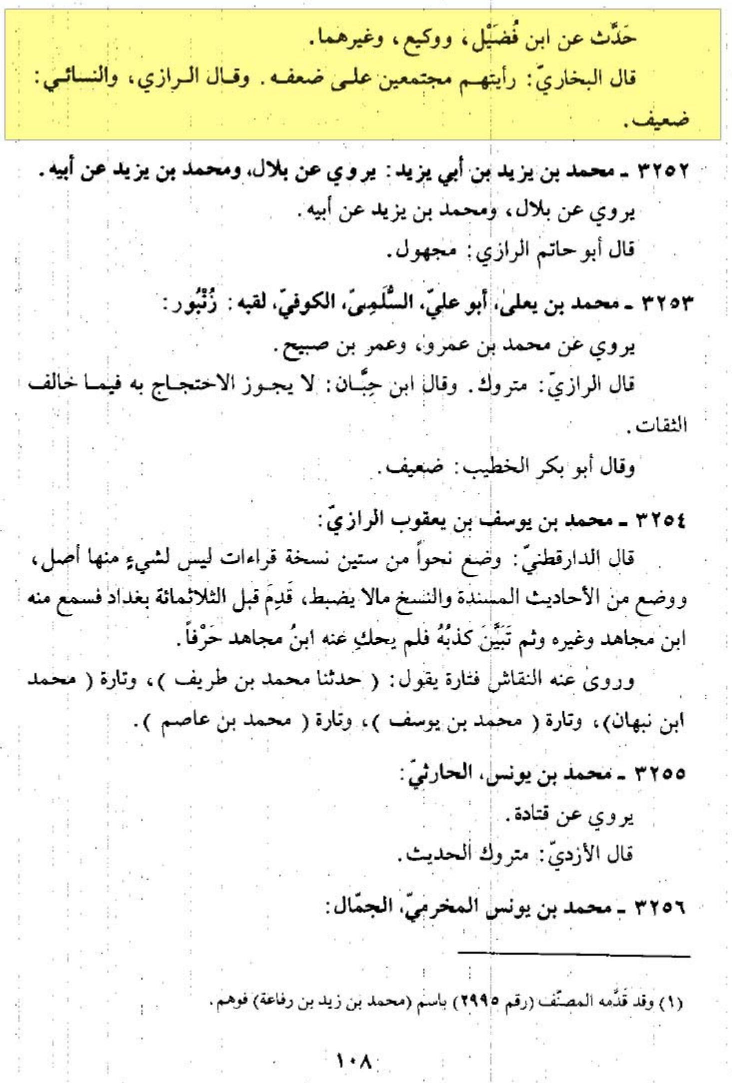

حَدَّث عن ابن فُضَيْل، ووكيع، وغيرهما.

قال البخاريّ: رأيتهم مجتمعين على ضعفه. وقال الرازي، والنسائي: ضعيف.

٣٢٥٢ ـ محمد بن يزيد بن أبي يزيد: يروي عن بلال، ومحمد بن يزيد عن أبيه.

يروي عن بلال، ومحمد بن يزيد عن أبيه.

قال أبو حاتم الرازي: مجهول.

٣٢٥٣ ـ محمد بن يعلى، أبو عليّ، السُّلَمِيّ، الكوفيّ، لقبه: زُنْبُور:

يروي عن محمد بن عمرو، وعمر بن صبيح.

قال الرازيّ: متروك. وقال ابن حِبَّان: لا يجوز الاحتجاج به فيما خالف الثقات.

وقال أبو بكر الخطيب: ضعيف.

٣٢٥٤ ـ محمد بن يوسف بن يعقوب الرازيّ:

قال الدارقطنيّ: وضع نحواً من ستين نسخة قراءات ليس لشيءٍ منها أصل، ووضع من الأحاديث المسندة والنسخ مالا يضبط، قَدِمَ قبل الثلاثمائة بغداد فسمع منه ابن مجاهد وغيره وثم تَبَيَّنَ كذبُهُ فلم يحكِ عنه ابنُ مجاهد حَرْفاً.

وروى عنه النقاش فتارة يقول: (حدثنا محمد بن طريف)، وتارة (محمد ابن نبهان)، وتارة (محمد بن يوسف)، وتارة (محمد بن عاصم).

٣٢٥٥ ـ محمد بن يونس، الحارثيّ:

يروي عن قتادة.

قال الأزديّ: متروك الحديث.

٣٢٥٦ ـ محمد بن يونس المخرميّ، الجمّال:

---

[١] وقد قدَّمه المصنِّف (رقم ٢٩٩٥) باسم (محمد بن زيد بن رفاعة) فوهم.

١٠٨

ابو ھشام محمد بن یزید الرفاعی ضعیف الحدیث ہے

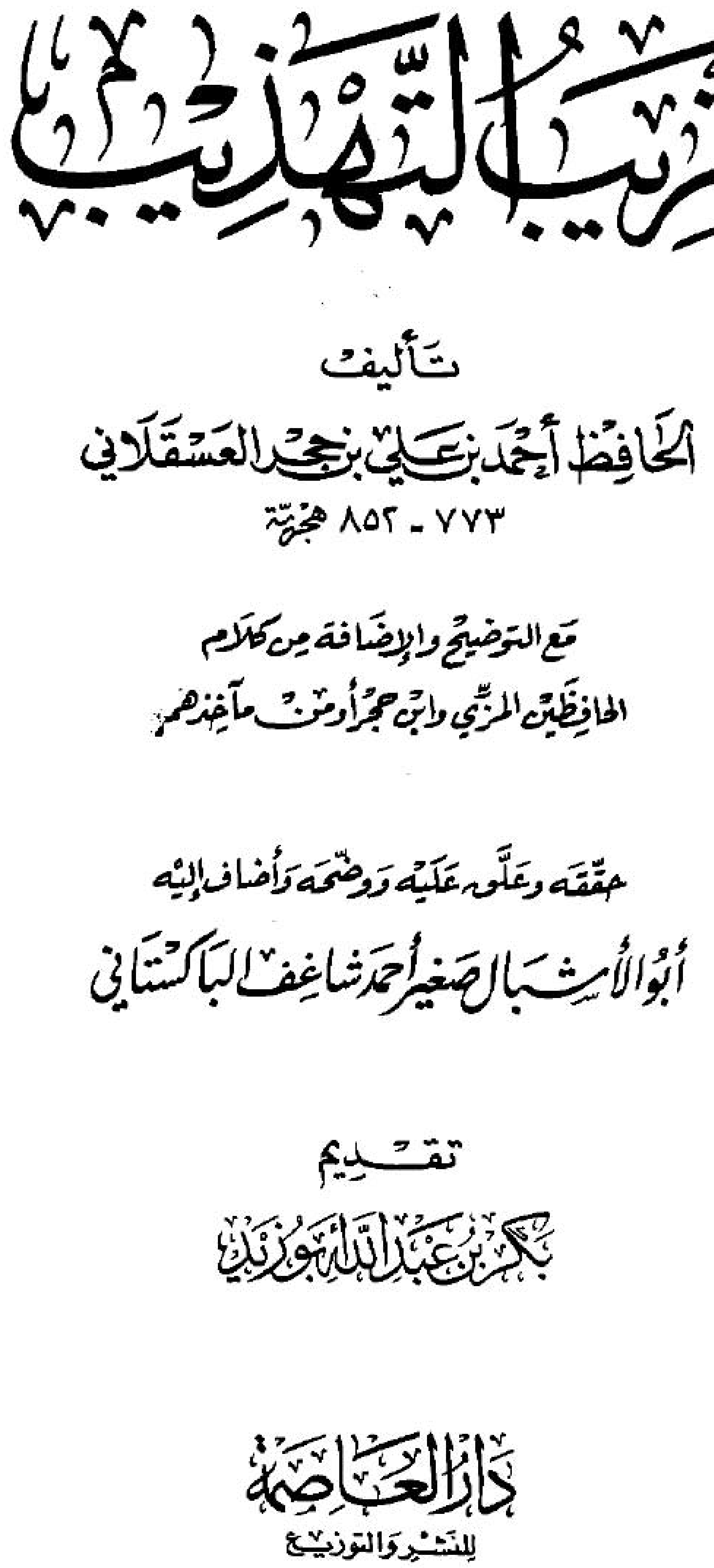

تقريب التهذيب

تأليف

الحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني

٧٧٣ - ٨٥٢ هجرية

مع التوضيح والإضافة من كلام

الحافظين المزي وابن حجر أو من مآخذهم

حققه وعلق عليه ووضحه وأضاف إليه

أبو الأشبال صغير أحمد شاغف الباكستاني

تقديم

بكر بن عبد الله أبو زيد

دار العاصمة

للنشر والتوزيع

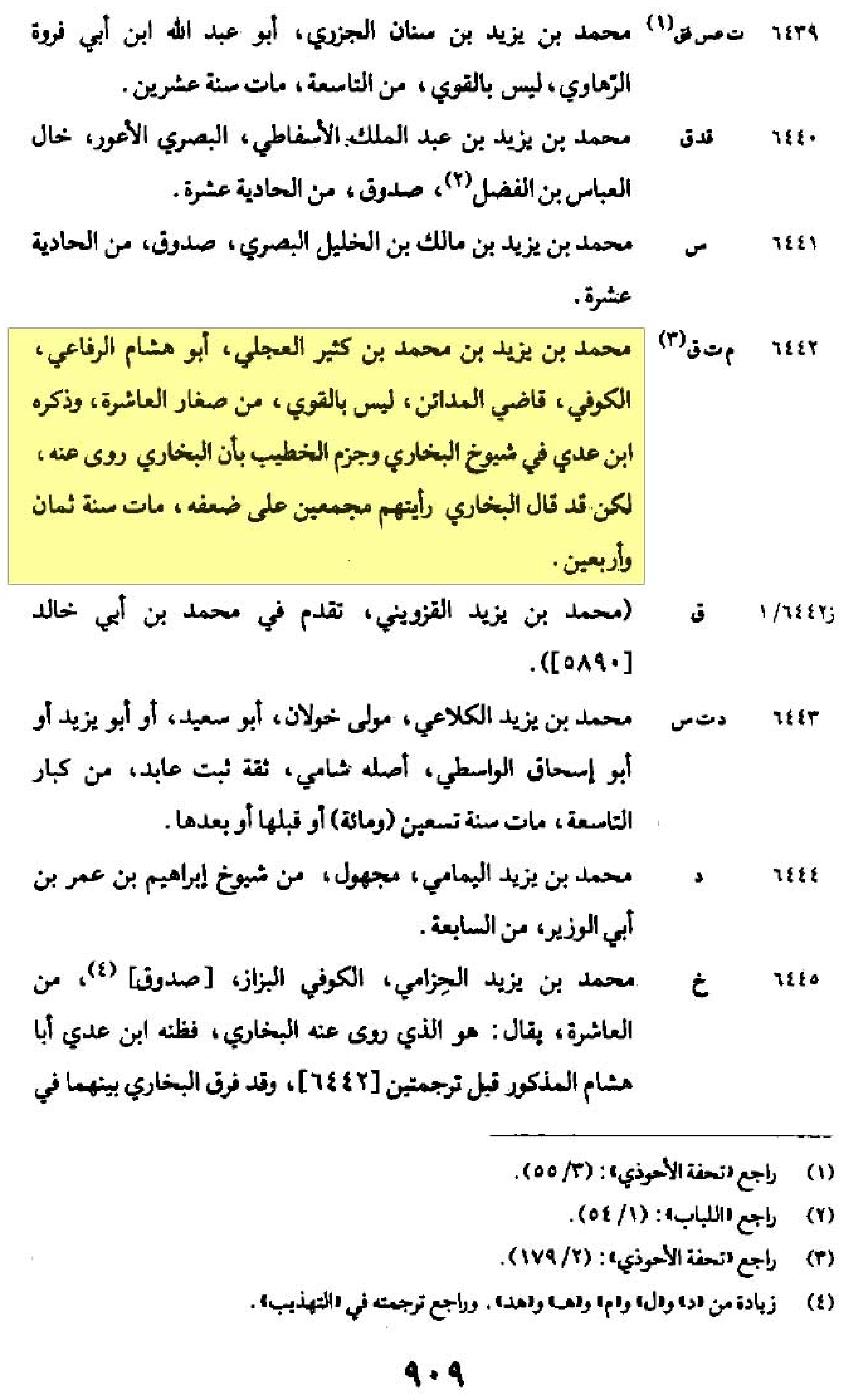

٦٤٣٩ ت ص ق[١] محمد بن يزيد بن سنان الجزري، أبو عبد الله ابن أبي فروة الرّهاوي، ليس بالقوي، من التاسعة، مات سنة عشرين.

٦٤٤٠ قدق محمد بن يزيد بن عبد الملك الأسفاطي، البصري الأعور، خال العباس بن الفضل[٢]، صدوق، من الحادية عشرة.

٦٤٤١ س محمد بن يزيد بن مالك بن الخليل البصري، صدوق، من الحادية عشرة.

٦٤٤٢ م ت ق[٣] محمد بن يزيد بن محمد بن كثير العجلي، أبو هشام الرفاعي، الكوفي، قاضي المدائن، ليس بالقوي، من صغار العاشرة، وذكره ابن عدي في شيوخ البخاري وجزم الخطيب بأن البخاري روى عنه، لكن قد قال البخاري رأيتهم مجمعين على ضعفه، مات سنة ثمان وأربعين.

ز٦٤٤٢/١ ق (محمد بن يزيد القزويني، تقدم في محمد بن أبي خالد [٥٨٩٠]).

٦٤٤٣ د ت س محمد بن يزيد الكلاعي، مولى خولان، أبو سعيد، أو أبو يزيد أو أبو إسحاق الواسطي، أصله شامي، ثقة ثبت عابد، من كبار التاسعة، مات سنة تسعين (ومائة) أو قبلها أو بعدها.

٦٤٤٤ د محمد بن يزيد اليمامي، مجهول، من شيوخ إبراهيم بن عمر بن أبي الوزير، من السابعة.

٦٤٤٥ خ محمد بن يزيد الحِزامي، الكوفي البزاز، [صدوق][٤]، من العاشرة، يقال: هو الذي روى عنه البخاري، فظنه ابن عدي أبا هشام المذكور قبل ترجمتين [٦٤٤٢]، وقد فرق البخاري بينهما في

---

[١] راجع «تحفة الأحوذي»: (٣/ ٥٥).

[٢] راجع «اللباب»: (١/ ٥٤).

[٣] راجع «تحفة الأحوذي»: (٢/ ١٧٩).

[٤] زيادة من «د» و«ل» و«م» و«هـ» و«هد». وراجع ترجمته في «التهذيب».

٩٠٩

ابو هشام محمد بن یزید الرفاعی کی توثیق میں امام ابن حبان کا تناقض

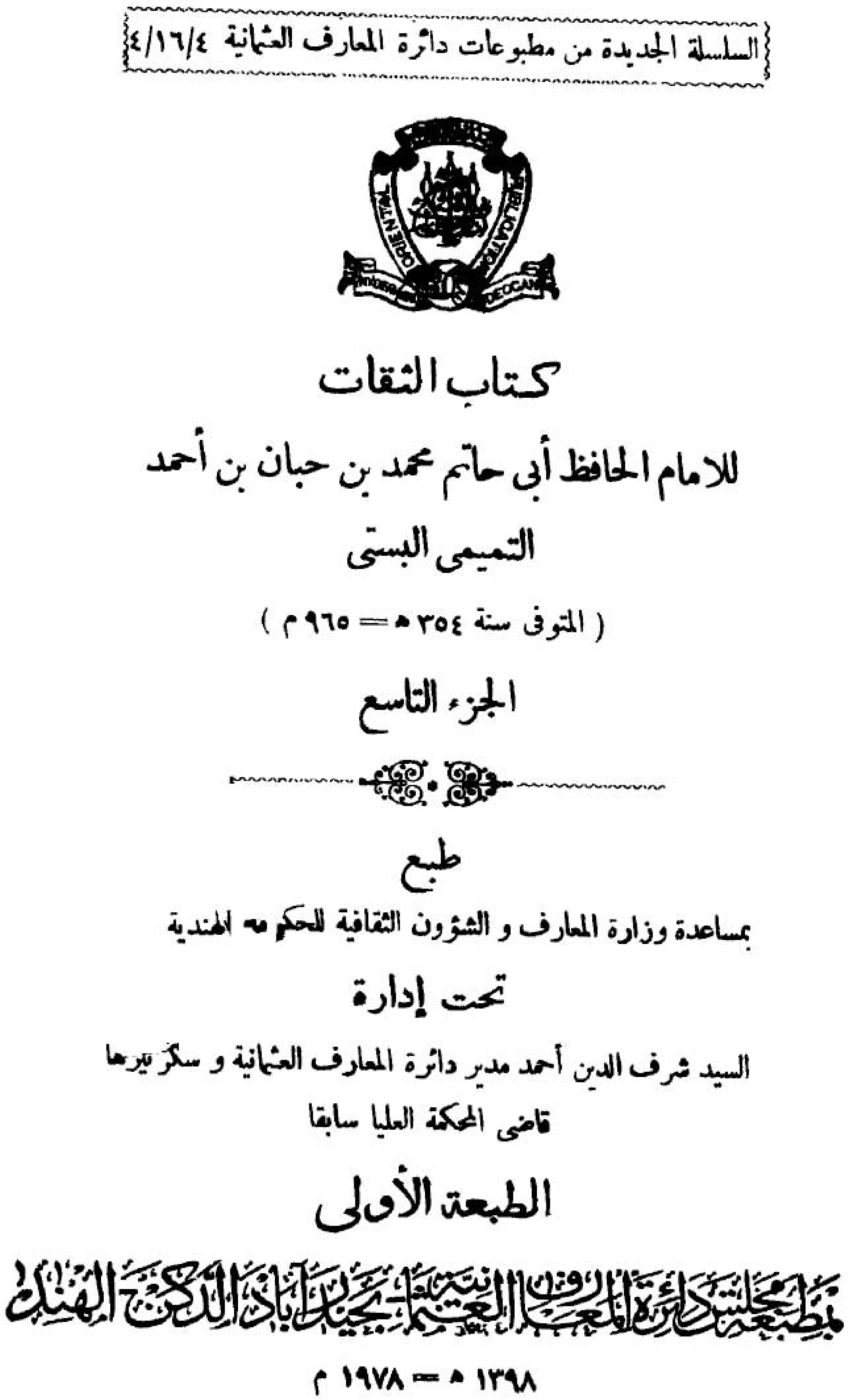

السلسلة الجديدة من مطبوعات دائرة المعارف العثمانية ٤/١٦/٤

كتاب الثقات

للامام الحافظ أبي حاتم محمد بن حبان بن أحمد
التميمى البستى
(المتوفى سنة ٣٥٤ هـ = ٩٦٥ م)

الجزء التاسع

طبع
بمساعدة وزارة المعارف و الشؤون الثقافية للحكومة الهندية
تحت إدارة
السيد شرف الدين أحمد مدير دائرة المعارف العثمانية و سكرتيرها
قاضى المحكمة العليا سابقا

الطبعة الأولى

مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية بحيدر آباد الدكن الهند
١٣٩٨ هـ = ١٩٧٨ م

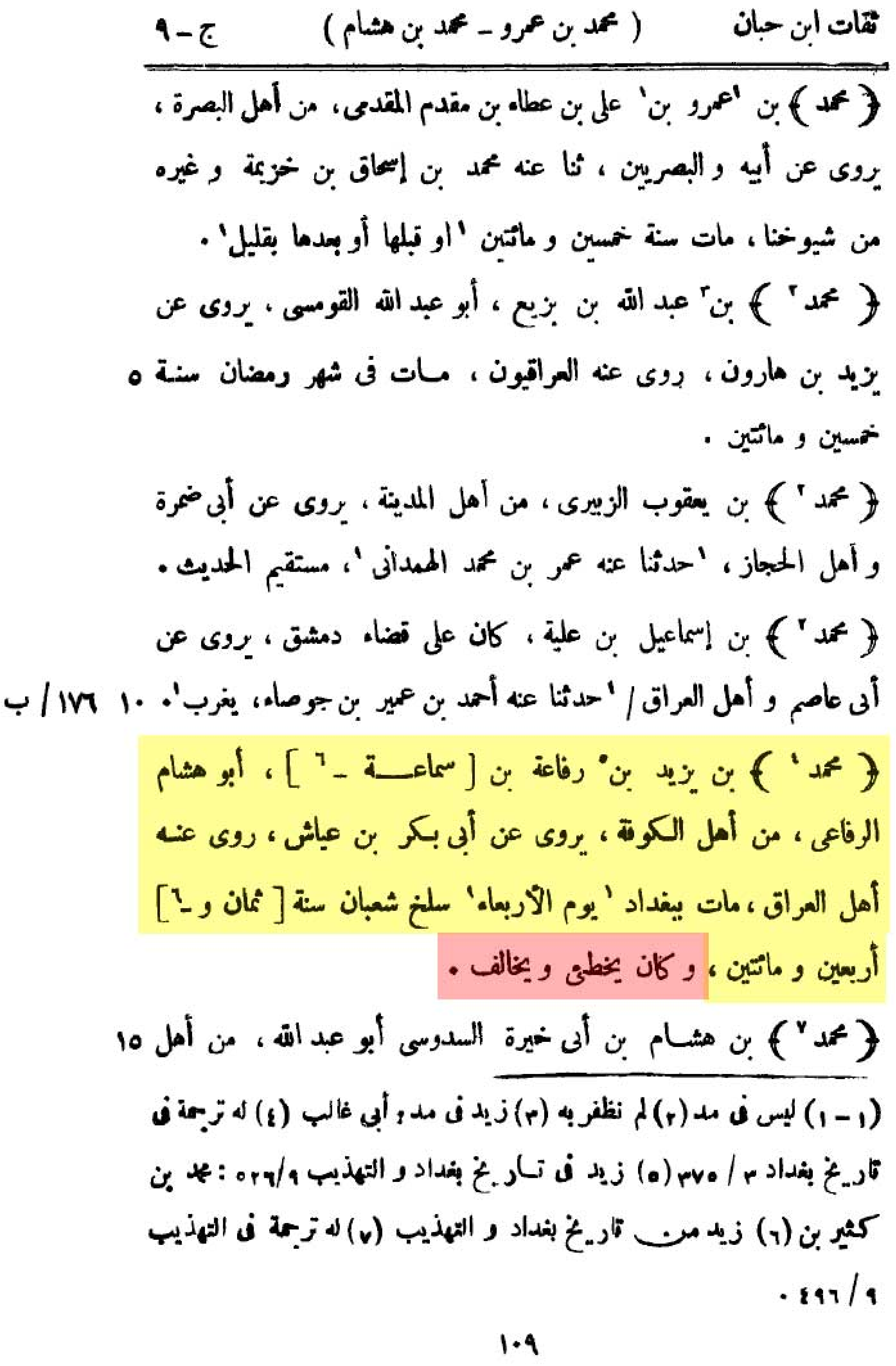

ثقات ابن حبان (محمد بن عمرو ـ محمد بن هشام) ج ـ ٩

{ محمد } بن [١]عمرو بن[١] على بن عطاء بن مقدم المقدمى، من أهل البصرة ، يروى عن أبيه و البصريين ، ثنا عنه محمد بن إسحاق بن خزيمة و غيره من شيوخنا ، مات سنة خمسين و مائتين [١]او قبلها أو بعدها بقليل[١] .

{ محمد[٢] } بن[٣] عبد الله بن بزيع ، أبو عبد الله القومسى ، يروى عن يزيد بن هارون ، روى عنه العراقيون ، مات فى شهر رمضان سنة خمسين و مائتين .

{ محمد[٢] } بن يعقوب الزبيرى ، من أهل المدينة ، يروى عن أبى ضمرة و أهل الحجاز ، [١]حدثنا عنه عمر بن محمد الهمدانى[١] ، مستقيم الحديث .

{ محمد[٢] } بن إسماعيل بن علية ، كان على قضاء دمشق ، يروى عن أبى عاصم و أهل العراق / [١]حدثنا عنه أحمد بن عمير بن جوصاء ، يغرب[١] . ١٧٦ / ب

{ محمد[٤] } بن يزيد بن[٥] رفاعة بن [سماعة ـ[٦]] ، أبو هشام الرفاعى ، من أهل الكوفة ، يروى عن أبى بكر بن عياش ، روى عنه أهل العراق ، مات ببغداد [١]يوم الأربعاء[١] سلخ شعبان سنة [ثمان و ـ[٦]] أربعين و مائتين ، و كان يخطئ و يخالف .

{ محمد[٧] } بن هشام بن أبى خيرة السدوسى أبو عبد الله ، من أهل

(١ ـ ١) ليس فى مد (٢) لم نظفر به (٣) زيد فى مد و أبى غالب (٤) له ترجمة فى تاريخ بغداد ٣ / ٣٧٥ (٥) زيد فى تاريخ بغداد و التهذيب ٩/٥٢٦ : محمد بن كثير بن (٦) زيد من تاريخ بغداد و التهذيب (٧) له ترجمة فى التهذيب ٩ / ٤٩٦ .

١٠٩

حسین سلیم اسد نے ابو ھشام رفاعی کی وجہ سے نہیں بلکہ دوسرے صحیح شواہد کی وجہ سے احادیث کو حسن کہا

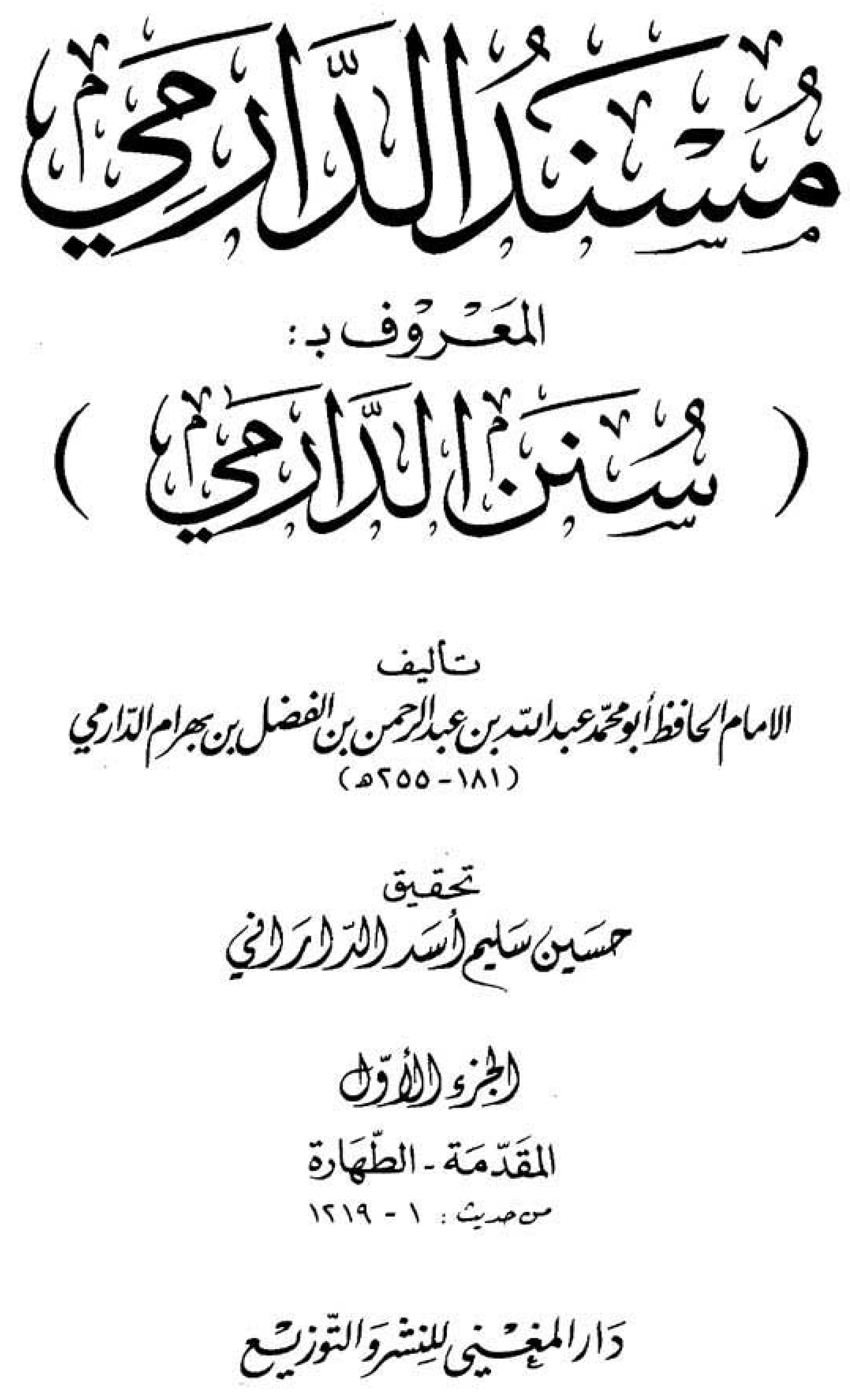

مُسْنَدُ الدَّارِمِي

المعروف بـ:

(سُنَنُ الدَّارِمِي)

تأليف
الامام الحافظ أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بهرام الدارمي
(١٨١-٢٥٥هـ)

تحقيق
حسين سليم أسد الداراني

الجزء الأول
المقدّمة - الطّهارة
من حديث : ١ - ١٢١٩

دار المغني للنشر والتوزيع

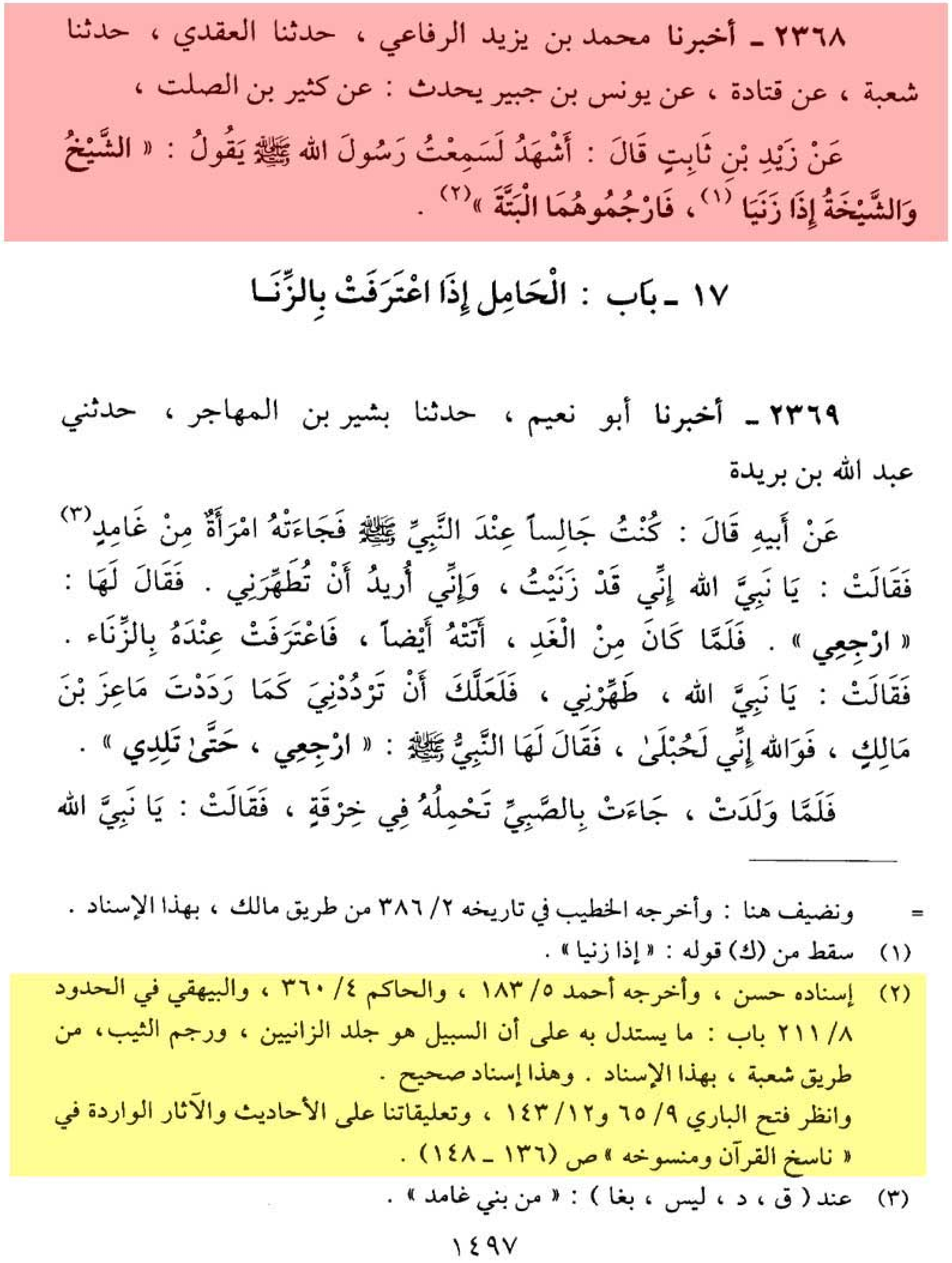

٢٣٦٨ ـ أخبرنا محمد بن يزيد الرفاعي ، حدثنا العقدي ، حدثنا شعبة ، عن قتادة ، عن يونس بن جبير يحدث : عن كثير بن الصلت ،

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ : أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : « **الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا** (١) ، **فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ** »(٢) .

١٧ ـ باب : الْحَامِلِ إِذَا اعْتَرَفَتْ بِالزِّنَا

٢٣٦٩ ـ أخبرنا أبو نعيم ، حدثنا بشير بن المهاجر ، حدثني عبد الله بن بريدة

عَنْ أَبِيهِ قَالَ : كُنْتُ جَالِساً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ غَامِدٍ(٣) فَقَالَتْ : يَا نَبِيَّ اللهِ إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ ، وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي . فَقَالَ لَهَا : « **ارْجِعِي** » . فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ ، أَتَتْهُ أَيْضاً ، فَاعْتَرَفَتْ عِنْدَهُ بِالزِّنَاء . فَقَالَتْ : يَا نَبِيَّ اللهِ ، طَهِّرْنِي ، فَلَعَلَّكَ أَنْ تَرْدُدْنِيَ كَمَا رَدَدْتَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ ، فَوَاللهِ إِنِّي لَحُبْلَىٰ ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ : « **ارْجِعِي ، حَتَّىٰ تَلِدِي** » . فَلَمَّا وَلَدَتْ ، جَاءَتْ بِالصَّبِيِّ تَحْمِلُهُ فِي خِرْقَةٍ ، فَقَالَتْ : يَا نَبِيَّ اللهِ

= ونضيف هنا : وأخرجه الخطيب في تاريخه ٢/ ٣٨٦ من طريق مالك ، بهذا الإسناد .

(١) سقط من (ك) قوله : « إذا زنيا » .

(٢) إسناده حسن ، وأخرجه أحمد ٥/ ١٨٣ ، والحاكم ٤/ ٣٦٠ ، والبيهقي في الحدود ٨/ ٢١١ باب : ما يستدل به على أن السبيل هو جلد الزانيين ، ورجم الثيب، من طريق شعبة ، بهذا الإسناد . وهذا إسناد صحيح .
وانظر فتح الباري ٩/ ٦٥ و١٢/ ١٤٣ ، وتعليقاتنا على الأحاديث والآثار الواردة في « ناسخ القرآن ومنسوخه » ص (١٣٦ ـ ١٤٨) .

(٣) عند (ق ، د ، ليس ، بغا) : « من بني غامد » .

حسین سلیم اسد نے ابو ھشام رفاعی کی وجہ سے نہیں بلکہ دوسرے صحیح شواہد کی وجہ سے احادیث کو حسن کہا

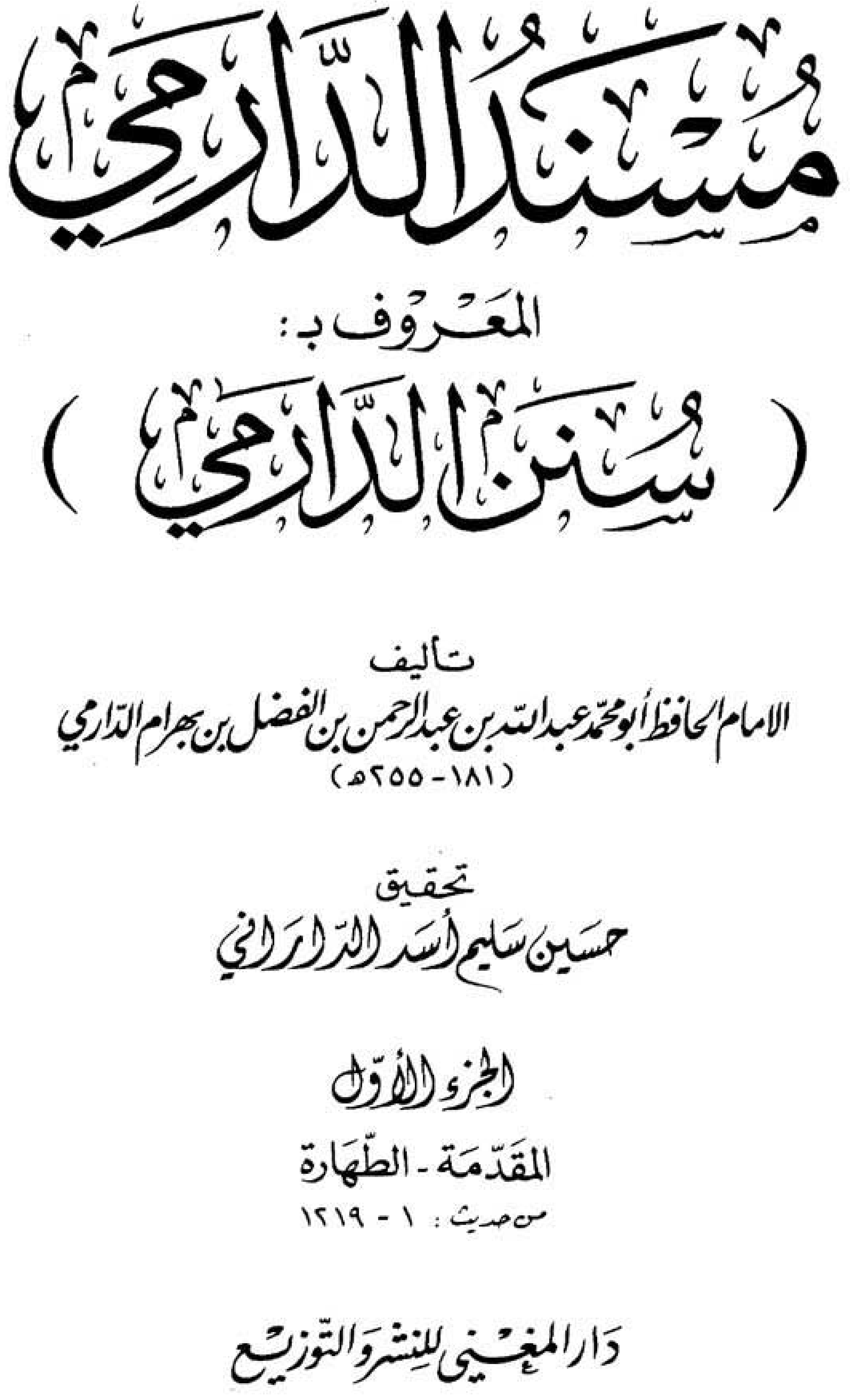

مُسْنَدُ الدَّارِمِي

المعروف بـ:

(سُنَنُ الدَّارِمِي)

تاليف

الامام الحافظ أبو محمّد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بهرام الدارمي

(١٨١ - ٢٥٥هـ)

تحقيق

حسين سليم أسد الدّاراني

الجزء الأوّل

المقدّمة - الطّهارة

من حديث : ١ - ١٢١٩

دار المغني للنشر والتوزيع

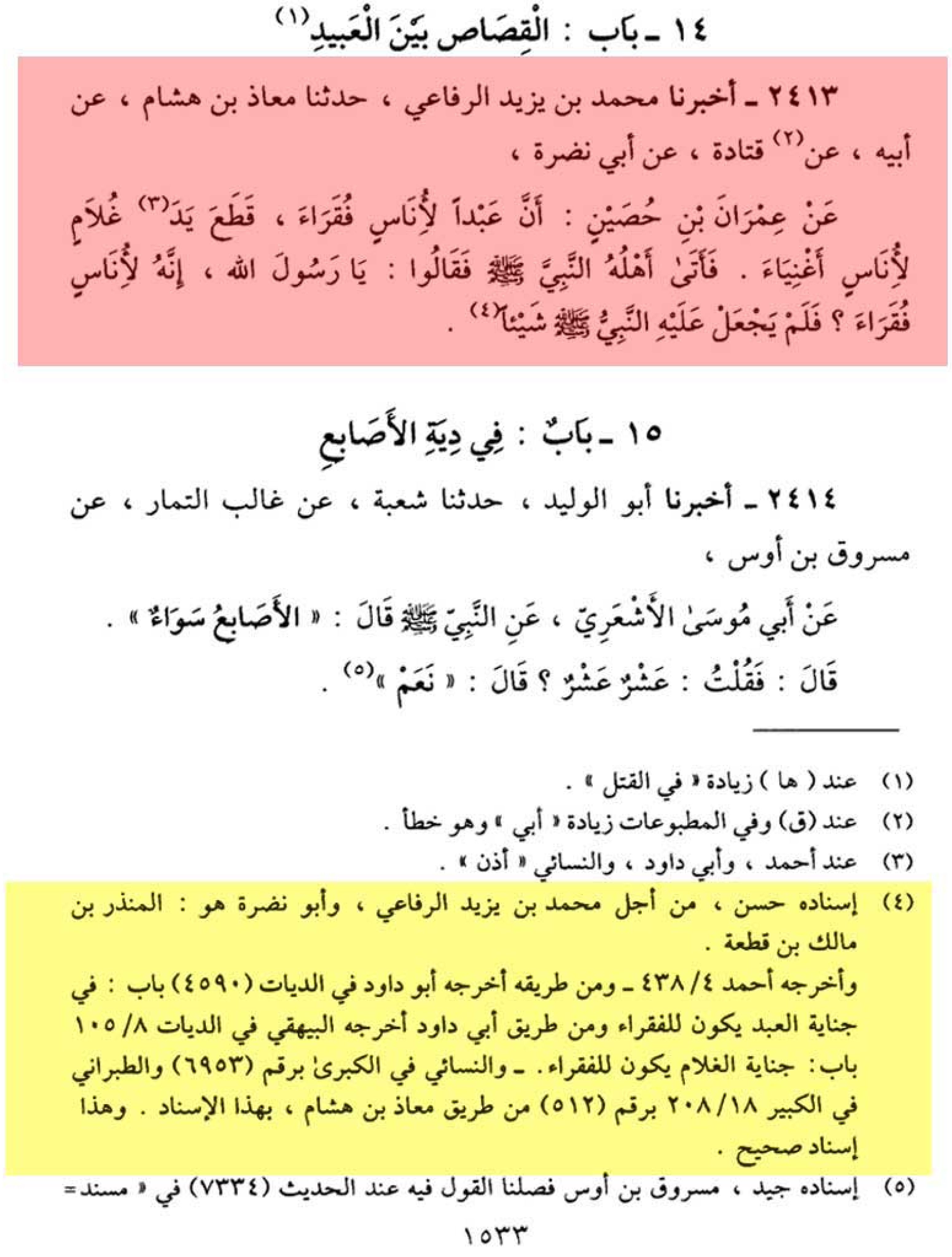

١٤ ـ باب : الْقِصَاص بَيْنَ الْعَبِيدِ(١)

٢٤١٣ ـ **أخبرنا** محمد بن يزيد الرفاعي ، حدثنا معاذ بن هشام ، عن أبيه ، عن(٢) قتادة ، عن أبي نضرة ،

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ : أَنَّ عَبْداً لِأُنَاسٍ فُقَرَاءَ ، قَطَعَ يَدَ(٣) غُلَامٍ لِأُنَاسٍ أَغْنِيَاءَ . فَأَتَىٰ أَهْلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللهِ ، إِنَّهُ لِأُنَاسٍ فُقَرَاءَ ؟ فَلَمْ يَجْعَلْ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئاً(٤) .

١٥ ـ بَابٌ : فِي دِيَةِ الأَصَابِعِ

٢٤١٤ ـ **أخبرنا** أبو الوليد ، حدثنا شعبة ، عن غالب التمار ، عن مسروق بن أوس ،

عَنْ أَبِي مُوسَىٰ الْأَشْعَرِيِّ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : « الْأَصَابِعُ سَوَاءٌ » .

قَالَ : فَقُلْتُ : عَشْرٌ عَشْرٌ ؟ قَالَ : « نَعَمْ »(٥) .

---

(١) عند (ها) زيادة « في القتل » .

(٢) عند (ق) وفي المطبوعات زيادة « أبي » وهو خطأ .

(٣) عند أحمد ، وأبي داود ، والنسائي « أذن » .

(٤) إسناده حسن ، من أجل محمد بن يزيد الرفاعي ، وأبو نضرة هو : المنذر بن مالك بن قطعة .
وأخرجه أحمد ٤/ ٤٣٨ ـ ومن طريقه أخرجه أبو داود في الديات (٤٥٩٠) باب : في جناية العبد يكون للفقراء ومن طريق أبي داود أخرجه البيهقي في الديات ٨/ ١٠٥ باب: جناية الغلام يكون للفقراء. ـ والنسائي في الكبرىٰ برقم (٦٩٥٣) والطبراني في الكبير ١٨/ ٢٠٨ برقم (٥١٢) من طريق معاذ بن هشام ، بهذا الإسناد . وهذا إسناد صحيح .

(٥) إسناده جيد ، مسروق بن أوس فصلنا القول فيه عند الحديث (٧٣٣٤) في « مسند=

١٠٣٣

حسین سلیم اسد نے ابو ھشام رفاعی کی وجہ سے نہیں بلکہ دوسرے صحیح شواہد کی وجہ سے احادیث کو حسن کہا

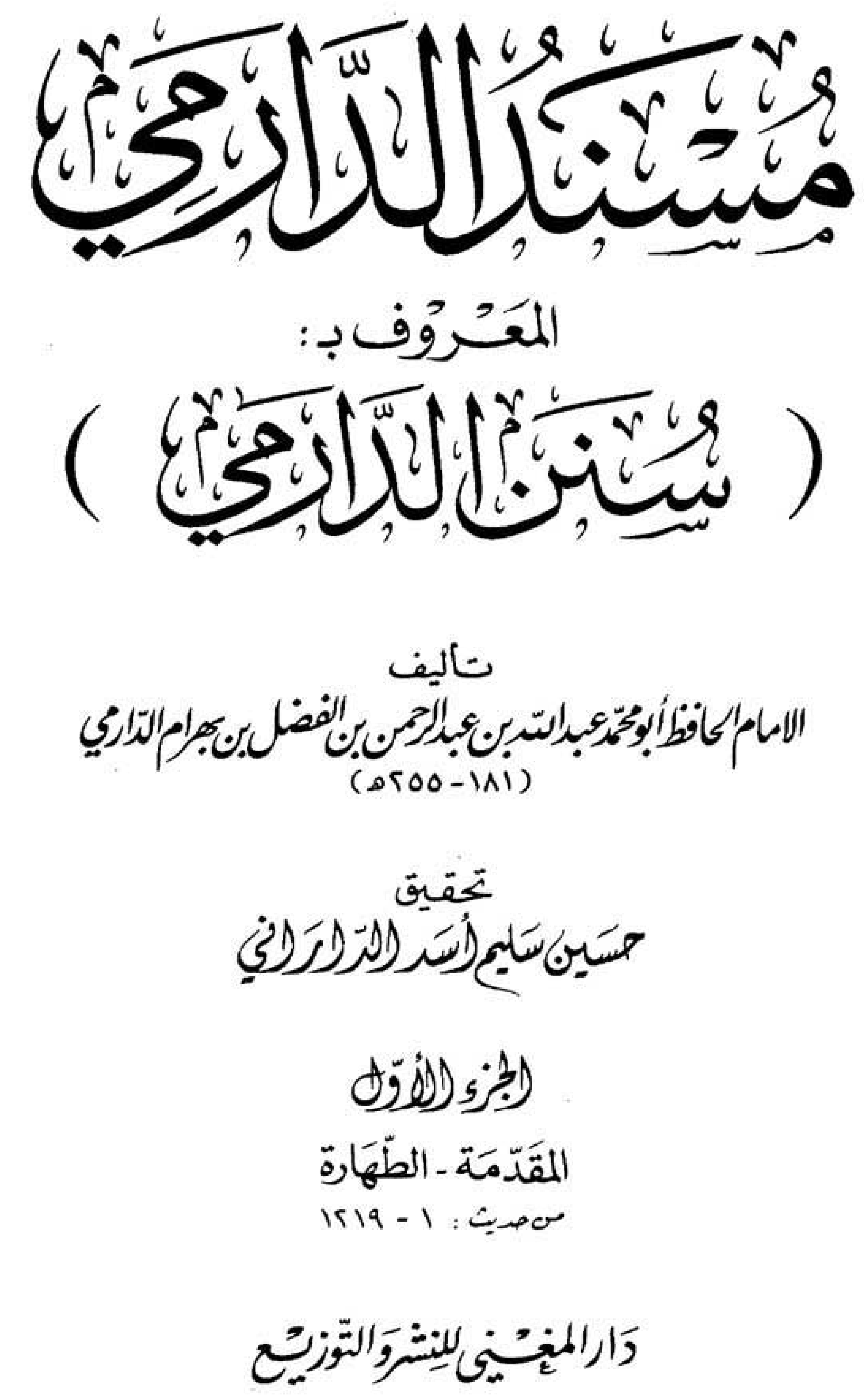

مُسْنَدُ الدَّارِمِي

المعروف بـ:

(سُنَنُ الدَّارِمِي)

تأليف
الامام الحافظ أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بهرام الدارمي
(١٨١-٢٥٥هـ)

تحقيق
حسين سليم أسد الداراني

الجزء الأول
المقدمة - الطهارة
من حديث : ١ - ١٢١٩

دار المغني للنشر والتوزيع

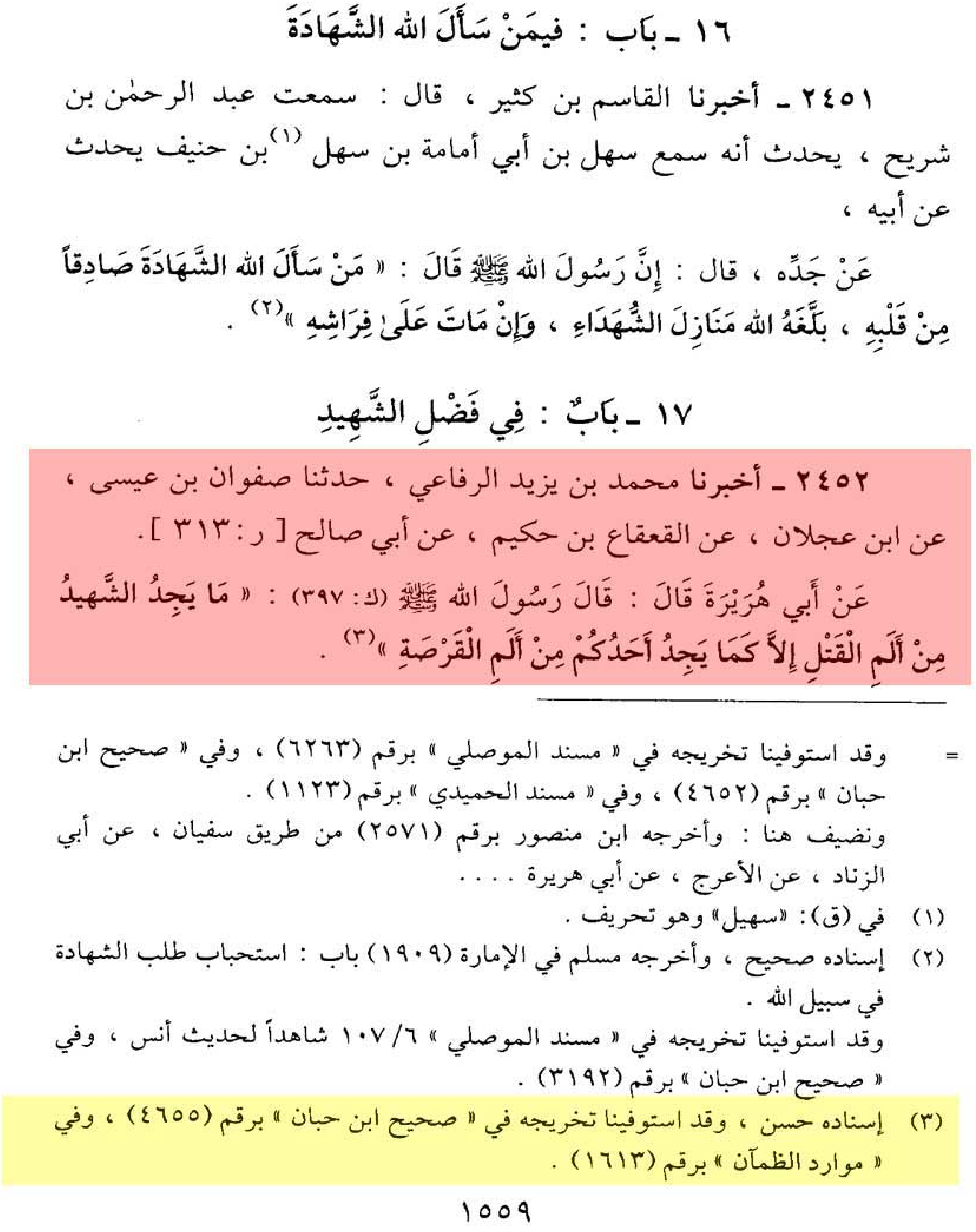

١٦ ـ بَاب : فيمَنْ سَأَلَ الله الشَّهَادَةَ

٢٤٥١ ـ أخبرنا القاسم بن كثير ، قال : سمعت عبد الرحمٰن بن شريح ، يحدث أنه سمع سهل بن أبي أمامة بن سهل [١] بن حنيف يحدث عن أبيه ،

عَنْ جَدِّه ، قال : إنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ : « **مَنْ سَأَلَ الله الشَّهَادَةَ صَادِقاً مِنْ قَلْبِهِ ، بَلَّغَهُ الله مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ ، وَإِنْ مَاتَ عَلَىٰ فِرَاشِهِ** »[٢] .

١٧ ـ بَابٌ : فِي فَضْلِ الشَّهِيدِ

٢٤٥٢ ـ أخبرنا محمد بن يزيد الرفاعي ، حدثنا صفوان بن عيسى ، عن ابن عجلان ، عن القعقاع بن حكيم ، عن أبي صالح [ر: ٣١٣] .

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولَ الله ﷺ (ك: ٣٩٧) : « **مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنْ أَلَمِ الْقَتْلِ إِلاَّ كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ أَلَمِ الْقَرْصَةِ** »[٣] .

= وقد استوفينا تخريجه في « مسند الموصلي » برقم (٦٢٦٣) ، وفي « صحيح ابن حبان » برقم (٤٦٥٢) ، وفي « مسند الحميدي » برقم (١١٢٣) .
ونضيف هنا : وأخرجه ابن منصور برقم (٢٥٧١) من طريق سفيان ، عن أبي الزناد ، عن الأعرج ، عن أبي هريرة . . . .

[١] في (ق): «سهيل» وهو تحريف .

[٢] إسناده صحيح ، وأخرجه مسلم في الإمارة (١٩٠٩) باب : استحباب طلب الشهادة في سبيل الله .
وقد استوفينا تخريجه في « مسند الموصلي » ٦/ ١٠٧ شاهداً لحديث أنس ، وفي « صحيح ابن حبان » برقم (٣١٩٢) .

[٣] إسناده حسن ، وقد استوفينا تخريجه في « صحيح ابن حبان » برقم (٤٦٥٥) ، وفي « موارد الظمآن » برقم (١٦١٣) .

رافضی کا جھوٹ۔ اس سند میں ابو ھشام رفاعی نہیں بلکہ ابو ھاشم یحیی بن دینار ہے

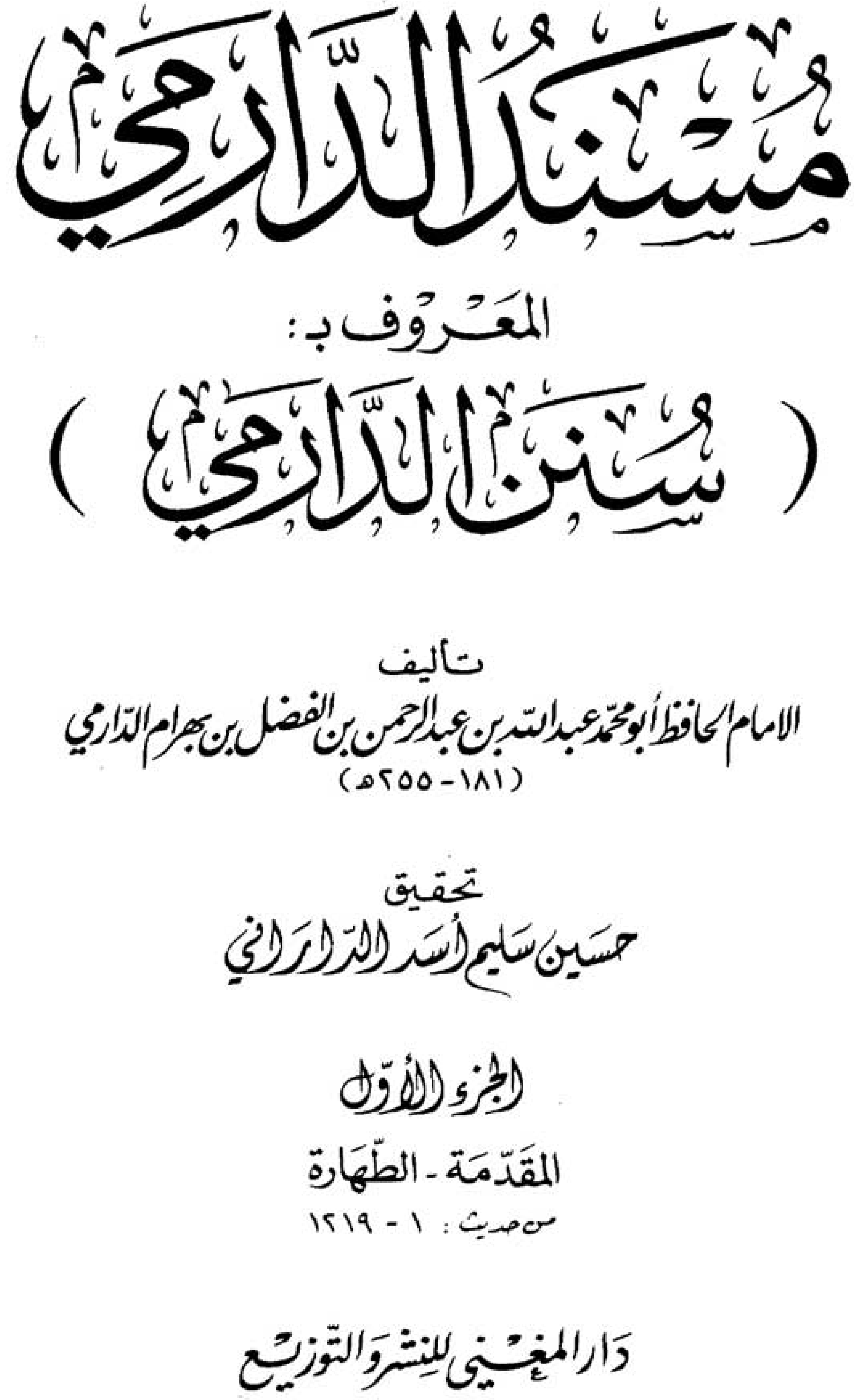

مُسْنَدُ الدَّارِمِي

المعروف بـ:

(سُنَنُ الدَّارِمِي)

تأليف
الامام الحافظ أبو محمّد عبدالله بن عبدالرحمن بن الفضل بن بهرام الدارمي
(١٨١ - ٢٥٥هـ)

تحقيق
حسين سليم أسد الدّاراني

الجزء الأوّل
المقدّمة - الطّهارة
من حديث : ١ - ١٢١٩

دار المغني للنشر والتوزيع

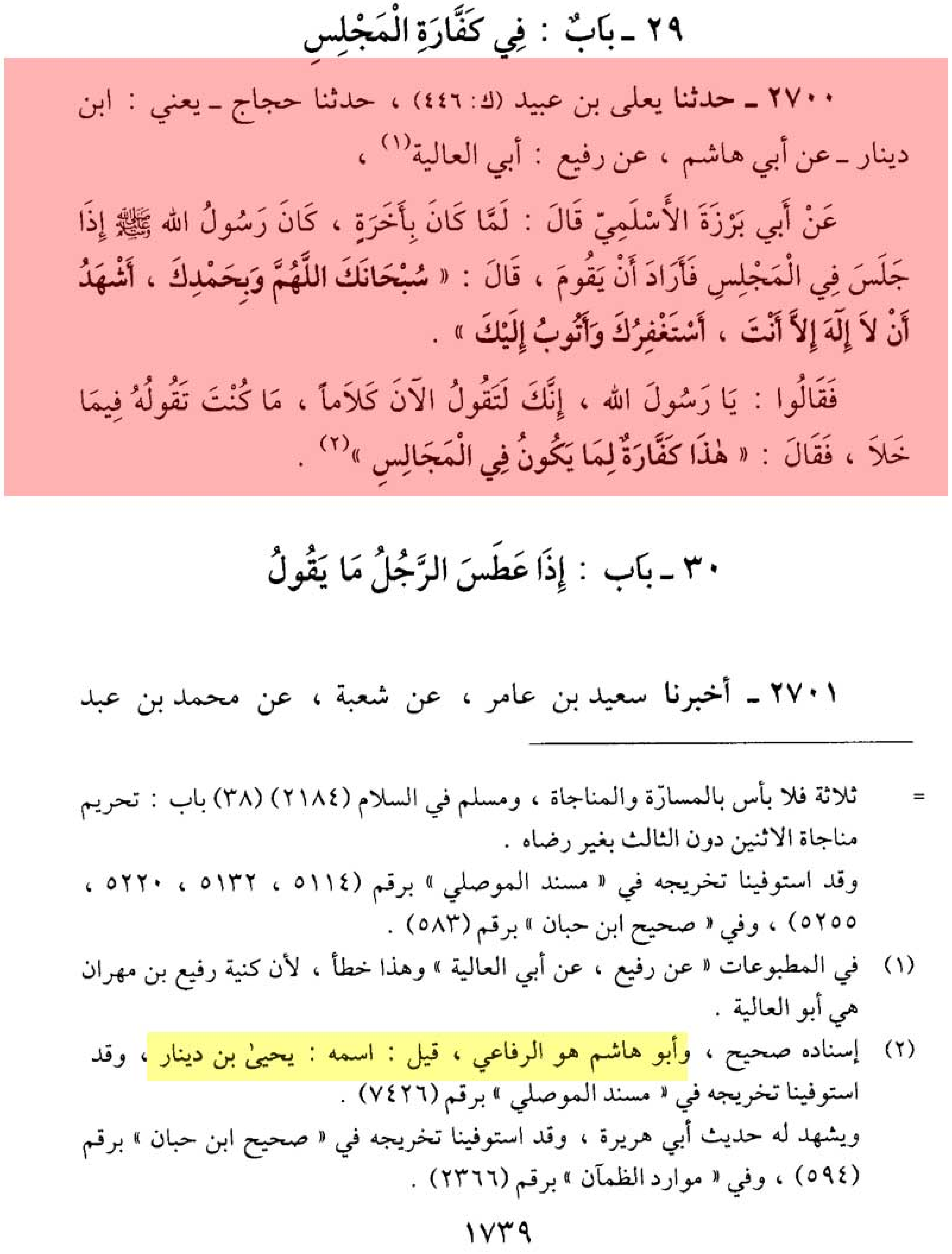

٢٩ ـ بَابٌ : فِي كَفَّارَةِ الْمَجْلِسِ

٢٧٠٠ ـ **حدثنا** يعلى بن عبيد (ك: ٤٤٦) ، حدثنا حجاج ـ يعني : ابن دينار ـ عن أبي هاشم ، عن رفيع : أبي العالية(١) ،

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ قَالَ : لَمَّا كَانَ بِأَخَرَةٍ ، كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ فَأَرَادَ أَنْ يَقُومَ ، قَالَ : « **سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ** » .

فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللهِ ، إِنَّكَ لَتَقُولُ الآنَ كَلاَماً ، مَا كُنْتَ تَقُولُهُ فِيمَا خَلاَ ، فَقَالَ : « **هٰذَا كَفَّارَةٌ لِمَا يَكُونُ فِي الْمَجَالِسِ** »(٢) .

٣٠ ـ بَاب : إِذَا عَطَسَ الرَّجُلُ مَا يَقُولُ

٢٧٠١ ـ **أخبرنا** سعيد بن عامر ، عن شعبة ، عن محمد بن عبد

= ثلاثة فلا بأس بالمسارّة والمناجاة ، ومسلم في السلام (٢١٨٤) (٣٨) باب : تحريم مناجاة الاثنين دون الثالث بغير رضاه .

وقد استوفينا تخريجه في « مسند الموصلي » برقم (٥١١٤ ، ٥١٣٢ ، ٥٢٢٠ ، ٥٢٥٥) ، وفي « صحيح ابن حبان » برقم (٥٨٣) .

(١) في المطبوعات « عن رفيع ، عن أبي العالية » وهذا خطأ ، لأن كنية رفيع بن مهران هي أبو العالية .

(٢) إسناده صحيح ، وأبو هاشم هو الرفاعي ، قيل : اسمه : يحيىٰ بن دينار ، وقد استوفينا تخريجه في « مسند الموصلي » برقم (٧٤٢٦) .

ويشهد له حديث أبي هريرة ، وقد استوفينا تخريجه في « صحيح ابن حبان » برقم (٥٩٤) ، وفي « موارد الظمآن » برقم (٢٣٦٦) .

حسین سلیم اسد نے ابو ہشام رفاعی کی وجہ سے نہیں بلکہ دوسرے صحیح شواہد کی وجہ سے احادیث کو حسن کہا

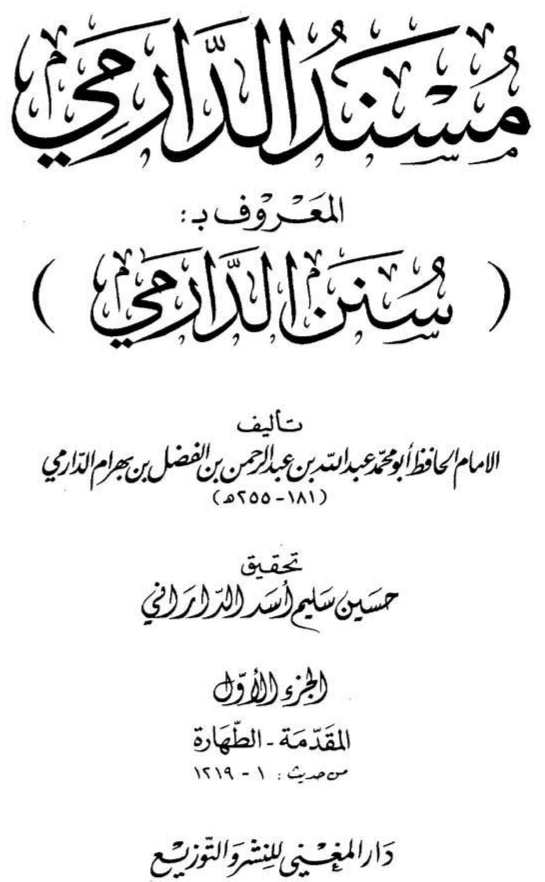

مُسْنَدُ الدَّارِمِيّ

المعروف بـ:

(سُنَنُ الدَّارِمِيّ)

تأليف

الامام الحافظ أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بهرام الدارمي

(١٨١ - ٢٥٥هـ)

تحقيق

حسين سليم أسد الداراني

الجزء الأول

المقدمة - الطهارة

من حديث : ١ - ١٢١٩

دار المغني للنشر والتوزيع

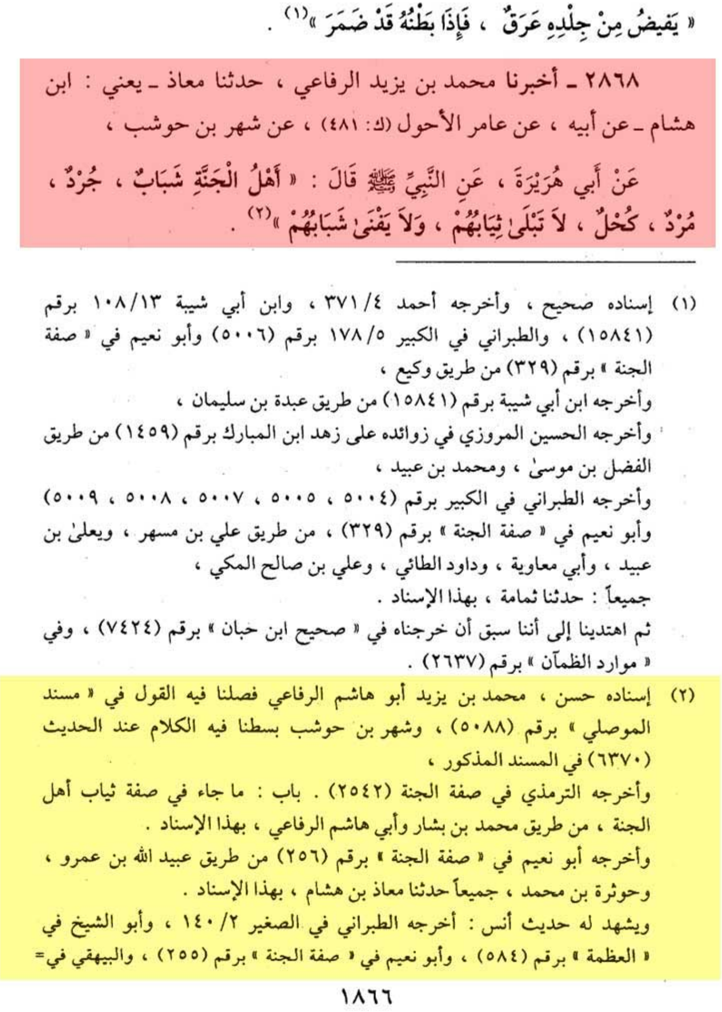

« يَفِيضُ مِنْ جِلْدِهِ عَرَقٌ ، فَإِذَا بَطْنُهُ قَدْ ضَمَرَ »[١] .

٢٨٦٨ ـ أخبرنا محمد بن يزيد الرفاعي ، حدثنا معاذ ـ يعني : ابن هشام ـ عن أبيه ، عن عامر الأحول (ك : ٤٨١) ، عن شهر بن حوشب ،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : « أَهْلُ الْجَنَّةِ شَبَابٌ ، جُرْدٌ ، مُرْدٌ ، كُحْلٌ ، لاَ تَبْلَىٰ ثِيَابُهُمْ ، وَلاَ يَفْنَىٰ شَبَابُهُمْ »[٢] .

---

(١) إسناده صحيح ، وأخرجه أحمد ٤/ ٣٧١ ، وابن أبي شيبة ١٣/ ١٠٨ برقم (١٥٨٤١) ، والطبراني في الكبير ٥/ ١٧٨ برقم (٥٠٠٦) وأبو نعيم في « صفة الجنة » برقم (٣٢٩) من طريق وكيع ،

وأخرجه ابن أبي شيبة برقم (١٥٨٤١) من طريق عبدة بن سليمان ،

وأخرجه الحسين المروزي في زوائده على زهد ابن المبارك برقم (١٤٥٩) من طريق الفضل بن موسىٰ ، ومحمد بن عبيد ،

وأخرجه الطبراني في الكبير برقم (٥٠٠٤ ، ٥٠٠٥ ، ٥٠٠٧ ، ٥٠٠٨ ، ٥٠٠٩) وأبو نعيم في « صفة الجنة » برقم (٣٢٩) ، من طريق علي بن مسهر ، ويعلىٰ بن عبيد ، وأبي معاوية ، وداود الطائي ، وعلي بن صالح المكي ،

جميعاً : حدثنا ثمامة ، بهذا الإسناد .

ثم اهتدينا إلى أننا سبق أن خرجناه في « صحيح ابن حبان » برقم (٧٤٢٤) ، وفي « موارد الظمآن » برقم (٢٦٣٧) .

(٢) إسناده حسن ، محمد بن يزيد أبو هاشم الرفاعي فصلنا فيه القول في « مسند الموصلي » برقم (٥٠٨٨) ، وشهر بن حوشب بسطنا فيه الكلام عند الحديث (٦٣٧٠) في المسند المذكور ،

وأخرجه الترمذي في صفة الجنة (٢٥٤٢) . باب : ما جاء في صفة ثياب أهل الجنة ، من طريق محمد بن بشار وأبي هاشم الرفاعي ، بهذا الإسناد .

وأخرجه أبو نعيم في « صفة الجنة » برقم (٢٥٦) من طريق عبيد الله بن عمرو ، وحوثرة بن محمد ، جميعاً حدثنا معاذ بن هشام ، بهذا الإسناد .

ويشهد له حديث أنس : أخرجه الطبراني في الصغير ٢/ ١٤٠ ، وأبو الشيخ في « العظمة » برقم (٥٨٤) ، وأبو نعيم في « صفة الجنة » برقم (٢٥٥) ، والبيهقي في=

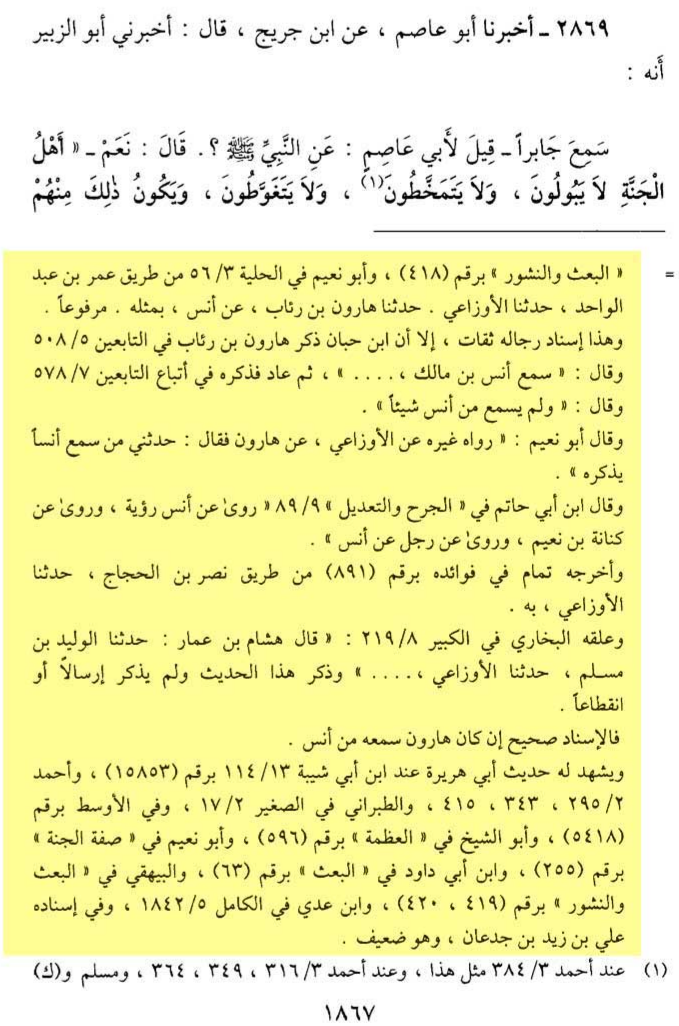

٢٨٦٩ ـ أخبرنا أبو عاصم ، عن ابن جريج ، قال : أخبرني أبو الزبير أنه :

سَمِعَ جَابراً ـ قِيلَ لأَبي عَاصِمٍ : عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ؟. قَالَ : نَعَمْ ـ **« أَهْلُ الْجَنَّةِ لاَ يَبُولُونَ ، وَلاَ يَتَمَخَّطُونَ[١] ، وَلاَ يَتَغَوَّطُونَ ، وَيَكُونُ ذٰلِكَ مِنْهُمْ**

= « البعث والنشور » برقم (٤١٨) ، وأبو نعيم في الحلية ٣/ ٥٦ من طريق عمر بن عبد الواحد ، حدثنا الأوزاعي . حدثنا هارون بن رئاب ، عن أنس ، بمثله . مرفوعاً .

وهذا إسناد رجاله ثقات ، إلا أن ابن حبان ذكر هارون بن رئاب في التابعين ٥/ ٥٠٨ وقال : « سمع أنس بن مالك ، . . . . » ، ثم عاد فذكره في أتباع التابعين ٧/ ٥٧٨ وقال : « ولم يسمع من أنس شيئاً » .

وقال أبو نعيم : « رواه غيره عن الأوزاعي ، عن هارون فقال : حدثني من سمع أنساً يذكره » .

وقال ابن أبي حاتم في « الجرح والتعديل » ٩/ ٨٩ « روىٰ عن أنس رؤية ، وروىٰ عن كنانة بن نعيم ، وروىٰ عن رجل عن أنس » .

وأخرجه تمام في فوائده برقم (٨٩١) من طريق نصر بن الحجاج ، حدثنا الأوزاعي ، به .

وعلقه البخاري في الكبير ٨/ ٢١٩ : « قال هشام بن عمار : حدثنا الوليد بن مسلم ، حدثنا الأوزاعي ، . . . . » وذكر هذا الحديث ولم يذكر إرسالاً أو انقطاعاً .

فالإسناد صحيح إن كان هارون سمعه من أنس .

ويشهد له حديث أبي هريرة عند ابن أبي شيبة ١٣/ ١١٤ برقم (١٥٨٥٣) ، وأحمد ٢/ ٢٩٥ ، ٣٤٣ ، ٤١٥ ، والطبراني في الصغير ٢/ ١٧ ، وفي الأوسط برقم (٥٤١٨) ، وأبو الشيخ في « العظمة » برقم (٥٩٦) ، وأبو نعيم في « صفة الجنة » برقم (٢٥٥) ، وابن أبي داود في « البعث » برقم (٦٣) ، والبيهقي في « البعث والنشور » برقم (٤١٩ ، ٤٢٠) ، وابن عدي في الكامل ٥/ ١٨٤٢ ، وفي إسناده علي بن زيد بن جدعان ، وهو ضعيف .

(١) عند أحمد ٣/ ٣٨٤ مثل هذا ، وعند أحمد ٣/ ٣١٦ ، ٣٤٩ ، ٣٦٤ ، ومسلم و(ك)

حسین سلیم اسد نے ابو ھشام رفاعی کی وجہ سے نہیں بلکہ دوسرے صحیح شواہد کی وجہ سے احادیث کو حسن کہا

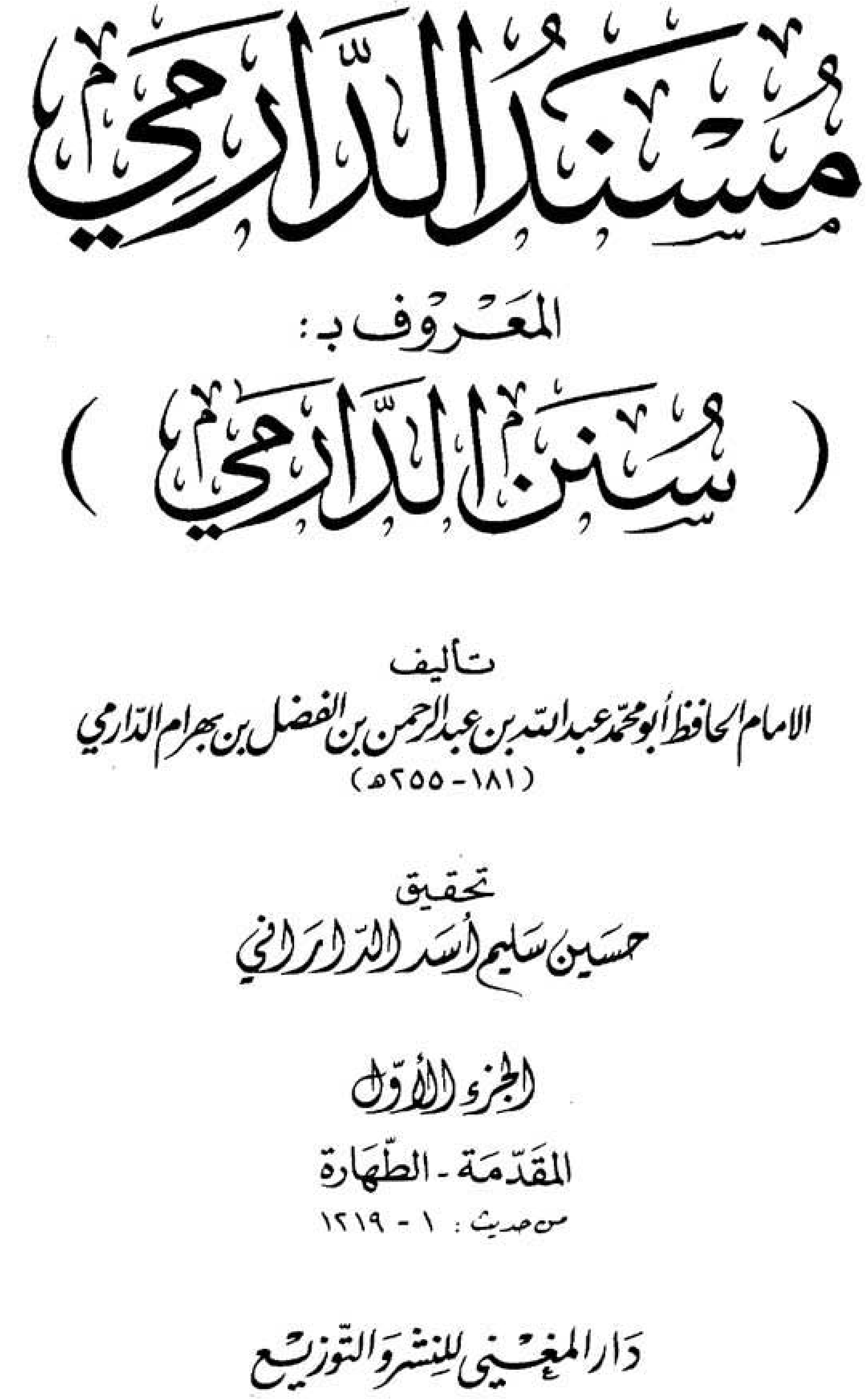

مُسْنَدُ الدَّارِمِي
المعروف بـ:
(سُنَنُ الدَّارِمِي)

تأليف
الامام الحافظ أبو محمّد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بهرام الدارمي
(١٨١ - ٢٥٥هـ)

تحقيق
حسين سليم أسد الدّاراني

الجزء الأوّل
المقدّمة - الطّهارة
من حديث : ١ - ١٢١٩

دار المغني للنشر والتوزيع

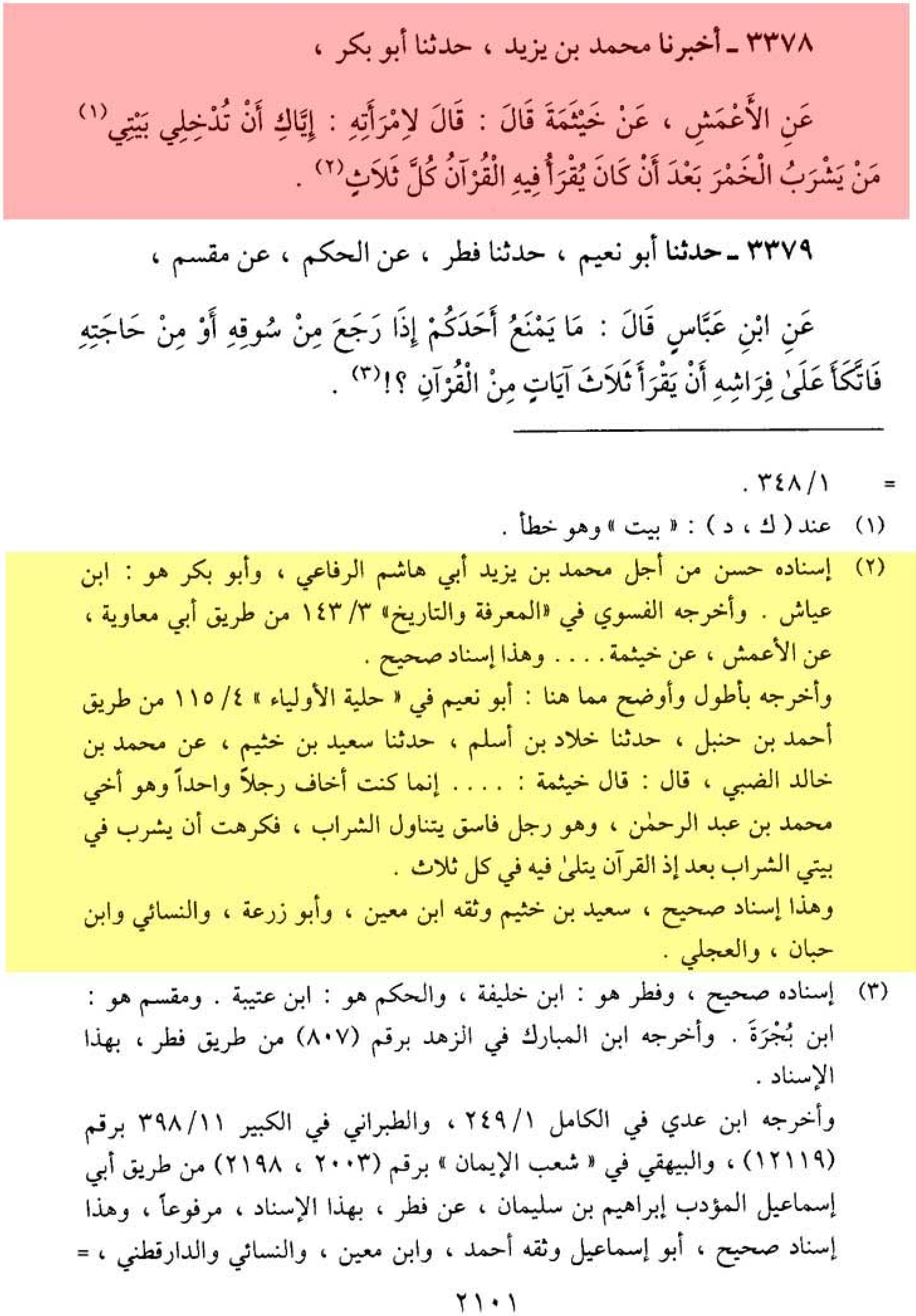

٣٣٧٨ ـ أخبرنا محمد بن يزيد ، حدثنا أبو بكر ،

عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ خَيْثَمَةَ قَالَ : قَالَ لامْرَأَتِهِ : إِيَّاكِ أَنْ تُدْخِلِي بَيْتِي(١) مَنْ يَشْرَبُ الْخَمْرَ بَعْدَ أَنْ كَانَ يُقْرَأُ فِيهِ الْقُرْآنُ كُلَّ ثَلاثٍ(٢) .

٣٣٧٩ ـ حدثنا أبو نعيم ، حدثنا فطر ، عن الحكم ، عن مقسم ،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : مَا يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ إِذَا رَجَعَ مِنْ سُوقِهِ أَوْ مِنْ حَاجَتِهِ فَاتَّكَأَ عَلَىٰ فِرَاشِهِ أَنْ يَقْرَأَ ثَلاثَ آيَاتٍ مِنَ الْقُرْآنِ ؟!(٣) .

= ٣٤٨/١ .

(١) عند (ك ، د) : « بيت » وهو خطأ .

(٢) إسناده حسن من أجل محمد بن يزيد أبي هاشم الرفاعي ، وأبو بكر هو : ابن عياش . وأخرجه الفسوي في «المعرفة والتاريخ» ٣/ ١٤٣ من طريق أبي معاوية ، عن الأعمش ، عن خيثمة . . . . وهذا إسناد صحيح .
وأخرجه بأطول وأوضح مما هنا : أبو نعيم في « حلية الأولياء » ٤/ ١١٥ من طريق أحمد بن حنبل ، حدثنا خلاد بن أسلم ، حدثنا سعيد بن خثيم ، عن محمد بن خالد الضبي ، قال : قال خيثمة : . . . . إنما كنت أخاف رجلاً واحداً وهو أخي محمد بن عبد الرحمٰن ، وهو رجل فاسق يتناول الشراب ، فكرهت أن يشرب في بيتي الشراب بعد إذ القرآن يتلىٰ فيه في كل ثلاث .
وهذا إسناد صحيح ، سعيد بن خثيم وثقه ابن معين ، وأبو زرعة ، والنسائي وابن حبان ، والعجلي .

(٣) إسناده صحيح ، وفطر هو : ابن خليفة ، والحكم هو : ابن عتيبة . ومقسم هو : ابن بُجْرَةَ . وأخرجه ابن المبارك في الزهد برقم (٨٠٧) من طريق فطر ، بهذا الإسناد .
وأخرجه ابن عدي في الكامل ١/ ٢٤٩ ، والطبراني في الكبير ١١/ ٣٩٨ برقم (١٢١١٩) ، والبيهقي في « شعب الإيمان » برقم (٢٠٠٣ ، ٢١٩٨) من طريق أبي إسماعيل المؤدب إبراهيم بن سليمان ، عن فطر ، بهذا الإسناد ، مرفوعاً ، وهذا إسناد صحيح ، أبو إسماعيل وثقه أحمد ، وابن معين ، والنسائي والدارقطني ، =

بے سند بات اہل سنت و الجماعت پر حجت نہیں

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا: اسناد دین میں سے ہیں۔ اگر دین میں سند نہ ہوتی تو ہر شخص جو چاہتا کہہ دیتا۔

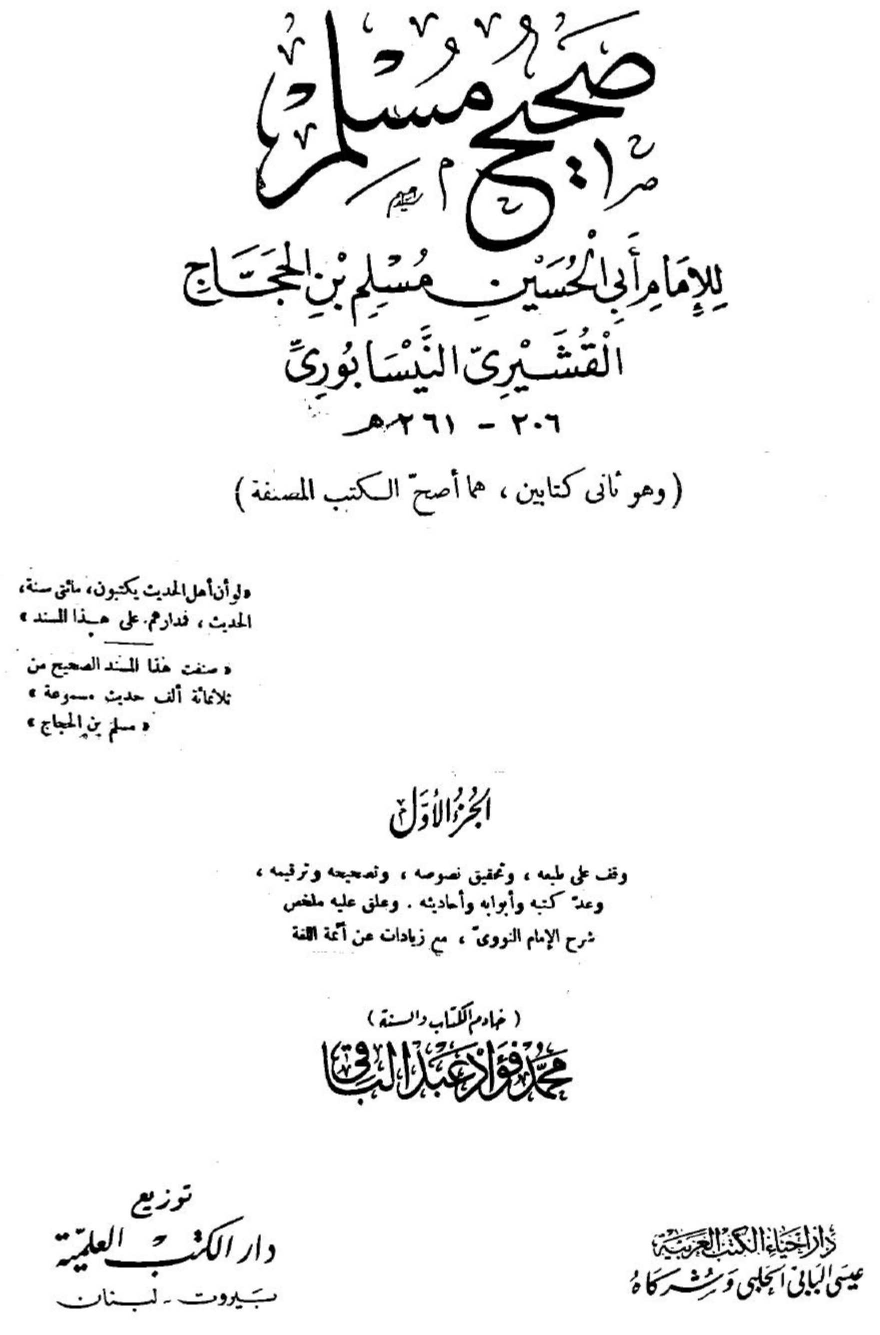

صَحِيحُ مُسْلِم

لِلإمَامِ أَبِي الْحُسَيْنِ مُسْلِمِ بْنِ الْحَجَّاجِ
الْقُشَيْرِيِّ النَّيْسَابُورِيِّ
٢٠٦ - ٢٦١ هـ

(وهو ثانى كتابين ، هما أصح الكتب المصنفة)

«لو أن أهل الحديث يكتبون ، مائتى سنة ،
الحديث ، فمدارهم على هذا المسند»

«صنفت هذا المسند الصحيح من
ثلاثمائة ألف حديث مسموعة»
«مسلم بن الحجاج»

الجزء الأول

وقف على طبعه ، وتحقيق نصوصه ، وتصحيحه وترقيمه ،
وعدّ كتبه وأبوابه وأحاديثه . وعلق عليه ملخص
شرح الإمام النووىّ ، مع زيادات عن أئمة اللغة

(خادم الكتاب والسنة)
محمد فؤاد عبد الباقي

دار إحياء الكتب العربية
عيسى البابى الحلبى وشركاه

توزيع
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

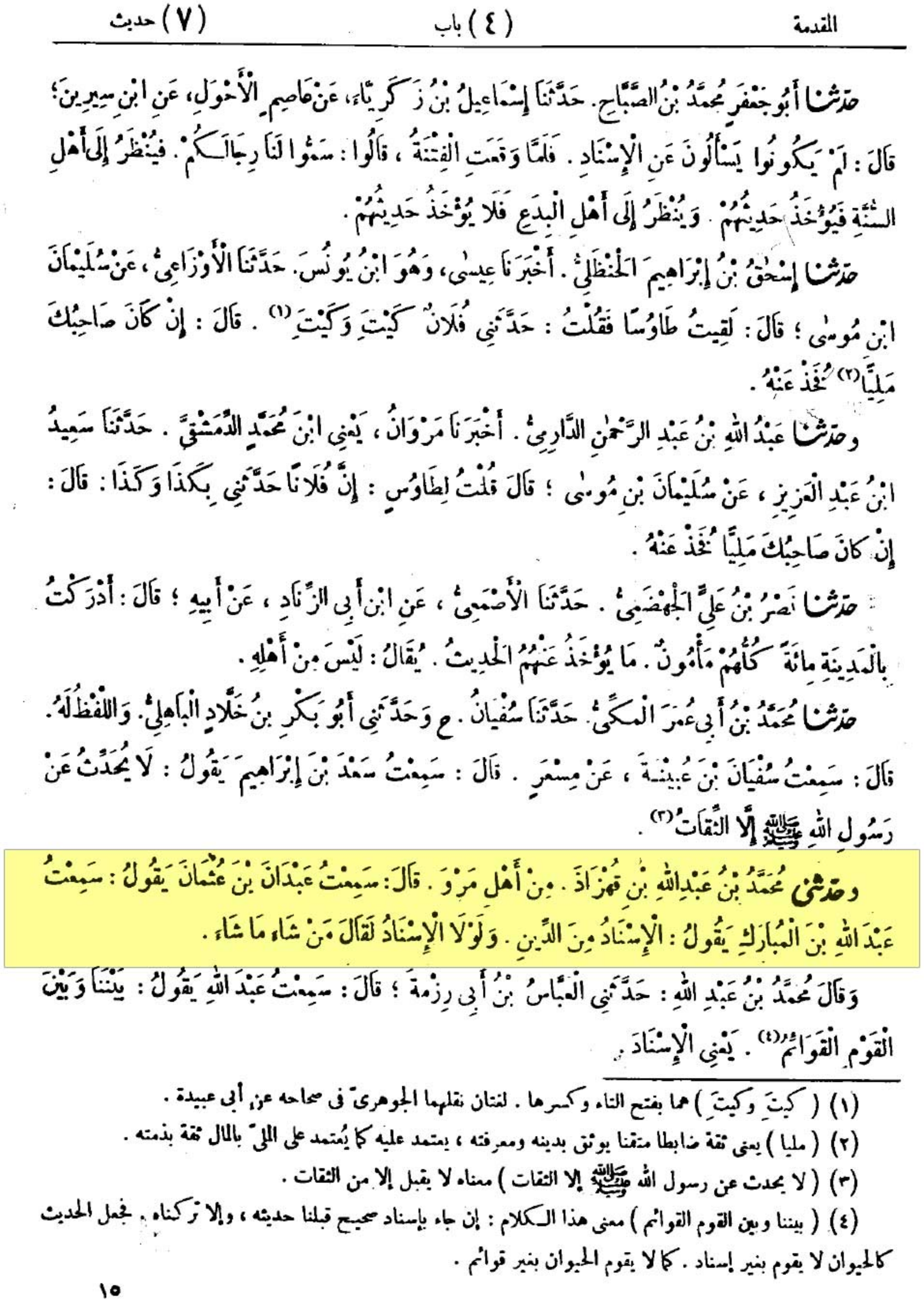

القدمة (٤) باب (٧) حديث

حدثنا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ . حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ ؛ قَالَ : لَمْ يَكُونُوا يَسْأَلُونَ عَنِ الْإِسْنَادِ . فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ ، قَالُوا : سَمُّوا لَنَا رِجَالَكُمْ . فَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ السُّنَّةِ فَيُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ . وَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ الْبِدَعِ فَلَا يُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ .

حدثنا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ . أَخْبَرَنَا عِيسَى ، وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ . حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ مُوسَى ؛ قَالَ : لَقِيتُ طَاوُسًا فَقُلْتُ : حَدَّثَنِي فُلَانٌ كَيْتَ وَكَيْتَ (١) . قَالَ : إِنْ كَانَ صَاحِبُكَ مَلِيًّا (٢) فَخُذْ عَنْهُ .

وحدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ . أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ ، يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيَّ . حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى ؛ قَالَ قُلْتُ لِطَاوُسٍ : إِنَّ فُلَانًا حَدَّثَنِي بِكَذَا وَكَذَا : قَالَ : إِنْ كَانَ صَاحِبُكَ مَلِيًّا فَخُذْ عَنْهُ .

حدثنا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ . حَدَّثَنَا الْأَصْمَعِيُّ ، عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنْ أَبِيهِ ؛ قَالَ : أَدْرَكْتُ بِالْمَدِينَةِ مِائَةً كُلُّهُمْ مَأْمُونٌ . مَا يُؤْخَذُ عَنْهُمُ الْحَدِيثُ . يُقَالُ : لَيْسَ مِنْ أَهْلِهِ .

حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ . حَدَّثَنَا سُفْيَانُ . ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ . وَاللَّفْظُ لَهُ . قَالَ : سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ ، عَنْ مِسْعَرٍ . قَالَ : سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ : لَا يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا الثِّقَاتُ (٣) .

وحدثني مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُهْزَاذَ . مِنْ أَهْلِ مَرْوَ . قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَانَ بْنَ عُثْمَانَ يَقُولُ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ : الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ . وَلَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ .

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ : حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ أَبِي رِزْمَةَ ؛ قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ يَقُولُ : بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْقَوَائِمُ (٤) . يَعْنِي الْإِسْنَادَ .

---

(١) (كَيتَ وكَيتِ) هما بفتح التاء وكسرها . لغتان نقلهما الجوهرىّ فى صحاحه عن أبى عبيدة .

(٢) (مليا) يعنى ثقة ضابطا متقنا يوثق بدينه ومعرفته ، يعتمد عليه كما يُعتمد على الملىّ بالمال ثقة بذمته .

(٣) (لا يحدث عن رسول الله ﷺ إلا الثقات) معناه لا يقبل إلا من الثقات .

(٤) (بيننا وبين القوم القوائم) معنى هذا الكلام : إن جاء بإسناد صحيح قبلنا حديثه ، وإلا تركناه . فجعل الحديث كالحيوان لا يقوم بغير إسناد . كما لا يقوم الحيوان بغير قوائم .

١٥

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مغفرت

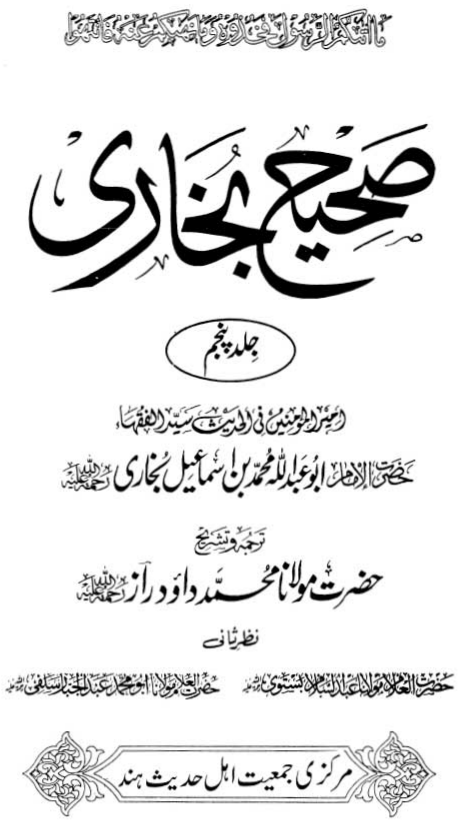

ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا

صحیح بخاری

جلد پنجم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلامہ مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ　حضرت العلامہ مولانا ابو محمد عبدالجبار سلفی رحمہ اللہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

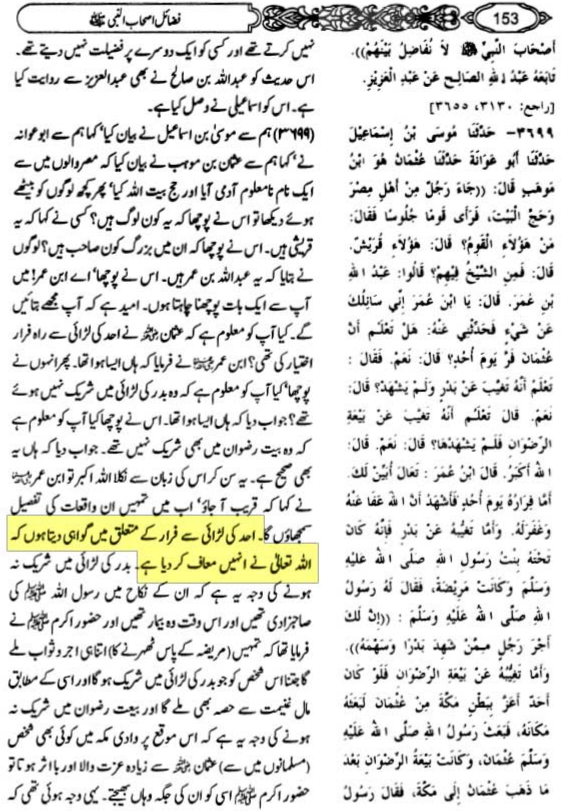

أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ لاَ نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ)).
تَابَعَهُ عَبْدُ اللهِ الصَّالِحِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ.
[راجع: ٣١٣٠، ٣٦٥٥]

٣٦٩٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ قَالَ: ((جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ وَحَجَّ الْبَيْتَ، فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ: مَنْ هَؤُلاَءِ الْقَوْمُ؟ قَالَ: هَؤُلاَءِ قُرَيْشٌ. قَالَ: فَمِنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ؟ قَالُوا: عَبْدُ اللهِ بْنِ عُمَرَ. قَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي عَنْهُ: هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَومَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ: تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: اللهُ أَكْبَرُ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ. أَمَّا فِرَارُهُ يَومَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَلَهُ. وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ)). وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ

نہیں کرتے تھے اور کسی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔ اس حدیث کو عبداللہ بن صالح نے بھی عبدالعزیز سے روایت کیا ہے۔ اس کو اسماعیلی نے وصل کیا ہے۔

(۳۶۹۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے' کہا ہم سے عثمان بن موہب نے بیان کیا کہ مصر والوں میں سے ایک نام نامعلوم آدمی آیا اور حج بیت اللہ کیا' پھر کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کسی نے کہا کہ یہ قریشی ہیں۔ اس نے پوچھا کہ ان میں بزرگ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ عبداللہ بن عمر ہیں۔ اس نے پوچھا' اے ابن عمر! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ مجھے بتائیں گے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے احد کی لڑائی سے راہ فرار اختیار کی تھی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ پھر انہوں نے پوچھا' کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ جواب دیا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان میں بھی شریک نہیں تھے۔ جواب دیا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ یہ سن کر اس کی زبان سے نکلا اللہ اکبر تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قریب آ جاؤ' اب میں تمہیں ان واقعات کی تفصیل سمجھاؤں گا۔ احد کی لڑائی سے فرار کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں اور اس وقت وہ بیمار تھیں اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہیں (مریضہ کے پاس ٹھہرنے کا) اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا اس شخص کو جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو گا اور اسی کے مطابق مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا اور بیعت رضوان میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس موقع پر وادی مکہ میں کوئی بھی شخص (مسلمانوں میں سے) عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت والا اور با اثر ہوتا تو حضور اکرم ﷺ اسی کو ان کی جگہ وہاں بھیجتے۔ یہی وجہ ہوئی تھی کہ

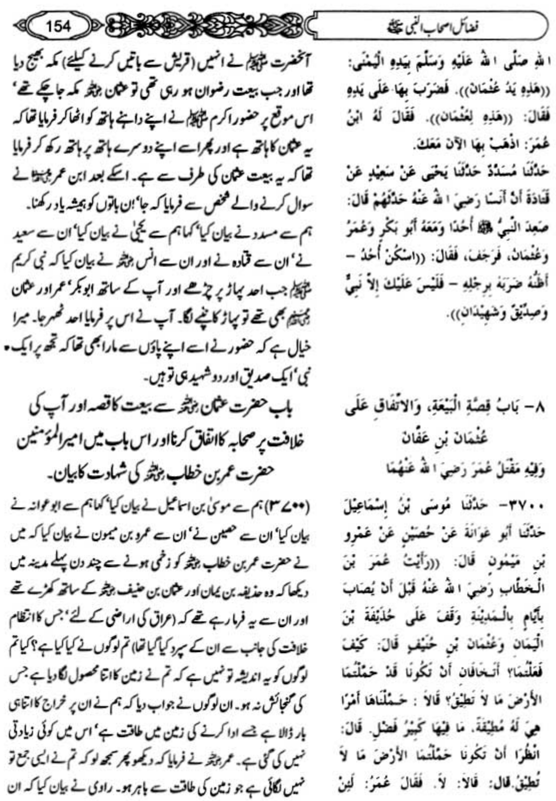

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى: ((هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ)). فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ: ((هَذِهِ لِعُثْمَانَ)). فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: اذْهَبْ بِهَا الآنَ مَعَكَ.

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ أُحُدًا وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ، فَقَالَ: ((اسْكُنْ أُحُدُ - أَظُنُّهُ ضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ - فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلاَّ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ)).

آنحضرت ﷺ نے انہیں (قریش سے باتیں کرنے کیلئے) مکہ بھیج دیا تھا اور جب بیعت رضوان ہو رہی تھی تو عثمان رضی اللہ عنہ مکہ جا چکے تھے' اس موقع پر حضور اکرم ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا تھا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا تھا کہ یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔ اسکے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سوال کرنے والے شخص سے فرمایا کہ جا' ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے سعید نے' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ابو بکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے تو پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ نے اس پر فرمایا احد ٹھہر جا۔ میرا خیال ہے کہ حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا بھی تھا کہ تجھ پر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

٨- بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ، وَالاتِّفَاقِ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَفِيْهِ مَقْتَلُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

باب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کا قصہ اور آپ کی خلافت پر صحابہ کا اتفاق کرنا اور اس باب میں امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان۔

٣٧٠٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: ((رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَبْلَ أَنْ يُصَابَ بِأَيَّامٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَقَفَ عَلَى حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: كَيْفَ فَعَلْتُمَا؟ أَتَخَافَانِ أَنْ تَكُونَا قَدْ حَمَّلْتُمَا الأَرْضَ مَا لاَ تُطِيْقُ؟ قَالاَ: حَمَّلْنَاهَا أَمْرًا هِيَ لَهُ مُطِيْقَةٌ. مَا فِيْهَا كَبِيْرُ فَضْلٍ. قَالَ: انْظُرَا أَنْ تَكُونَا حَمَّلْتُمَا الأَرْضَ مَا لاَ تُطِيْقُ. قَالَ: قَالاَ: لاَ. فَقَالَ عُمَرُ: لَئِنْ

(۳۷۰۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' ان سے حصین نے' ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو زخمی ہونے سے چند دن پہلے مدینہ میں دیکھا کہ وہ حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے تھے اور ان سے یہ فرما رہے تھے کہ (عراق کی اراضی کے لئے' جس کا انتظام خلافت کی جانب سے ان کے سپرد کیا گیا تھا) تم لوگوں نے کیا کیا ہے؟ کیا تم لوگوں کو یہ اندیشہ تو نہیں ہے کہ تم نے زمین کا اتنا محصول لگا دیا ہے جس کی گنجائش نہ ہو۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے ان پر خراج کا اتنا ہی بار ڈالا ہے جسے ادا کرنے کی زمین میں طاقت ہے' اس میں کوئی زیادتی نہیں کی گئی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو پھر سمجھ لو کہ تم نے ایسی جمع تو نہیں لگائی ہے جو زمین کی طاقت سے باہر ہو۔ راوی نے بیان کیا کہ ان

ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم غزوہ حنین میں ثابت قدم رہے

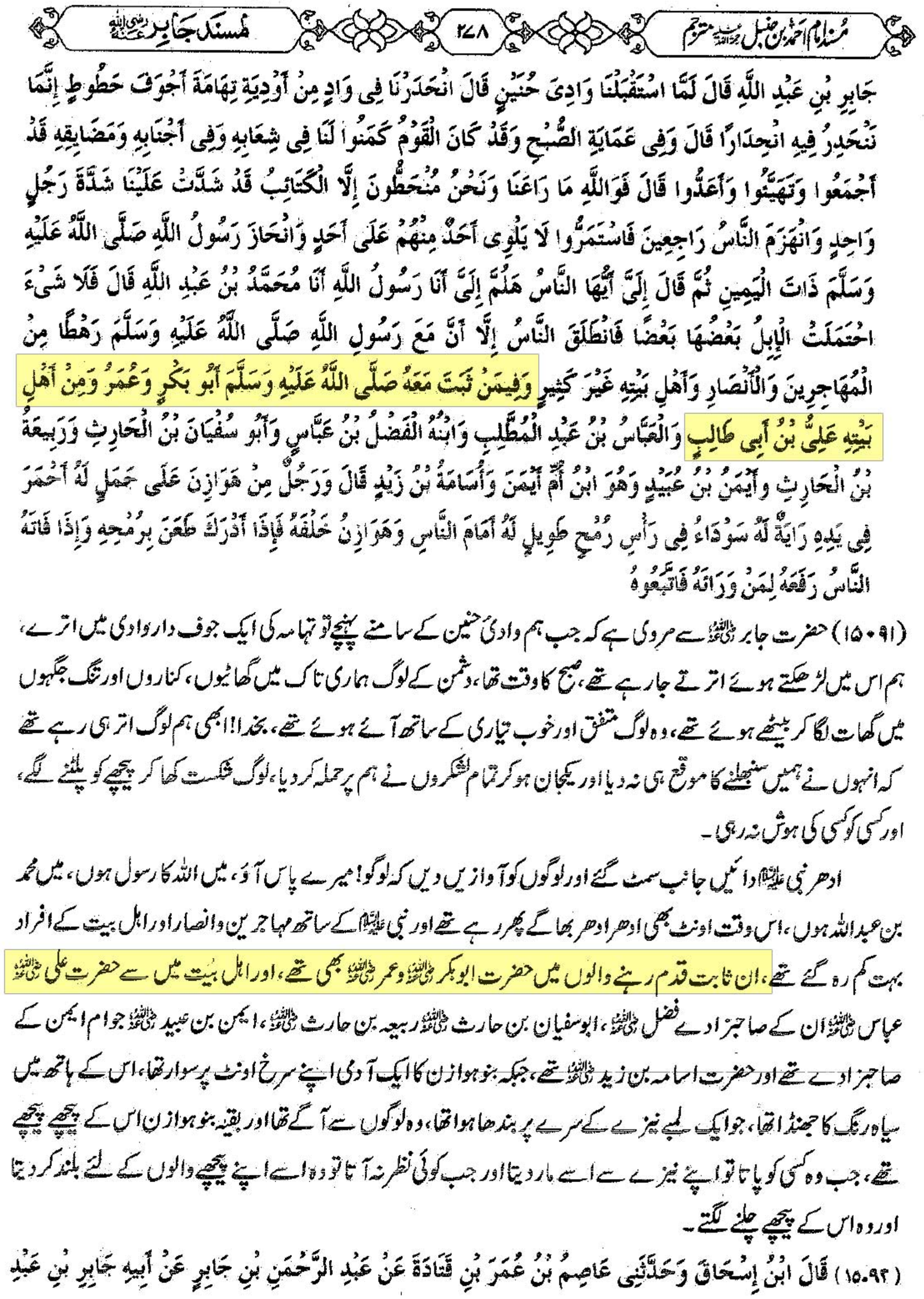

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا اسْتَقْبَلْنَا وَادِيَ حُنَيْنٍ قَالَ انْحَدَرْنَا فِي وَادٍ مِنْ أَوْدِيَةِ تِهَامَةَ أَجْوَفَ حَطُوطٍ إِنَّمَا نَنْحَدِرُ فِيهِ انْحِدَارًا قَالَ وَفِي عَمَايَةِ الصُّبْحِ وَقَدْ كَانَ الْقَوْمُ كَمَنُوا لَنَا فِي شِعَابِهِ وَفِي أَجْنَابِهِ وَمَضَايِقِهِ قَدْ أَجْمَعُوا وَتَهَيَّئُوا وَأَعَدُّوا قَالَ فَوَاللَّهِ مَا رَاعَنَا وَنَحْنُ مُنْحَطُّونَ إِلَّا الْكَتَائِبُ قَدْ شَدَّتْ عَلَيْنَا شَدَّةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ وَانْهَزَمَ النَّاسُ رَاجِعِينَ فَاسْتَمَرُّوا لَا يَلْوِي أَحَدٌ مِنْهُمْ عَلَى أَحَدٍ وَانْحَازَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ الْيَمِينِ ثُمَّ قَالَ إِلَيَّ أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمَّ إِلَيَّ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ فَلَا شَيْءَ احْتَمَلَتْ الْإِبِلُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَانْطَلَقَ النَّاسُ إِلَّا أَنَّ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا مِنْ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ غَيْرَ كَثِيرٍ وَفِيمَنْ ثَبَتَ مَعَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَابْنُهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ وَرَبِيعَةُ بْنُ الْحَارِثِ وَأَيْمَنُ بْنُ عُبَيْدٍ وَهُوَ ابْنُ أُمِّ أَيْمَنَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ وَرَجُلٌ مِنْ هَوَازِنَ عَلَى جَمَلٍ لَهُ أَحْمَرَ فِي يَدِهِ رَايَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ فِي رَأْسِ رُمْحٍ طَوِيلٍ لَهُ أَمَامَ النَّاسِ وَهَوَازِنُ خَلْفَهُ فَإِذَا أَدْرَكَ طَعَنَ بِرُمْحِهِ وَإِذَا فَاتَهُ النَّاسُ رَفَعَهُ لِمَنْ وَرَاءَهُ فَاتَّبَعُوهُ

(۱۵۰۹۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم وادیٔ حنین کے سامنے پہنچے تو تہامہ کی ایک جوف دار وادی میں اترے، ہم اس میں لڑھکتے ہوئے اترتے جا رہے تھے، صبح کا وقت تھا، دشمن کے لوگ ہماری تاک میں گھاٹیوں، کناروں اور تنگ جگہوں میں گھات لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، وہ لوگ متفق اور خوب تیاری کے ساتھ آئے ہوئے تھے، بخدا! ابھی ہم لوگ اتر ہی رہے تھے کہ انہوں نے ہمیں سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا اور یکجان ہو کر تمام لشکروں نے ہم پر حملہ کر دیا، لوگ شکست کھا کر پیچھے کو پلٹنے لگے، اور کسی کو کسی کی ہوش نہ رہی۔

ادھر نبی علیہ السلام دائیں جانب سمٹ گئے اور لوگوں کو آوازیں دیں کہ لوگو! میرے پاس آؤ، میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد بن عبداللہ ہوں، اس وقت اونٹ بھی ادھر ادھر بھاگے پھر رہے تھے اور نبی علیہ السلام کے ساتھ مہاجرین و انصار اور اہل بیت کے افراد بہت کم رہ گئے تھے، ان ثابت قدم رہنے والوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے، اور اہل بیت میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ ان کے صاحبزادے فضل رضی اللہ عنہ، ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ، ایمن بن عبید رضی اللہ عنہ جو ام ایمن کے صاحبزادے تھے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ تھے، جبکہ بنو ہوازن کا ایک آدمی اپنے سرخ اونٹ پر سوار تھا، اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا جھنڈا تھا، جو ایک لمبے نیزے کے سرے پر بندھا ہوا تھا، وہ لوگوں سے آگے تھا اور بقیہ بنو ہوازن اس کے پیچھے پیچھے تھے، جب وہ کسی کو پاتا تو اپنے نیزے سے اسے مار دیتا اور جب کوئی نظر نہ آتا تو وہ اسے اپنے پیچھے والوں کے لئے بلند کر دیتا اور وہ اس کے پیچھے چلنے لگتے۔

(۱۵۰۹۲) قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَحَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ أَبِيهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ

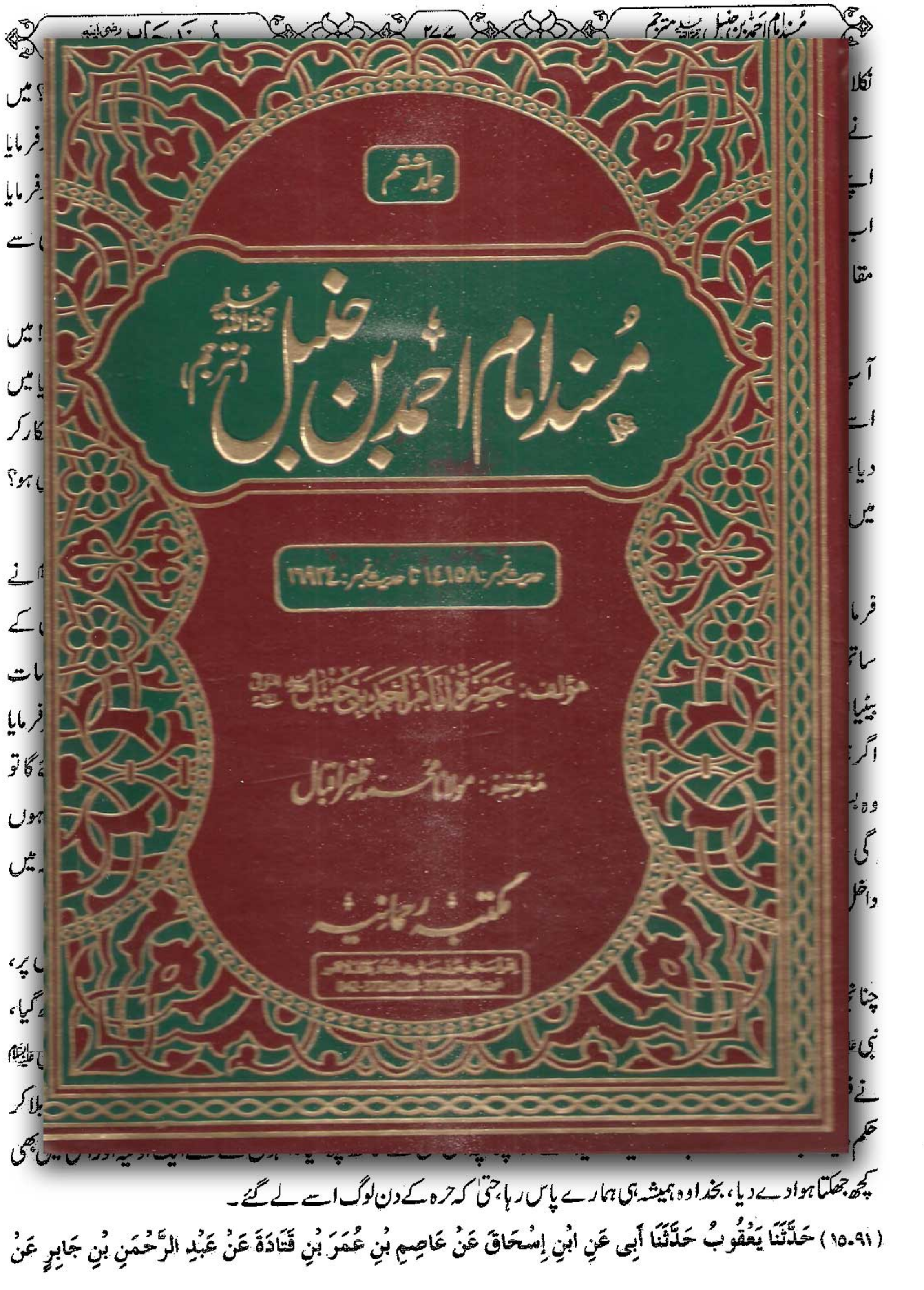
مُسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مترجم ۲۷۷
جلد ششم
مُسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
(مترجم)
حدیث نمبر: ۱۴۱۵۸ تا حدیث نمبر: ۱۶۹۲۴
مؤلف: حضرۃ الامام احمد بن حنبل
مترجم: مولانا محمد ظفر اقبال
مکتبہ رحمانیہ

کچھ جھکتا ہوا دے دیا، بخدا وہ ہمیشہ ہی ہمارے پاس رہا، حتیٰ کہ حرہ کے دن لوگ اسے لے گئے۔

(۱۵۰۹۱) حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ

ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم غزوہ حنین میں ثابت قدم رہے

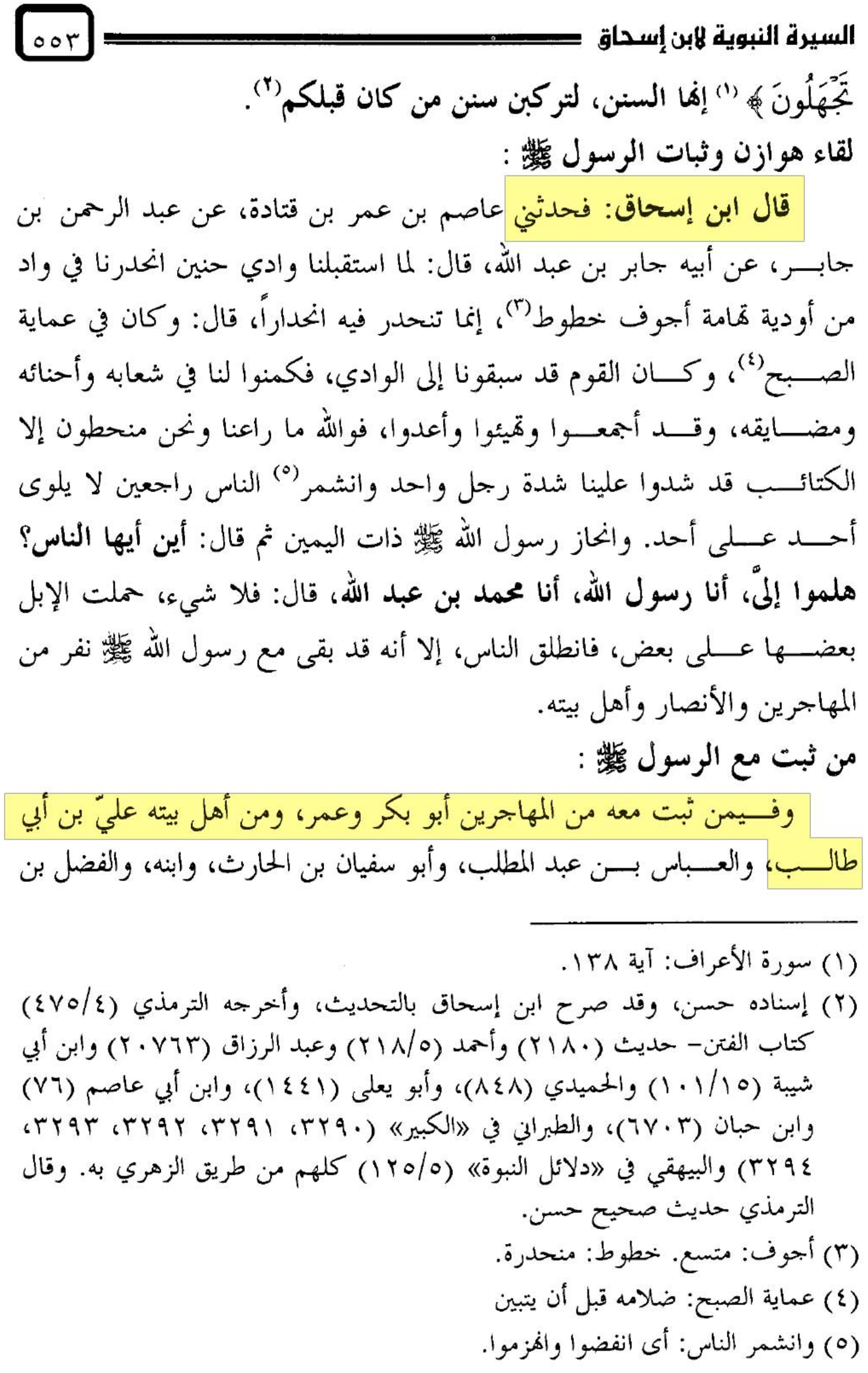

تجهلون ﴾ (١) **إنما السنن، لتركبن سنن من كان قبلكم**(٢).

لقاء هوازن وثبات الرسول ﷺ :

قال ابن إسحاق: فحدثني عاصم بن عمر بن قتادة، عن عبد الرحمن بن جابر، عن أبيه جابر بن عبد الله، قال: لما استقبلنا وادي حنين انحدرنا في واد من أودية تهامة أجوف خطوط(٣)، إنما تنحدر فيه انحداراً، قال: وكان في عماية الصبح(٤)، وكان القوم قد سبقونا إلى الوادي، فكمنوا لنا في شعابه وأحنائه ومضايقه، وقد أجمعوا وتهيئوا وأعدوا، فوالله ما راعنا ونحن منحطون إلا الكتائب قد شدوا علينا شدة رجل واحد وانشمر(٥) الناس راجعين لا يلوى أحد على أحد. وانحاز رسول الله ﷺ ذات اليمين ثم قال: **أين أيها الناس؟ هلموا إليّ، أنا رسول الله، أنا محمد بن عبد الله**، قال: فلا شيء، حملت الإبل بعضها على بعض، فانطلق الناس، إلا أنه قد بقى مع رسول الله ﷺ نفر من المهاجرين والأنصار وأهل بيته.

من ثبت مع الرسول ﷺ :

وفيمن ثبت معه من المهاجرين أبو بكر وعمر، ومن أهل بيته عليّ بن أبي طالب، والعباس بن عبد المطلب، وأبو سفيان بن الحارث، وابنه، والفضل بن

---

(١) سورة الأعراف: آية ١٣٨.

(٢) إسناده حسن، وقد صرح ابن إسحاق بالتحديث، وأخرجه الترمذي (٤/٤٧٥) كتاب الفتن- حديث (٢١٨٠) وأحمد (٥/٢١٨) وعبد الرزاق (٢٠٧٦٣) وابن أبي شيبة (١٥/١٠١) والحميدي (٨٤٨)، وأبو يعلى (١٤٤١)، وابن أبي عاصم (٧٦) وابن حبان (٦٧٠٣)، والطبراني في «الكبير» (٣٢٩٠، ٣٢٩١، ٣٢٩٢، ٣٢٩٣، ٣٢٩٤) والبيهقي في «دلائل النبوة» (٥/١٢٥) كلهم من طريق الزهري به. وقال الترمذي حديث صحيح حسن.

(٣) أجوف: متسع. خطوط: منحدرة.

(٤) عماية الصبح: ضلامه قبل أن يتبين

(٥) وانشمر الناس: أى انفضوا وانهزموا.

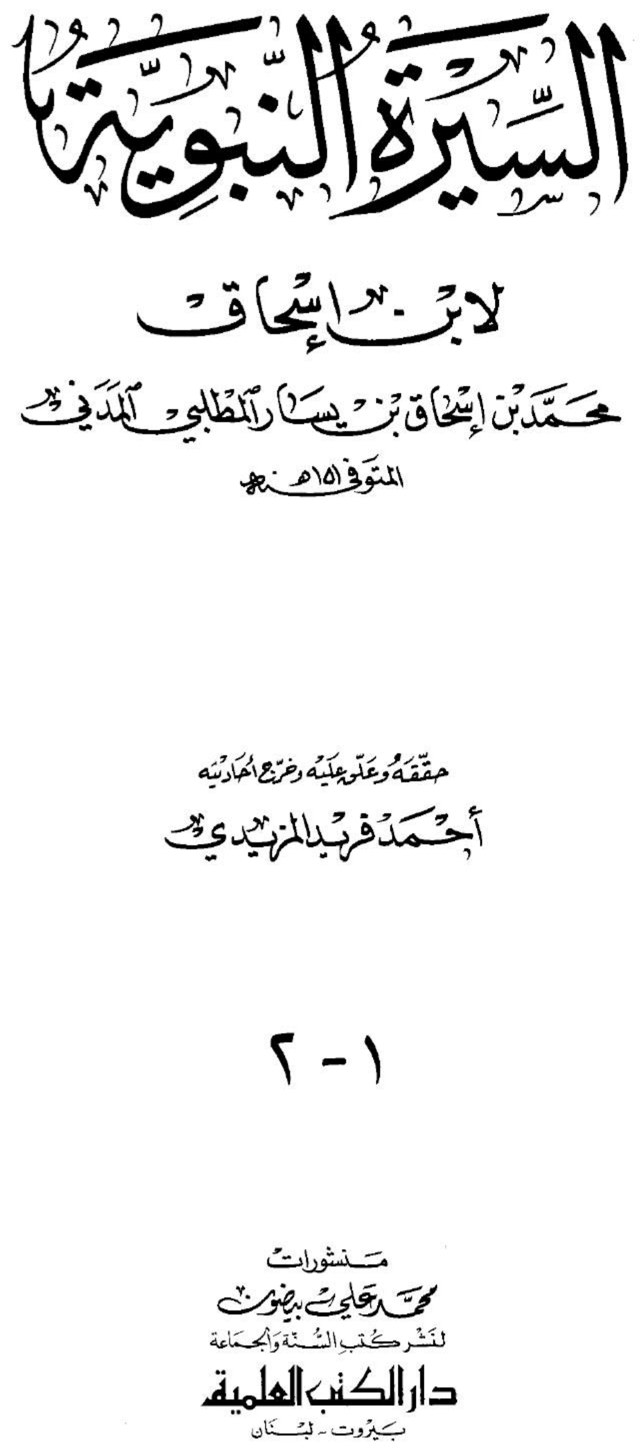

السيرة النبوية

لابن إسحاق

محمد بن إسحاق بن يسار المطلبي المدني

المتوفى ١٥١ هـ

حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه

أحمد فريد المزيدي

١ - ٢

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

اصل بھگوڑا کون؟

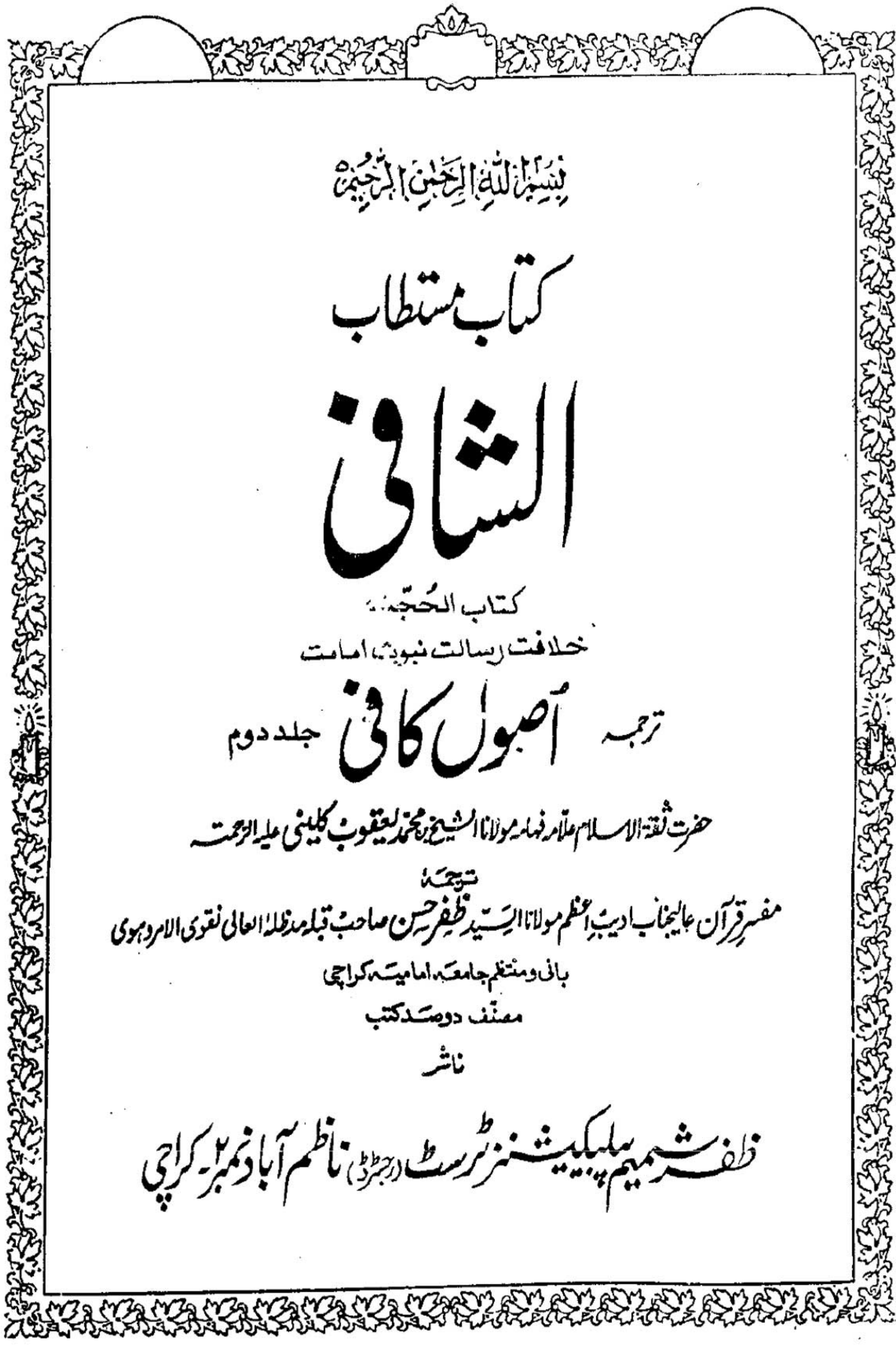

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الحُجّۃ

خلافت رسالت نبوت امامت

ترجمہ اُصول کافی جلد دوم

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

ترجمۃ

مفسرِ قرآن عالیجناب ادیبِ اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی

مصنف دوصد کتب

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد نمبر ۲۔ کراچی

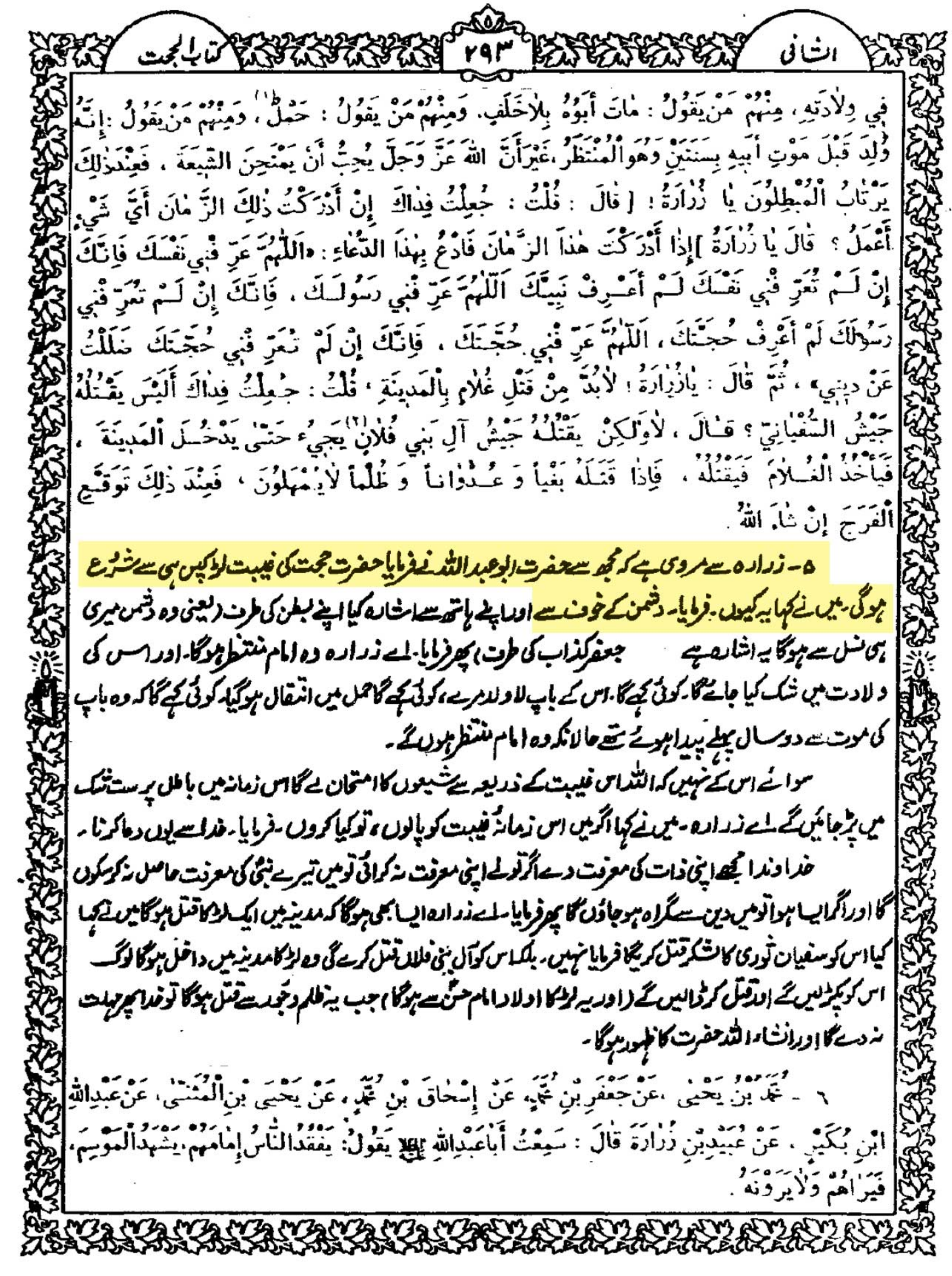

كتاب الحجت ۲۹۳ الشافی

فِي وِلَادَتِهِ، مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: مَاتَ أَبُوهُ بِلَا خَلَفٍ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: حَمْلٌ[1]، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: إِنَّهُ وُلِدَ قَبْلَ مَوْتِ أَبِيهِ بِسَنَتَيْنِ وَهُوَ الْمُنْتَظَرُ، غَيْرَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّ أَنْ يَمْتَحِنَ الشِّيعَةَ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَرْتَابُ الْمُبْطِلُونَ يَا زُرَارَةُ! [قَالَ: قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنْ أَدْرَكْتُ ذٰلِكَ الزَّمَانَ أَيَّ شَيْءٍ أَعْمَلُ؟ قَالَ يَا زُرَارَةُ] إِذَا أَدْرَكْتَ هٰذَا الزَّمَانَ فَادْعُ بِهٰذَا الدُّعَاءِ: «اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي نَفْسَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي نَفْسَكَ لَمْ أَعْرِفْ نَبِيَّكَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي رَسُولَكَ، فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي رَسُولَكَ لَمْ أَعْرِفْ حُجَّتَكَ، اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي حُجَّتَكَ، فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي حُجَّتَكَ ضَلَلْتُ عَنْ دِينِي»، ثُمَّ قَالَ: يَا زُرَارَةُ! لَا بُدَّ مِنْ قَتْلِ غُلَامٍ بِالْمَدِينَةِ، قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ أَلَيْسَ يَقْتُلُهُ جَيْشُ السُّفْيَانِيِّ؟ قَالَ، لَا وَلٰكِنْ يَقْتُلُهُ جَيْشُ آلِ بَنِي فُلَانٍ[2] يَجِيءُ حَتَّى يَدْخُلَ الْمَدِينَةَ، فَيَأْخُذُ الْغُلَامَ فَيَقْتُلُهُ، فَإِذَا قَتَلَهُ بَغْياً وَعُدْوَاناً وَظُلْماً لَا يُمْهَلُونَ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَوَقَّعِ الْفَرَجَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

۵۔ زرارہ سے مروی ہے کہ مجھ سے حضرت ابوعبداللہ نے فرمایا حضرت حجت کی غیبت لڑکپن ہی سے شروع ہوگی۔ میں نے کہا یہ کیوں۔ فرمایا۔ دشمن کے خوف سے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اپنے بطن کی طرف (یعنی وہ دشمن میری ہی نسل سے ہوگا یہ اشارہ ہے جعفر کذاب کی طرف) پھر فرمایا۔ اے زرارہ وہ امام منتظر ہوگا۔ اور اس کی ولادت میں شک کیا جائے گا۔ کوئی کہے گا۔ اس کے باپ لاولد مرے، کوئی کہے گا حمل میں انتقال ہو گیا۔ کوئی کہے گا کہ وہ باپ کی موت سے دو سال پہلے پیدا ہوئے تھے حالانکہ وہ امام منتظر ہوں گے۔

سوائے اس کے نہیں کہ اللہ اس غیبت کے ذریعہ سے شیعوں کا امتحان لے گا اس زمانہ میں باطل پرست شک میں پڑ جائیں گے اے زرارہ۔ میں نے کہا اگر میں اس زمانۂ غیبت کو پالوں، تو کیا کروں۔ فرمایا۔ خدا سے یوں دعا کرنا۔ خداوندا مجھے اپنی ذات کی معرفت دے اگر تو نے اپنی معرفت نہ کرائی تو میں تیرے نبیؐ کی معرفت حاصل نہ کر سکوں گا اور اگر ایسا ہوا تو میں دین سے گمراہ ہو جاؤں گا پھر فرمایا اے زرارہ ایسا بھی ہوگا کہ مدینہ میں ایک لڑکا قتل ہوگا میں نے کہا کیا اس کو سفیان ثوری کا لشکر قتل کریگا فرمایا نہیں۔ بلکہ اس کو آل بنی فلاں قتل کرے گی وہ لڑکا مدینہ میں داخل ہوگا لوگ اس کو پکڑ لیں گے اور قتل کر ڈالیں گے (اور یہ لڑکا اولاد امام حسنؑ سے ہوگا) جب یہ ظلم و جور سے قتل ہوگا تو خدا پھر مہلت نہ دے گا اور ان شاء اللہ حضرت کا ظہور ہوگا۔

۶ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْمُثَنَّى، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام يَقُولُ: يَفْقِدُ النَّاسُ إِمَامَهُمْ، يَشْهَدُ الْمَوْسِمَ، فَيَرَاهُمْ وَلَا يَرَوْنَهُ.

اصل بھگوڑا کون؟

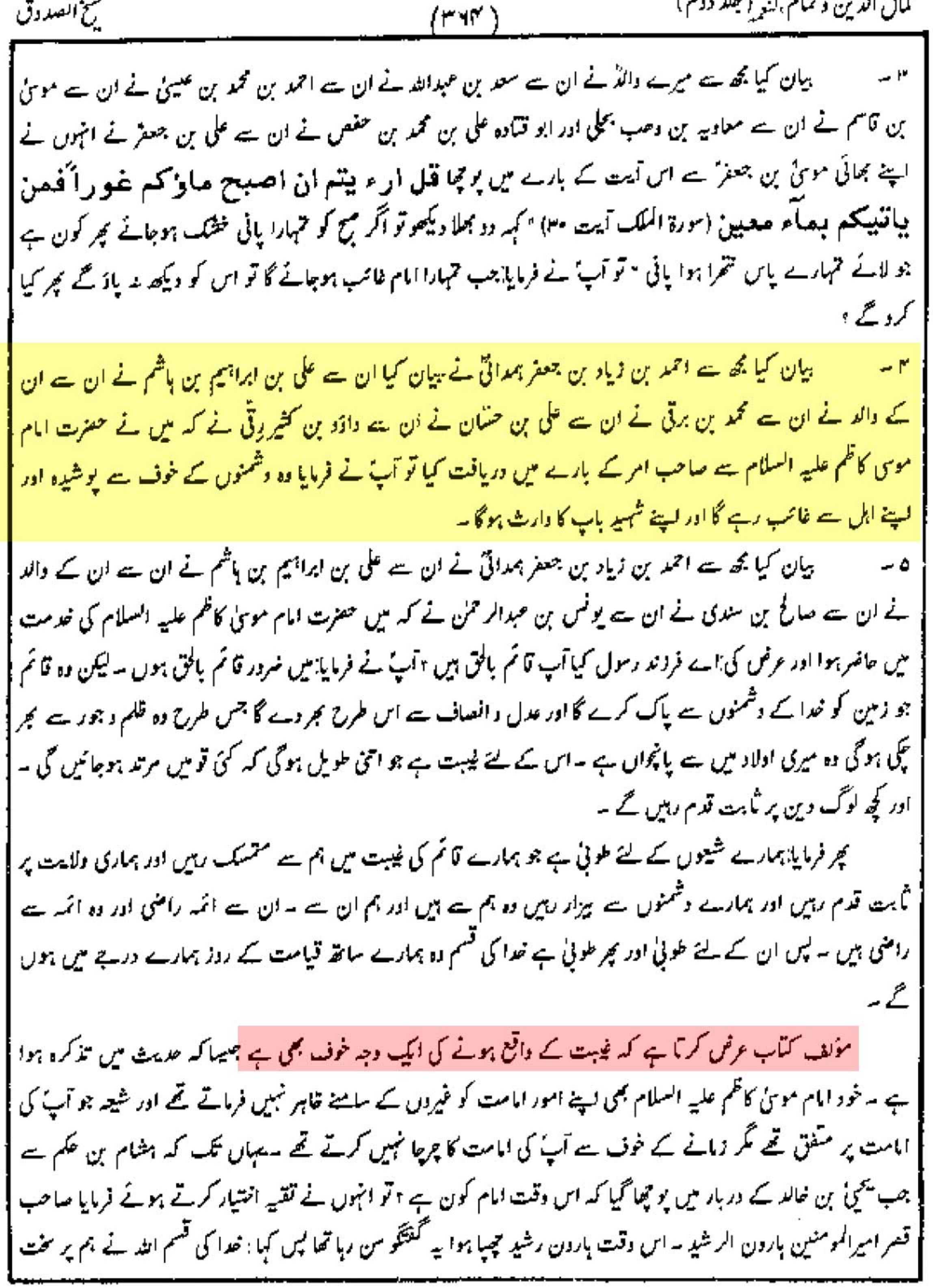

کمال الدین و تمام النعمۃ (جلد دوم) (۳۶۴) شیخ الصدوق

۳۔ بیان کیا مجھ سے میرے والدؒ نے ان سے سعد بن عبداللہ نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے موسیٰ بن قاسم نے ان سے معاویہ بن وصب بجلی اور ابو قتادہ علی بن محمد بن حفص نے ان سے علی بن جعفرؒ نے انہوں نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفرؑ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا **قل ارء یتم ان اصبح ماؤکم غوراً فمن یاتیکم بماء معین** (سورۃ الملک آیت ۳۰) "کہہ دو بھلا دیکھو تو اگر صبح کو تمہارا پانی خشک ہوجائے پھر کون ہے جو لائے تمہارے پاس تھرا ہوا پانی" تو آپؑ نے فرمایا: جب تمہارا امام غائب ہوجائے گا تو اس کو دیکھ نہ پاؤ گے پھر کیا کرو گے؟

۴۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانیؒ نے بیان کیا ان سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے ان سے ان کے والد نے ان سے محمد بن برقی نے ان سے علی بن حسّان نے ان سے داؤد بن کثیر رقّی نے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے صاحب امر کے بارے میں دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا وہ دشمنوں کے خوف سے پوشیدہ اور اپنے اہل سے غائب رہے گا اور اپنے شہید باپ کا وارث ہوگا۔

۵۔ بیان کیا مجھ سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانیؒ نے ان سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے ان سے ان کے والد نے ان سے صالح بن سندی نے ان سے یونس بن عبدالرحمٰن نے کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے فرزند رسول کیا آپ قائم بالحق ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: میں ضرور قائم بالحق ہوں۔ لیکن وہ قائم جو زمین کو خدا کے دشمنوں سے پاک کرے گا اور عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی وہ میری اولاد میں سے پانچواں ہے۔ اس کے لئے غیبت ہے جو اتنی طویل ہوگی کہ کئی قومیں مرتد ہوجائیں گی۔ اور کچھ لوگ دین پر ثابت قدم رہیں گے۔

پھر فرمایا: ہمارے شیعوں کے لئے طوبیٰ ہے جو ہمارے قائم کی غیبت میں ہم سے متمسک رہیں اور ہماری ولایت پر ثابت قدم رہیں اور ہمارے دشمنوں سے بیزار رہیں وہ ہم سے ہیں اور ہم ان سے۔ ان سے ائمہ راضی اور وہ ائمہ سے راضی ہیں۔ پس ان کے لئے طوبیٰ اور پھر طوبیٰ ہے خدا کی قسم وہ ہمارے ساتھ قیامت کے روز ہمارے درجے میں ہوں گے۔

مؤلف کتاب عرض کرتا ہے کہ غیبت کے واقع ہونے کی ایک وجہ خوف بھی ہے جیسا کہ حدیث میں تذکرہ ہوا ہے۔ خود امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی اپنے امور امامت کو غیروں کے سامنے ظاہر نہیں فرماتے تھے اور شیعہ جو آپؑ کی امامت پر متفق تھے مگر زمانے کے خوف سے آپؑ کی امامت کا چرچا نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہشام بن حکم سے جب یحییٰ بن خالد کے دربار میں پوچھا گیا کہ اس وقت امام کون ہے؟ تو انہوں نے تقیہ اختیار کرتے ہوئے فرمایا صاحب قصر امیرالمومنین ہارون الرشید۔ اس وقت ہارون رشید چھپا ہوا یہ گفتگو سن رہا تھا پس کہا: خدا کی قسم اللہ نے ہم پر سخت

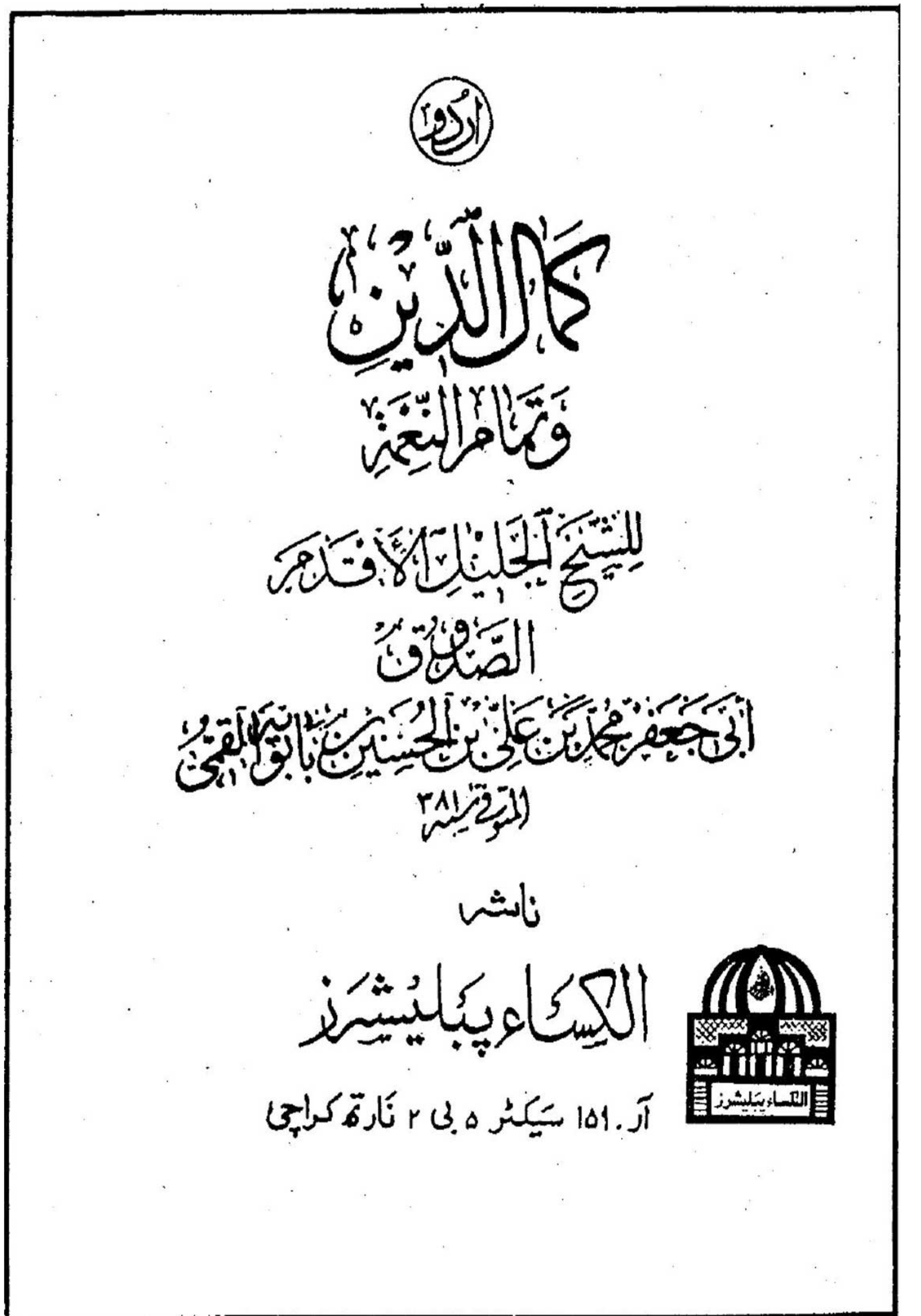

اردو

كمال الدين

وتمام النعمة

للشيخ الجليل الأقدم

الصدوق

ابي جعفر محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي

المتوفى سنة ٣٨١

ناشر

الکساء پبلیشرز

آر۔ ۱۵۱ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی